تاریخ اودھ

جلد دوم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی
سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علیشاہ
تحقیق و مستند واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبد الغنی خان ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی
محمد عبد الرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محمد شاہی مدرس اول
فارسی [illegible] ہائی اسکول اودے پور
مؤلف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف نحو و دینیات وغیرہ

ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء

نامی مطبع مطلع العلوم مرادآباد میں ابن الحسن ابن علی پرنٹر پبلشر نے چھپایا
اور شائع کیا

طبع اول ۵۰۰

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستی سے آئے	جس راستے سے گئے تھے اوسی راستے سے لوٹے
۲۴۴	۴	معاملہ درست	معاملہ درست کیا
۲۴۴	۱۲	اکبر علی خان	اکبر علیخان وحسین علیخان
۲۴۶	۱۲	جب فقیر نے	جب فقیر بیگ نے
۲۴۸	۱۹	ازین عقد فرخ دلم شاد شد	ازین عقد فرخ دلم شاد شد کزاین قرانہ دولت آباد شد
۲۴۹	۵	آمدنی ایسے ہے	آمدنی ایسی ہے
۲۵۱	۷	گورنرونکی	گورونکی
۲۵۱	۱۱	رام کی جانب	رامپور کی جانب
ر	۱۵	الماس خان	الماس علی خان
۲۵۱	۱۹	اورمرزا دارونہ	اور بڑے مرزا دارونہ
۲۵۲	۲۰	انگریزوں خفیہ	انگریزوں سے خفیہ
۲۵۲	۲۲	ایک اور شخص کو	ایک شخص کو
۲۵۳		کی خوشی	جسکی خوشی
۲۵۴	۱۰	باقی جماعت	باقی ہوئی جماعت
۲۵۵	۴	فاتر و ریگر	فاتر و دیگر
۲۵۶	۸	بھاگے ہوئی اور سردار	بھاگے ہوئے سپاہی اور سردار
۲۵۶	۲۰	گرفتند آن دہ	گرفتند آن درہ
ر	۲۴	نام خفیا جور	نام خفیا جور
۲۵۸	۱۲	جبکہ متفقہ	جبکہ اسکا متفقہ
۲۵۹	۱۴	لشکر کے شنے	لشکر کے شہنے
۲۶۰	۳	صید خان	صید خان کو
ر	۹	اسکاٹ صاحب	اسکاٹ صاحب صاحب کے
۲۶۱	۸	قسم کی ہیں	قسم کی تکلیف سہیں
۲۶۴	۷	بھیج گئی تھی	اسکے اوپر یہ حاشیہ ہے دیکھو ہنگامہ معظم
۲۶۴	۱۴	دیوان فیض اللہ خان	نواب فیض اللہ خان
۲۷۰	۳	سبب تا تکدر	سبب یا تکدر
۲۷۷	۱۵	بچاس سال بھی	بچاس سال سے
۲۸۴	۲۴	مرنے اوڑاتے تھے	مرنے نہ اوڑاتے تھے
۲۸۶	۲۰	اونکو تپایا کرتی تھی	اونکو اپنا تپایا کرتے تھے
۲۸۷	۱۱	سقیم کردیا	سقیم پر کردیا
۲۸۷	۱۸	آپکو حاصل	آپکو حاصل رہے گا
ر	۲۲	گورنر جنرل وزیر علی	گورنر جنرل نے وزیر علی
۲۹۱	۵	اور تمام جلوس سے	اور تمام جلوس امارت سو بچاس
۲۹۱	۱۴	اطراف کتی اطراف	اطراف
۲۹۴	۱۹	کہ جو شخص	یہ دہرم ہے کہ جو شخص

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسند نشینی

جبکہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۴ء میں صفدر جنگ مر گئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمٰعیل خان کابلی اونکا مدارالمہام تھا۔ اوسنے چاہا کہ نواب کو صاحبزادوں کی طرح رکھے۔ اور خود حکومت کرے اسلیئے سرداران مغلیہ کو متفق کر کے شجاع الدولہ سے منحرف کر دیا۔ پس اون میں سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطر خواہ اطاعت نہیں کرتا تھا۔ بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ سا ہی سمجھتا تھا۔ اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا حاکم تھا دولت خواہ تھے۔ اور یہ چاہتے تھے کہ اوسی کو مسند نشین کریں شجاع الدولہ کے لیئے کوئی جاگیر مقرر کر دیں۔ اور اسیطرح انکی رائے تھی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لیئے بھی جاگیریں مقرر کر دیجائیں۔ چونکہ نواب بہت قوی تھا کسی کی کوشش کارگر ہوتی نہ تھی اور اسلیئے کہ مغلیہ ان سے بالکل منحرف رہتے تھے۔ اور شجاع الدولہ

دیکھو [illegible] ۱۲

عیاش بھی تھے - امراؤگرا اور بہت بہادر سے زیادہ مانوس تھے - یہی دونون نواب کی صحبت مین رہتے تھے - اگرچہ امراؤگر عمر مین بڑا تھا - شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوئے تھے - اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؏

بدولت خانۂ نواب منصور ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہی جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو - سیکے مفتاح التواریخ کے مولف نے وہ مصرع اوسپر اپنی طرف سے لگا کر یون تاریخ تمام کی ؏

چو آن فرخندہ اختر شد نمایان ٭ بدولت خانۂ نواب منصور

فلک بر گفت تاریخ تولد ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سر راہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہو جانا اور پانچون کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا - اونکی والدہ کی کوشش سے اونکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر مین ایک راستے سے نکلے - ایک محلے مین ایک کوٹھے پر ایک حسین کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی - اوسکی دلفریب صورت دیکھ کر فریفتہ ہوگئے - بعد اسکے حضورون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگایئن - تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہے - نواب وہانسے اپنے مکان مین پہنچے - مگر عشق کی وجہہ سے پلنگ پر بیچین رہے - اور رات بھر کچھ نہ کھایا - دوسرے روز راجہ ہمت بہادر نے جو مذہب کی رو سے گسائین تھے نواب سے ملاقات کی نواب نے اونکو انعام و عنایات کا امیدوار کر کے اوس عورت کا پتا دریافت کرانے کے لیے بھیجا - اونہون نے سب حال معلوم کر کے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور یہ تعین

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند تلنگے آدھی رات کے وقت اوس کنجڑی کے مکان پر
بطور چورون کے بھیجے - اوس عورت کے گھر کے آدمی خوف سے سہم گئے - یہ لوگ اوس کا پلنگ
اوٹھا کر نواب کے پاس لے آئے - نواب کی عمر اوسوقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی - اوس سے صحبت
کر کے رخصت کر دیا - وہ گرتی پڑتی اپنے گھر کو گئی - وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی
اور کیا بلا پیش آئی - اوس نے تمام حال بیان کیا - گھر والون نے قرینے سے دریافت کر لیا
کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تھے - کوئی اونمین سے چور نہ تھا بلکہ تلنگے تھے
غالباً ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا - پس چند آدمیون نے متفق ہو کر راجہ رام نراین دیوان کے پاس
جا کر زمین پر پگڑیان ڈالدین کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے - ہم یہان سے جلا وطن کرینگے
ہماری سکونت یہان ممکن نہین - راجہ رام نراین اور راجہ ملکت نراین اوس کا بھتیجا دس بارہ ہزار
کھتریون کا مجمع لیکر ننگے سر اور ننگے پانون اسمٰعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ والی ملک
نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہی - ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین - اب ہم کو آپ
اجازت دین کہ یہان سے نکل کر اور کسی ملک مین چلے جائین - یا ہماری فریاد رسی کرنا چاہیے -
اسمٰعیل خان نہایت ناراض ہوا اور کئی مغل سردارونکو بلا کر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور
سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہیے - اگر نواب
انکے سپرد کرنے پر راضی ہوے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین
کر دینا چاہیے - اور نواب کے لیے جاگیر مقرر کر دیجاے - سبنے اسمٰعیل خان کی راے سے اتفاق کر
کے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے - نواب نے کہا کہ
ہمت بہادر میرا کوکہ ہی - اوس نے جو کچھہ کیا میرے حکم سے کیا ہی تمکو مجھہ ہی باز پرس کرنا چاہیے نہ
ہمت بہادر سے - اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جبتک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو
ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین - ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے -
تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہی - مین اس تھوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون جب ارادہ
کروگے ادہر سے کمی نہ پاوگے مغل سردارون نے محمد قلی خان کو لکھہ کر الہ آباد سے طلب کیا
اور دربار مین اپنی آمد و رفت موقوف کر دی - شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نراین کو اپنی ڈیوڑھی پر
بلا کر پردے کی آڑ مین اوس سے کہا کہ اپنے آقا زادے کے ساتھہ یہی سلوک کرنا چاہتے تھا - لاکھون روپے
جسکے باپ کے یہان سے پاتے - کیا تم کو صفدر جنگ نے اسی دن کے لیے پرورش کیا تھا - ایک نے

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی - مانا کہ محمد قلی خان صفدر جنگ کا بھتیجا ہے
لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی نہ بھتیجے سے - رام نراین نے کہا کہ اگر صاحبزادے میری جان
چاہیں تو حاضر ہے - مگر جو رویہ اونہوں نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویران ہو جاتے ہیں دوست
دشمن بنجاتے ہیں - یہ جو کچھ شورش تھی صرف اس سے یہ مقصود تہا کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نکریں جس کی
بدنامی ہندوستان میں ہوگی - جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نراین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر
قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا میں تابعدار ہوں اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو کبھی کا ان کو
پہلے ہی راضی کر لیتا - اب آپ اسمٰعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلا کر اسی طرح [illegible]
کریں تو امید اصلاح کی ہے - چنانچہ اونہوں نے سب کو بلا کر ایسے چکنے کلمات کہے کہ سب [illegible]
اور معزولی کے ارادے سے باز آئے[1] - گیان پرکاش و سیر المتاخرین و تحفۃ التواریخ میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ
کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خان جیلہ مر گیا تو تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نراین
و مہانراین سکارنیابت کے سوال و جواب میں رہنے لگے - شجاع الدولہ گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب
شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشوں کی تادیب اور انتظام خوب کیا - اور عیاشی میں بجز لذات نفسانی
کے منہمک تھے - اکثر عورتوں کی مباشرت میں راغب - اور لہو و لعب میں مصروف رہتے تھے - لیکن
مزاج میں حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تہا[2]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا رہتا تہا کہ مبادا وہ بادشاہ کے
مزاج کو اونکی طرف سے مکدر کر دے - اسلئے ملا بہلول عرف میر بچھلے پسر غلام احمد خلعت خان [illegible]
کو کہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی
خواہش ظاہر کی - نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب میں خط لکھا جس میں نہایت تپاک ظاہر کیا
اور وہ خط پسر مذکور کے حوالے کیا میر بچھلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا - تو جو قدر
دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تھا وہ بھی بیان کیا - نواب شجاع الدولہ
نے اپنی دستار سر سے نواب سعد اللہ خان کو میر بچھلے کے ہاتھ بھجوائی - اور اونکی دستار [illegible] آپ

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

منگوائی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونوں رئیس دستار بدل بھائی ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال میں شریک ہے۔ فرح بخش میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہے جسکا ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور اونکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہوجانا

سنہ ۱۱۷۰ ہجری میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور و شور سے حملہ کیا اور دہلی میں پہنچکر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک شہر میں رہے۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا تو اوسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادے کو میرے ساتھ کر دیجیے تو ملک انتربید (ملک میں دوآبہ گنگا و جمنا) میں جا کر بطریق نذرانہ وصول کر کے لاؤں۔ مگر اس سے اوس کا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہے تاکہ شجاع الدولہ سے ہماری پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں عذر کرے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لیے ساتھ کر دیے عماد الملک نے گنگا کو عبور کر کے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور کودیہ پرگنہ مہر آباد کے میدان میں ڈیرے ڈالدیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا تمام مال پہنچانا چاہیے۔ اور شاہزادوں کے لیے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت گھبرائے۔ اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آوروں کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آگئے۔ یہ مقام لکھنؤ سے ۸۰ میل ہے۔

فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر منجھلے نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادوں کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہی - اور صفدر جنگ کے تمام خزانون اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری فوج سے چڑھائی کی ہی - ایسے وقت مین آپ مدد کرین - نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے اپنے بھائیون کو ہمراہ لیکر اور حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانساما ن عبد الستار خان شیخ محمد کبیر ملا محسن - اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ کیا - اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا - اور ایک خط اس مضمون کا اوسکے ساتھ کہا کہ جان ومال اور ملک وناموس بموجب اوس عہد وپیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے آپ کسی قسم کا تردد نکرین - ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہین - نواب سعد اللہ خان مع منجھلے کی رکابی کے بعد گڑہ سے کوچ کرکے کودیورمین پہنچ گئے - اور دونون لشکرون کے درمیان مین قیام کیا - اور اپنے دربارمین ندورسے برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہی - اوس کو چاہتے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے - اس عرصے مین عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو پہونچتے رہے کہ شاہزادہ کی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دین - اور شجاع الدولہ کو نکالکر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلین - اس خدمت کے صلے مین عنایت پادشاہی کے مورد ہونگے مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے - بہتر یہ ہے کہ آپ شاہ جہان آباد کو لوٹ جائین - گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار تھے - شجاع الدولہ نے سازشی پالیسی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہو گا - آپ میرے چچا کی جگہ مین ہین ایسی تدبیر کرین کہ صلح ہو جاے - اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی ناخوش نہو - حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے - اور صلح کی کوشش مین مصروف رہے - اس عرصے مین شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی - چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کرسکتے تھے اور اس عرصے مین طرفین کے قراولون میں چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی شروع ہو گئین - حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہوکر صلح کی فکر مین ہوئے اور نواب سعد اللہ خان
کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جاکر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے
شجاع الدولہ کے پاس پہنچکر تبدیل دستار کرکے اخوت پیدا کرلی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے
حافظ صاحب نے بظاہر نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس تقریب سے
صلح کی گنجایش پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے بیخودی سے جو خردسالی کا
مقتضی ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہے جیسا حال آپ نے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت
کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہین۔ اور مجھکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ
پیشکش ادا کرنے مین حیلہ و حجت کرین اور لڑائی پر نوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری
صلاح مانو تو صلح کرلو ورنہ مین اپنے ملک کو لوٹ جاؤنگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیجونگا۔ عماد
الملک نے مجبور ہوکر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ شاہزادون کو پیش کرنے پر صلح کرلی —
فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھ روپیونکے خود ادا کرنیکا ذمہ
لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھکر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپئے
نواب سعد اللہ خان کے پاس بھجوا دئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے خزانے سے یہ روپے
بادشاہ کے حضور مین بھجوا دئے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنون و مشکور تھے
اور صلح کے انعقاد کے بعد ۹ شوال سنہ [illegible] ہجری کو شجاع الدولہ نے سانڈی سے کوچ کیا۔ اور
چار روز مین لکھنؤ پہونچ گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا
مین بیان کیا ہے کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ [illegible] ہجری مین انتقال کیا۔ تاریخ وفات
اس مصرع سے ظاہر ہے ع خرد گفت پیوستہ والہ برحمت ۔ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن
و جمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اوسکی مواصلت کے خواستگار ہوئے۔ اور بشیر اندار خان کو اوس لڑکی کی ماں کے پاس
نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہوگئی — اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکھنؤ کو روانہ ہوئی جب اکبرآباد میں پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اوس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر مفتون ہو گیا۔ اور آدمی بھیجے کہ اوس لڑکی کو چھین لیں۔ کٹرہ وزیر خان میں شیر انداز خان کے آدمیوں سے اور جواہر سنگھ کے آدمیوں سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی ماں نے یہ خبر سنکر جانبازی کی۔ اور تھوڑے دنوں لطائف الحیل میں بسر کر کے ایک دن موقع پا کر لڑکی کو لیکر فرخ آباد میں نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہاں غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا۔ اور وہ اوسکے انجام کار کا منتظر تھا۔ اوس نے گنا بیگم کے حسن و جمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد میں لاوے۔ اور نواب احمد خان نے بھی اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اونکے پاس بھیج دیا۔ جنہوں نے اوس سے نکاح کر لیا۔ آرون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ داغستانی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد میں تھی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہر صورت گنا بیگم علی قلی خان داغستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان امید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آب حیات میں غلطی سے لکھا ہے۔

شاہزادہ عالی گوہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودھ کے ملک میں وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنی چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا و فریب کے ساتھ گرفتار کر کے تباہ و برباد کر دینا

شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہو کر شاہ عالم ثانی کہلائے۔ غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی میں ٹھیرنا نامناسب سمجھکر ملک بنگالے کے قصد سے دہلی سے نکلے۔ اور کنجپورے کے راستے سے ہوتے ہوئے سہارنپور میں نجیب الدولہ کے پاس آئے اونہوں نے آٹھ مہینے تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ پھر شاہزادے بنگالے کی فتح کے ارادے سے اودھر کو روانہ ہوئے۔ اودھر مرادآباد۔ رامپور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوئے پورب کی طرف چلے۔ اور ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو بلگرام میں پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ [illegible] الدولہ و نوبت خان بہادر [illegible]

ریواڑی والے بھی تھے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کر کے ملانوہ میں داخل ہوئے اور
وہاں سے روانہ ہو کر تین دن میں قصبہ میں کہ جو وہاں سے متصل لکھنؤ سے سات کوس ہے
ٹھہرے۔ جبکہ صوبہ اودھ کی حد میں قدم رکھا تھا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور
محلدار خان کی معرفت پچاس[9] ہزار روپیہ نقد اور چیتے اور ہاتھی اور گھوڑے اور تحائف وغیرہ
شاہزادے کے حضور میں بھیجے تھے اور آپ بھی ۹ جمادی الاولے کو منزل متصل وہاں میں
حاضر ہوئے اور حیلوں و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کر کے اور پھر بہانہ کر کے رخصت کیا[52]
خزانہ عامرہ عالم شاہی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تھی اور مدد
خرچ کے لیے ایک لاکھ روپیہ نقد اور دو ہاتھی معہ عماری سائبان دار اور نالکی مرصع اور سات
گھوڑے اور ایک خوان پر از جواہر اور بہت شالیں شمینہ اور چیتے اور برتن اور دس چھکڑے
پیشکش کیے۔ شاہزادے نے چار گھڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا جیغہ
مع سرپیچ کے اور جنس کی خاص پالکی مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی
طرف بڑھے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بھائی الہ آباد کا صوبہ دار تھا وہ شاہزادے کے
پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بھرتی
کرے۔ شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ میں راجہ
میدنی سنگھ برادر پرتھی سنگھ حاضر ہوا۔ اور ۲۸ جمادی الاخرے کو موضع جھونسی میں بیرم خان
نے ملازمت حاصل کی ۴ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی
اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷ رجب کو
دریائے کرم ناسہ کو عبور کیا ۱۲ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نراین صوبہ دار
عظیم آباد کی پیش کی۔ پھر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت
سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو
وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلیے اوسکی عرض کے موافق
وزارت شجاع الدولہ کے لیے تجویز ہوئی اور بخشی گری محمد قلی خان پر قرار پائی[53]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع
الدولہ بھی نے شہزادے کے ساتھ رہکر بنگالے کے تسخیر کرنے کی ترغیب دی تھی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تھے
کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علیحدہ کریں[54]۔
سیر المتاخرین میں محمد قلی خان کے ساتھ شجاع الدولہ کی چال کرنے کے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

[52] تاریخ [illegible] سیر المتاخرین [illegible] شاہزادے [illegible] ۱۲ [53] دیکھو سیر المتاخرین وغیرہ ۱۲ [54] دیکھو [illegible]

کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکریون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آونگا۔ مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو کس جگہ رکھون۔ چاہتا ہون کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑکر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرلون۔ اور دلجمعی کرکے مقابلے کی تسخیر کا ارادہ کرون مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی اور چنار گڈھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی پہاڑونکی وجہہ سے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھہ دو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پرامن اور مضبوط جگہہ ہے اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل و عیال کے ساتھہ ایک آبرو سمجھہ کر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا محمد قلی خان اپنی ناسمجھی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا۔ رقعہ مہری اور دستخطی اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھہ کر شجاع الدولہ کے حوالے کردیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان کو مزید تاکید سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد بھائی ہین حاضر و غایب ہمارے ورثے کے مالک ہین۔ وہ جو کچھہ کہین اونکے حکم کی تعمیل کیجو بہرحال شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر معاودت کی جبکہ رام نراین صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اوس سے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی قدرت سے باہر تھا اسلئے باغی ہوگیا۔ اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا۔ شاہزادے کی فوج نے محاصرہ کیا۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی۔ صرف کام باقی تھا کہ آگ دیجاوے۔ اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو۔ پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپ کی وزارت مین رخنہ پڑجائےگا شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق ملیغار کیا اور قلعہ کے حوالے کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین دے سکتا۔ اسوجہ سے وزیر کے دل مین زیادہ کدورت آئی۔ شجاع الدولہ نے سوچا کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آسکےگا۔ سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کرنا چاہا سیف خان نے جو مزاحمت کی تو
بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظربند کرلیا۔ جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع
الدولہ نے دغا کرکے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور
متصرف ہوگئے ہین۔ اور اوسکے اہل و عیال کو نظربند کرلیا ہے نہایت مضطرب ہوا۔ اور
اسی اثنا مین اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے بنگالے
سے لشکر عظیم آرہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہوگئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت
کی۔ سیر المتاخرین کے مولف نے[۵] لکھا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو
عظیم آباد سے واپس بلایا۔ اونکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے
روانہ ہوا۔ مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا۔
بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگھہ وغیرہ رفقا نے
اوسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے
مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجواکر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے
بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کردیا۔ جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ۔ اور
محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑکر اپنے
نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان
کے روبرو جاؤ اور سختی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جسطرح
ممکن ہو اوسے گرفتار کرلو راجہا ے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریا سے
گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھہ کا آباد کیا ہوا
اور اوس کا وطن اصلی تہا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل
لگاکر مستعد مزاحمت ہوئے۔ شاہزادے اور موشیر لاک فرانسیس کو کہلا بھیجا کہ
تمہین آپ سے کچھہ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جایئے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت
نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہائے۔ شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی
بلاے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجہا موشیر لاک کو اپنا رفیق بناکر چہر دیہ

---

[۵] یہ الفاظ سیر المتاخرین مین لکھے ہین ۱۲

ہین قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ دلی اور محمد قلی خان سید راجی کی سراے سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تہا - جو کوئی اوس کے لشکر مین سے ملک عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑہاتا - زمیندار ان اطراف بلونت سنگہ کا شکار ہو جاتا - محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا - چاپلوسی کے سوال و جواب مین بسر کرتا تہا اور دفع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تہا - اور امیدوار تہا کہ شاید پھر دوبارہ خدا وند کریم سے تائید نمودار ہو جائے - اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرات تہے صلاح دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگہ سے جنگ کرو - اور فی الواقع یہی بہتر تہا کیونکہ جو کچھہ مقدر مین عزت و ناموس سے ہوتا مگر بد خواہی نے اس خواہش باخستہ کو جرات نہ دلائی - چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تہوڑے سے ہمراہیون کے ساتھہ مجکو شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے مزاحمون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی - اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد بہائی ہین - بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا - اور شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - اور یہ سمجہا کہ بروقت مقابلہ یہ سب رنجیدگی خاطر اور کینہ دل برطرف ہو جائیگی یہ تمام فتور دشمنون نے ڈالدیا ہے - وہ منافقین بالکل جاتا رہےگا - اور شجاع الدولہ کے ہانسے حکم ہو چکا تہا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام و اسباب ضبط کرلین حکم جدید کے منتظر نہین - اس حکم قطعی سمجہین جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگہہ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر کو لوٹنے کے ارادے سے جرائی کی - ان کی دست درازی اور تعدی سے لشکر مین جزع و فزع اور محشر کے آثار نمودار ہوئے - ایک خلق کثیر بلاے بید رمان مین مبتلا ہوئی - اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا - چند بے نام و نشان آدمی ان دونون راجونکی قرابت داری کی وجہہ سے اوس لشکر مین چہپ کر محفوظ رہے اور بہت سے آدمیونکو بارہ کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جمعدار تہا بچایا[1] الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونہون نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچہہ کر اودہر پھیری ہوتے ہی حاضرین نے اوسکو قید کر لیا[2] خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو قید کر کے لکہنؤ بہیجا اور ... کا ...

[1] دیکہو سیرالمتاخرین - [2] دیکہو گلستان رحمت ... ۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لئے مرہٹونکے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جہنکو اور اوسکا چچا دتا سیندہیا محرم سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کرکے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبہ اودہ مین مداخلت کا قصد تہا[۱۵] - وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین انہون نے جمنا کو عبور کرکے نجیب الدولہ پر چڑہائی کی نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفر نگر کے پاس سکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی و شمالی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے سے ؎ بہر راستگار آہو کردہ پناہ (سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف و لام سے) اور وہان سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکہنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور جب تک نجیب الدولہ نے اون مٹی کی دیوار کی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کرکے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوئے امروہے پہنچکر ٹہر گئے - اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا کہ وہ بھی مدد کرین - حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکہا تہا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک ہوجئے تو ہم اور آپ متفق ہوکر اس پٹہان یعنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کردین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان جارچی کو جو نہایت ظریف اور دانا تہا عماد الملک کے پاس بہیجکر لطائف الحیل مین رکہا تاکہ مخالفت پر آمادہ نہو - اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ مینے احمد شاہ درانی کو بلایا ہے مناسب یہی ہے کہ اس وقت مین آپ ہماری مدد کرین کیونکہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہے اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پالیا تو آپکے ملک کا بھی

[۱۵] دیکہو خزانہ عامرہ ۱۷

طمع کرینگے۔ شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بدطینت اور مفسد ہے کیونکہ سنہ ۱۱۷۱
ہجری میں شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیے فرخ آباد
کے راستے سے اودھ پر چڑھائی کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے دانائی کر کے نواب سعد اللہ خان
سے پگڑی بدل کے اور روہیلوں کو متفق کر کے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس
سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا
کیونکہ اس میں اونکو اپنے ملک کی بھلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کر کے
ماہ شوال سنہ ۱۱۷۲ ہجری میں لکھنؤ سے برآمد ہوئے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی میں پہنچکر چند مہینے
یہاں قیام کیا۔ کیونکہ گنگا کی طغیانی سکرتال پہنچنے میں مانع تھی۔ دتا سیندھیا کو اتفاق
مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی میں کمی ہوئی تو گوبند راے بندیلے کو اپنے لشکر سے
مع بیس ہزار پیادہ و سوار کے الگ کر کے روانہ کیا۔ اوس نے ٹھاکر دوارے کے پاس گنگا
کو پایاب عبور کر کے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ شجاع
الدولہ اوائل ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوئے
اور بڑی منزلیں کر کے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے۔ سیندھیا کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے میں مرہٹوں نے قریب تیرہ سو گانوں اطراف
امروہہ کے تباہ کر ڈالے۔ تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ مرہٹوں نے قصبۂ امروہہ کو لوٹ کر وہاں کے
اکثر سیدوں اور شریفوں کو قید کر لیا۔ ذوالفقار الدولہ نے اون غریبوں پر رحم کر کے مرہٹوں کو
اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپئے دینے کا وعدہ کر کے اونکو رہا کرا دیا آخر کار روہیلے
اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے۔ اونھوں نے جب دن چاندپور سے کوچ کیا مرہٹوں کی
فوج راہ میں کم کم نظر آئی پانچ کوس چلکر پلہدوہ[ا] پرگنہ چاندپور میں پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹوں نے اکثر
مقامات پر زور باندھ رکھا ہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی فوج میں سے انوپ گر گوساءیں اور امراؤ گر
گوساءیں کو مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خانکو پانچ ہزار
سواروں کے ساتھ اور میر باقر ممیونی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ مرہٹوں کے پڑاؤ کی طرف روانہ
کیا۔ سرداروں نے مرہٹوں کی خوب گوشمالی کی خاصکر انوپ گر نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کیے
اور دو سو مار ڈالے اور بہت سا اونکا مال اسباب اور بیشمار گھوڑے چھین لیے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی
میں تھوڑی کر رہے تھے گنگا کو عبور کر گئے۔ اس عبور میں اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا میں گھس سکے وہ

[ا] پلہدوہ بفتح با و سکون لام و ضم دال مہملہ و فتح واو و ہای ساکن ۱۲ خزانۂ عامرہ سنہ ۵۲ دیکھو خزانۂ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ ہجری کا ہے۔ صبح کو جلد وہ سے
کوچ ہوگیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور
جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے پوری سزا اوٹھاتے سیندھیا کی فوج اون ٹکڑے کے
لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا۔ مگر اس وجہ سے
زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانون اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون
اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہوکر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیان لکھی
تھین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لاتے چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان
کی طرف کوچ کرکے بہت قریب آپہنچے تھے۔ غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے
آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف
سے صلح کا نام کرکے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلون نے شجاع
الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا۔ اور ان
سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کردیا اس خیال سے
کہ احمد شاہ آجاوینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہوسکیگی۔ شجاع الدولہ نے جمادی الاول ۱۱۷۳
ہجری کو وارد بلگرام ہوئے اور دون کو لکھنؤ مین داخل ہوگئے۔ اور ان سردارون نے
عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہوگئے تھے اور
اونکے ملک مین فساد پیدا ہوگیا تھا اسلئے اوسکو رخصت کردیے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی
سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے
نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دیے[1]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کرکے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ
مرہٹونکے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی مگر باوصف اس کے اسی ہزار
سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسے دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ
کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا انہین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

[1] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تھا اور دوسرا لشکر ملھار راو ہلکر کے تحت مین تھا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلونکو ایذا
دے رہے ہین اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوئے اور شمالی پہاڑونکے
قریب قریب منزلین کرتے ہوئے سہارنپور کی بہار جمنا سے پار اوتر گئے مرہٹے ابدالی روہیلہ شاہ کی
آمد کا حال سنکر سکرتال سے کوچ کر کے احمد شاہ کے لشکر مین پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹونکی
دست اندازیون سے سخت ناراض تھے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نہ کیا یہانتک
کہ احمد شاہ نے میدان باولی مین کہ دہلی کے قریب ہے دتا سیندھیا کو گھیر لیا اور جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۳
ہجری مین خود دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے۔ ملھار راو ہلکر
سکندرہ مین ٹہرا ہوا تھا وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک مین بہاگنے لگا۔ یہ لشکر اسلئے سیدہی راہ سے
منحرف ہوا تھا کہ مسلمانون کی رسدون کو لوٹے کہسوٹے۔ مگر مراد اوسکی پوری نہوئی کہ بیدرہ ہزار
درانیون نے اوس کا تعاقب کر کے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دتا سیندھیا
اور ہلکر کی درانیون کے ہاتھ سے کامل شکستونکی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا
بہائی سداشیو بہاو جو بہاو کے لقب سے چارو انگ ہندوستان مین مشہور ہے مرہٹون کے
دربار سے مامور ہوا اس زمانے مین مرہٹونکی قوت نہایت عروج پر تھی۔ اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک
پہنچی تھی کہ شمال مین سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریاے اٹک اور جنوب مین جزیرہ نماے دکن کے
عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تھی اور حدود مذکورہ مین جو ملک اونکی حکومت سے خارج تھے اور اونکے
باجگذار تھے یا اونکے ہاتھ سے پامال تھے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت مین تھی
مرہٹونکی قوم کو جاہ و حشمت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تھی بہاو کی قدر و
وقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی۔ سیندھیا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر
آمادگی زیادہ ہوتی اونکا پورا ارادہ یہ تہا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان
خاص کی فتح و تسخیر مین پچھلی چوٹ ایسی لگاو کہ قصہ ہی پاک ہو جاے۔ بالاجی کا جوان بیٹا
اور علانیہ وارث اوس کا بسواس راو اور بڑے بڑے برہمن اور سبنے جتنے مرہٹے
سردار اوس کے ساتھ ہوئے۔ اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اوسکی امداد و اعانت
کی غرض سے راہ مین اوس سے ملتے گئے۔ بھرت پور کا راجہ سورج مل بھی ہلکر اور جنکو
کے ذریعہ سے بہاو سے ملا۔ بہاو نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل بیس ہزار
جاٹونکے ساتھ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا۔ سورج مل نے جو ایک

دراز عرصہ سے مرہٹوں کی رفاقت مین لڑنے مرنے کا عادی ہوگیا تہا۔ بہاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے
پیادون اور بہاری بہاری اسبابون کو ہماری ملک مین چہوڑدین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہین گے اور
سوارونکو ہمراہ لیکر آگے کو بڑہ جائین۔ اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنونکو تنگ کرین اور لڑائی کو
یہانتک طول دین کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور
ہوکر اپنی بہاریونکو لوٹکر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورہ کی مگر بہاؤ نے یکلخت اوسکو رد کیا۔
اسلئے کہ وہ اپنی فتح کو جو لیتھی پیلے سے حاصل ہوا ہی بڑے پایہ کے حسابون کمتر سمجہتا تہا بلکہ بہاؤ نے سورجمل کے جواب مین
یہ کہا کہ تو ایک چہوٹا سا زمیندار ہی۔ بڑے بڑے ملکونکی تدبیرون اور انتظامونکی قابلیت نہین رکہتا۔ عمادالملک بہی سورجمل
کی وساطت سے متہرا کے پاس بہاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دہوم دہام سے دلی کی جانب بڑہا جبکہ تہوڑے سے
درانی اور شریک اونکی قابض و متصرف تھے۔ محیط شہرپناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی
برج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تہی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اوسپر چڑہ گیا۔ اگرچہ محصورون نے تہوڑی
دیر تک قلعہ کو بچائے رکہا مگر توپونکی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ مزار اقدس نبوی کے ظروف طلائی و نقرئی۔
اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محل کی آرایش
کے سامانون کو اوٹہوا لیا۔ دیوان خاص کی مینا کار نقرئی چہت کو بہی اوکہڑوا کر ٹکسال مین ڈہلوا لیا۔ اور تخت
شاہی پر بہی قبضہ کر لیا۔ اور بادشاہی زیورون کو بہی دبا لیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تہی کہ بسواس راے
کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کرائے۔ مگر لوگون کے سمجہانے سے
اوسکو جب تک کے لیے ملتوی رکہا کہ درانیون کو ایک بار زوتار دے۔ بہاؤ نے شاہجہان ثانی کو تخت سے
اوتارا۔ مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اور غائبانہ عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے
نام مقرر کیا۔ اس مین یہ تدبیر تہی کہ اخبار شاہ ابدالی سماعت کرینگے مسعود شجاع الدولہ سے
بدگمان ہونگے۔ مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑجائیگا۔ مطلب ان کا ہو جائیگا۔ لیکن
ان کا مطلب پورا نہوا۔ مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہوا۔ ان تمام نا شایستہ حرکتون کے دیکہنے
سے سورجمل متنفر ہوکر سخت گہبرایا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے
صلاح کی۔ اور علانیہ بہاؤ سے بہی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے
کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن۔ تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد
بہجواتا رہون۔ بہاؤ نے سورجمل کو رخصت کر دیا۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا
مرآۃ احمدی مین لکہا ہے کہ جب سورجمل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلب گڑہ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بہیجا گیا۔ بہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے
ان سے خلعت اور فیل سورجمل کے واسطے بہیجکر کہلا بہیجا کہ ہم سے تا اتفاقی کرکے بادشاہ سے
اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستونکی ایسی نگرانی
رکہو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہونچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے
بلب گڑھ سے اوٹھکر اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے
پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تہا اور ایک بڑے عہد
و پیمان کے بڑے سلسلے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلئے کہ اونکو یقین کامل تہا کہ سارے
روہیلے اونکے شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تہے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تہلگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ موروثی
عداوت بھی مانع تھی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین مقام سرہند پر ۱۱۶۵ ہجری مین علانیہ
واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسغرض سے انوپ شہر تک بڑہ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب
و داب سے دبا دین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے
مقرر فرمایا کہ مشہور روایت[سلطہ] یہ ہے کہ نجیب الدولہ کو بصیغہ رسالت بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے
اودہ سے ہمارے پاس لائین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آتے ہے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو
مہدی پور مضافات اودہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ
نے کہا کہ احمد شاہ نے تمہین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا مین
کیون جاؤن کیا میرا سر پھرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تھی
کدورت اوسکی شاہ کے دلمین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دہلی کے ہین دوسرونکے دربار
سر کب جہکاتے ہین۔ مذہب مین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کہلی عداوت ہے
علاوہ اسکے مرہٹونکے وکیل آتے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تہا اوس کے نباہ کو
کہتے ہین۔ اور اقرار عہد یہ بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبہی مزاحم ہونیکا عہد کیا جاتا ہے فرمایئے
مجہے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوے
تمہین تباہ بہت ہمارے حال پر چہوڑینگے نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہو گیا ہے

[سلطہ] دیکہو تاریخ فرخ آباد مولفہ آرون صاحب ۱۲ [سلطہ] دیکہو تاریخ اودہ و عماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

لیکن سوچو مرہٹون نے بہت سر اوٹھایا ہے۔ اگر اب بھی اونکی سزا نہوگی تو مرہٹے کوئی ریاست
نہ بچے گی۔ تم وزیر کس کے ہوگے۔ جب سلطنت نہ رہیگی لوٹیرونکی اطاعت کروگے۔ یہ غیرت تمہاری
تقاضا کرتی ہے۔ ہاں اس کا مین ذمے دار ہون۔ احمد شاہ تم سے کاوش نہ کرینگے۔ اگر بالفرض کچھہ
کاوش کرین بندہ تمہارا شریک ہوگا۔ شاہ کو تمہاری طرف آنکھہ اوٹھاکے نہ دیکھنے دونگا۔ شجاع الدولہ نے
کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہمسے بدگمان ہوجائینگے اونسے عداوت ہوگی۔ اور جب شاہ سے بھی نہ بنی
تو اونسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے۔ دونون کٹ کٹ مرینگے مرہٹے بلا دردسر ہمارا ملک
لیلینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا۔ ہندمین کہین رہنے کا نہ رہیگا۔ الغرض نجیب الدولہ کیطرف سے چلنے مین اصرار تھا
اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا۔ نجیب الدولہ لاچار ہوئے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو
میان سے نکال کے رکھا اور سر کو جھکایا۔ اور یہ کہا حضور آپ تشریف لے چلیں ورنہ تلوار حاضر ہے
مجھے قتل کرین۔ شجاع الدولہ لاچار ہوئے چلنے کو تیار ہوئے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا
نائب صوبہ مقرر کرکے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بنا کے آخر ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین دس ہزار[۱]
فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوئے اور ۱۲ ذیحجہ کو اشرف الوزرا
شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین پہنچے احمد شاہ نے
مہربانی کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا۔ شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے
کی لشکر شاہی مین استدعا کی۔ اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ
میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخرکار احمد شاہ
نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی۔ گمان
پرکاش مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ڈیرے کے لیئے دست راست کھڑے کرائے
باوجود اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی۔ مگر شجاع الدولہ نے اس غرض سے خط و کتابت کا سلسلہ
مرہٹون سے قایم رکھا کہ سلطنت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجائے گی۔ اور علاوہ اسکے یہ بات اونکی
وہ مفید نیت بھی تھی کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیغام آتے جاتے تھے۔ مولانا
غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک بہت میرا شاگرد تھا جو بھاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا
اوس نے مجھکو ایک خط مین لکھا کہ مین بھاؤ کے حکم سے سفارت کے لیئے جاتا ہوں اوس جانب شجاع الدولہ

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ ۱۲

کے پاس گیا تھا شجاع الدولہ نے اپنا مافی الضمیر کہ نفس الامر اور بیان واقعی ہے یوں ظاہر کیا
کہ ایک مدت سے مرہٹوں اور دکن کے برہمنوں نے ملک ہندوستان پر تسلط کر لیا ہے۔ اب تمام جھگڑا
اونکی بدعہدی اور طماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجاؤں سے منہ لئے رکھتا تھا
راو اور رتا اور ہولکر اور رانا جی کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور انکے مفسدوں کی زیادہ ستانی سے
تنگ آکر اپنی ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے وہ
برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر میں آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی۔ لیکن یہ کام
انجام کو نہ پہنچ سکا اونکا بیان تھا کہ صلح اسوجہ سے نہیں ہو سکی کہ مرہٹہ سردار سب مغرور تند مزاج زود رنج
کم ہمت خام طبع ہیں خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہیں - احمد شاہ بارش کی وجہ سے چلنے پھرنے
سے معذور رہے۔ مگر بڑے بڑے تنگ آگئے۔ یہانتک کہ برسات ابتک گذر نہ چکی تھی کہ اونہوں نے
چھاونی توڑ دی - اور انوپ شہر سے دلی کو راہی ہوئے - نجیب الدولہ و نواب احمد خان بنگش اور حافظ
رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا۔ اور اونکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکھا اور جب
اونہوں نے یہ سنا کہ بہاؤ چیدہ چیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے
تو اونہوں نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کئے - احمد شاہ جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے
پہنچے تو اوس کو بڑی طغیانی پر پایا - اور پایاب کی جستجو اور تلاش میں کنارے کنارے چلے گئے یہانتک
کہ کنج پورے کے محاذات پر جا پہنچے - اور وہاں اس بری خبر کے سننے سے نہایت ازردہ ہوئے کہ
مرہٹوں نے کنج پورے پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند درانیوں اور روہیلوں کو نکالنے لگا - غرض کہ احمد شاہ
اس لیے غرق تھے کہ گویا وہ اونکے سامنے واقع ہوئی ایسے ہو کے کہ ۲۵ - اکتوبر ۱۷۶۰ع[۱۱] کو جمنا پار
باکپت کے گھاٹ پر جو دلی سے شمال و غربی جانب ۲۴ کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی
رہبری سے ایسے راستے اوترے کہ کہیں سے پایاب اور کہیں سے تیرنے کی قابل تھی اگرچہ اونکے بہت
ساتھی اس بیراکی میں جان سے گئے - چنانچہ ڈیڑھ سو کے قریب آدمیوں کی لاشیں اورچہ پائے رام گھاٹ
کے مقام پر نکالے گئے - اسیطرح اونکا لشکر نکلے۔ مگر دشمنوں پر اونکا ایسا رعب چھایا کہ وہ
اونکی رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہانتک کہ تمام توپخانہ بادشاہی بھی دلی سے اوٹھاکر
پانی پت کو چلے گئے - اور وہاں پہنچکر شہر کے آس پاس اوسکی حفظ و حراست کے لئے دمدمے

---

۱۱ - دیکھو ملخص التواریخ ۱۳

اور مورچے بنائے اور لڑائی کا سامان درست کیا - اور ایک چوڑی گہری خندق سے دونوں کو گھیرا
اور اپنے بھاری توپخانے کی حفاظت نہایت کی - بھاؤ کی فوج میں تنخواہ دار پیادہ و سوار
کی تعداد ستّر ہزار تھی جن میں سے آٹھ ہزار اور بقولے بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس
چقماق دار بندوقیں تھیں - ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تھے - اوسکی فوج قواعد دان ہونے کی
وجہ سے اوس کا لقب گاردی تھا یہ انگریزی لفظ ہے - یہ شخص فرانسیسیون کی ملازمت چھوڑکر
چلا آیا تھا - اس سردار کے اختیار میں منجملہ دو سو توپوں کے بہت سی توپیں ایسی تھیں جنکے ذریعے
سے شہر اور قلعون کی فصیلیں توڑی جاتی تھیں - اور بہت سی بانون کے ذخیرے تھے جو مرہٹون
کا بڑا پیارا ہتھیار تھا - اور لٹیرے سوارون کی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی - مگر کاشی راے شجاع
الدولہ کا ملازم جو کئی بار مرہٹون کے لشکر میں خطوط لیکر گیا تھا ساری جمعیت کو پانچ لاکھ بتاتا ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ بھاؤ کی فوج بہت سے ہمراہیون سمیت تین لاکھ تھی - درانیون کے بیان سے
احمد شاہ کی اوس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اوتر آئی تھی - تریسٹھ ہزار قایم ہوتی ہے
مگر نادر شاہ اور پچھلے متقدمین زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرلے - اور ایشیا والونکی تقسیمات
افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس میں آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی ہے - علاوہ اسکے
بہت سی تخفیف اون قلعہ بند گروہون کے ہونے سے اصل افغانی فوجون میں واقع ہوئی ہوگی جنکو
پنجاب وغیرہ میں احمد شاہ چھوڑکر آئے تھے - اور کسی قدر لڑائیون میں مارے جانے اور گرمی
و برسات میں مرنے سے بھی فوجیں کچھ گھٹی ہونگی - غرضکہ قیاس میں یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی
فوج کے چالیس ہزار سے زیادہ پٹھان جو اوس جنگ میں شریک و شامل تھے قرار نہ دئے جائیں
چنانچہ گل رحمت میں بھی لکھا ہے کہ احمد شاہ کی افغانی فوج تیس ہزار سوار تھی - اور تیس ہزار پیادہ
و سوار سرداران روہیلکھنڈ کے تھے - اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتھ تھی - اور آٹھ
ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تھی - اور پانچ چھ ہزار فوج احمد خان بنگش کے ہمراہ تھی
اور سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ میں شجاع الدولہ کی سپاہ کی تعداد دس ہزار بتائی ہے - عماد السعادت
میں جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے یہ تعداد مبالغہ
آمیز ہے - بلکہ کاشی راے تو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار
سوار تھے - اور راوی کا بیان ہے کہ درّانی خاص اپنی چالیس [illegible] کہتے تھے - مگر درانیون کے
بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ہے محققین کی راے یہ ہے کہ احمد شاہ کی فوجین [illegible]

ترتیب قریب تھین جو مختلف المقدار گولیسی بھری جاتی تھین۔ جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون
کی تھین۔ علاوہ اُنکے چند توپین فصیل شکن بھی تھین۔ اور اس سبب سے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد کثرت
مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ اونھون نے پڑاو ڈالا اور فوج کے
چارون طرف خندق کھدوائے۔ اور جبکہ عام لڑائی کا وقوع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی
امیدونکی صورت معقول طرح سے نہ بندھی۔ چنانچہ اوس نے گوبند راے سب سیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا
کے پیچھے کی دنار پر جو فوج اوس سے فراہم ہو سکے فراہم کرے۔ غرضکہ وہ سردار دس بارہ ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے پہونچا۔ مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور اسلیے رہا کہ
آفتون سے محفوظ اور امان رہے اور مرہٹون کی مانند اُسی طرح ملک مین پھیلا کہ تمام رسدون کو روکنا
شروع کیا۔ اور گمان غالب ہے کہ بھاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوارونکے بھیجکر مسلمانون کیطرف
رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلیے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تھا کہ مسلمانون کا لشکر
رسد کی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹھانے لگا۔ اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی
کے عادی تھے جیسی مرہٹون دوڑ دہوپ سے پیش ہوتی تھی۔ مگر اونھون نے اس نقصان کو
اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقامات سے پورا کیا۔ خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے
کہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۷۴ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور
شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا۔ اور انکے پیچھے شجاع الدولہ
اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان۔ اور نواب فیض اللہ خان
کو مقرر کیا۔ اور انکے عقب مین احمد شاہ ابدالی خود مع وزیر کے رہے مرہٹے مقابلے کو نکلے
اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کھڑے ہوئے۔ اور لڑائی ہونے لگی۔ دوپہر کے وقت سے
لڑائی شروع ہوئی۔ تھوڑا دن باقی رہے نجیب الدولہ کے ہمراہی بندوقین مارتے ہوئے
مرہٹون کے مورچون تک گھس گئے۔ بلونت راو بھاؤ کا سالا مارا گیا۔ آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا
مگر رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہو گئی۔ اور روہیلے چیرہ دستی کرکے مرہٹونکے لشکر
مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہو گئے۔ نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
سے قریب تھا۔ احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسدون
کو گرفتار کرے۔ اور شاہ پسند خان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے گرد و پیش
سے آذوقہ کی [illegible] بند کر دے۔ تاکہ مرہٹون کے لشکر مین [illegible]

پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے
باہر نہ نکل سکین ان سوارون سے اور ان مرہٹون سے جو رسد لانے کے لئے نکلتے تھے کئی بار
مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہوکر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخر کار اونکا خندق سے
نکلنا بہت کم ہوگیا۔ تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا
کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لاویگا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا۔ ہر روز درانیون کو مرہٹون
کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑ کر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے۔ جب یہ خبر
نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرض بیگی شرف خان کو حکم دیا کہ جو
کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لاویگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا۔ تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے۔ احمد خان آدھی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا۔ جب
یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ
اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش
ہوگئے۔ ناراضی بڑہانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان
باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے۔ بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا۔ مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ جو خاندان بنگش سے تھا نواب احمد خان
کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اٹھا۔ اور اوس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر
اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین
سے ہو۔ مگر تھوڑی فوج لائے ہو۔ اس کا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگش نے جنگباز خان
بنگش کی زبانی سب تیراہیان ستین ہین جو اوس کے دشمنون نے کہی ہین۔ شاہ ولی خان
وزیر کو جواب دیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے
واسطے چھوڑ آیا ہون۔ کیونکہ گوبند راے پنڈت فوج لیکر جمنا اوتر کر دریا کے کنارے
خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست اور میرا سکان وہان
لوٹ لیا جاتا۔ سوا اسکے مینے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل
و مہت سنگھ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے۔ اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف
بادشاہ کی عزت کا پاس کرکے اس قصد سے باز رہا۔ شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ
جو کچھ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کامل سنی تھی۔ آخر نواب یہ کہکر خاموش ہوا کہ

میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا۔ یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکھا ہے
کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس
روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوگئے۔ اور رفرزند علی خان بہادر
کا خطاب دیا۔ یہ بیان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار
سوارونکے ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لیئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہ دره مین محاذی
شاہجہان آباد کے پہنچا ہے اور اوس کا ارادہ ہے کہ کنج پورے کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین
داخل ہوجاوے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان
خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکے ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیراعظم کے بھتیجے
عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے
ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوئے۔ اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکلنے پر
گوبند راے کی فوج کو ناپاک جا دبایا اور اوس کو تہ تیغ کرڈالا یہانتک کہ خود گوبند راے
مارا گیا۔ دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے اور جبکہ درانیون کو کھلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو
بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹونکے لشکر مین رسد
پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے۔ اور جبکہ اونہون نے پانی پت کو کہا بلکہ صاف کیا
جو اون کے لشکر مین واقع ہوا تھا تو غلے کے ہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹھانے جبکہ
حال ایسی نوبت کو پہنچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع
مین سعی و کوشش کرنے سے قاصر نہ تھا جس مین پورا فیصلہ ہوجاوے۔ چنانچہ دونون فوجونکی
کچھ کچھ چھیڑ چھاڑ آپس مین جاری تھی۔ مرہٹون نے درانیون پر بہت بھاری دہاوے کئے
جن دشوارئیون کو بہاؤ اوٹھانے جاتا تھا اونکی وسعت اور ترقی روزافزون کا حال اوس کے
دستور منشی دستور تھا۔ کہائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قائم کیا تھا جس مین
سورج کے نکلنے سے پہلے اشراق کی نماز پڑھتے تھے۔ اور شام کو کھانا کھاتے تھے۔ اور دن بھر
گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہرونکو مختلف مقامون مین دیکھنے جاتے۔ اور دشمن کو چھوٹے
چھاپے سے روکتے تھے۔ اس زمانے مین خدا ہی و پریشانی نکلے
کچھ کشت بھی تھا کہ اسقدر تنگ ہوگیا تھا کہ اوس نے
پنڈت کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوسکی

درانیون سے صلح کرا دے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونھون نے یہ جواب دیا کہ
مین صرف محمود و معاون مرا سے دنیا مین کام نہین - ہان لڑائی پر قابو رکھتا ہون - اوس مین
دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سردارون کو اختیار حاصل ہی کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق
خط و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوتے - اور شجاع الدولہ نے
بھی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستون کا ہمیشہ مقابلہ کرتے گئے
اور اپنی بربادی کو باقی لوگون کے دلون پر جمانے مین کامیاب ہوتے جو احمد شاہ کی ایسی صورتین
چلتے چلتے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹون کی قوت کمال کو پہونچ گئی تھی - اب سوچنا دشوار ہے
کہ مرہٹون کے بڑے بھاری گروہ کی اوس وقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت
بیچ مرغیون کی مانند ایک کہا پنجرے مین محصور تھے اور مرے ہوے اور مرنیوالے جانور اور گھوڑے
پیاسے جنگاہ بھر مین پڑے تھے - اور اودن خرابی کی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تھے
جبکہ وہ ابھی امیدوار ہی تھے - ۶ جمادی الاخری ۱۱۷۴ ہجری چہارشنبہ کی شب کو سردار اور سپاہی
جمع ہوے - اور بھاؤ کے خیمہ کے گرد کھڑے ہو کر کہا کہ اب کہانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچھ
کہ وہ تھا وہ سب صرف ہو گیا - بھوکون مرنے سے لڑائی کی جو کہون اوٹھانی آسان ہی - بھاؤ نے
اتفاق کیا اور سبھون نے پان کہا کر مرنے کا عہد اور لڑنے کی قسم کہائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم
سنایا گیا کہ کل سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے دھاوا ہوگا - بھاؤ نے عین وقت پر شجاع الدولہ
کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا کہ اب پیمانہ لبریز ہو گیا اور
ایک بوند کی گنجایش باقی نہین رہی - اگر کچھ بن پڑے تو آپ کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دیجیے
بعد اسکے پہنچنے کے تین بجے کاشی راے اس خط کے مضمون کو پہلی رات مین اپنے آقا
شجاع الدولہ کو سنا رہا تھا کہ کاشی راے کے جاسوسون نے خبر دی کہ مرہٹے مسلح ہو رہے ہین شجاع الدولہ
فی الفور احمد شاہ کے خیمہ پر گئے - اور خیمہ کے پہرے والون سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے احمد شاہ
اندر سے ہتھیار لگا کے باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ تیار بیٹھے تھے - چنانچہ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر جو ہمیشہ
اونکے دروازہ پر تیار کھڑا رہتا تھا فوج کے اگلے حصہ کی طرف تشریف لے چلے اور اپنی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم
سنایا جو بات پہلے نہین اوسکی وہ یہ تھی کہ کاشی راے کو اونھون نے بلایا - اور اس
خبر کے مخبر کی نسبت سوال جواب کرنے لگے - اور یہ تفتیش اونھون نے اوس وقت کی کہ آگے
بڑھے جاتے تھے - یہانتک کہ لشکر کے ایک میل کے قریب اون سے کسی درانی کے

جو غنیمت لاتے تھے اور اونہون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے مرہٹے بھاگ گئے
احمد شاہ نے یہ خبر سنکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا ہی۔ مگر گفتگو کے درمیان
ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین پہونچائی احمد شاہ
اپنے گہوڑے پر بیٹھے ہوے حقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چونکتا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے
اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمھارے ملازم کی خبر کو سچا پاتا ہون۔ بعد اس کے
فوجکو جلد آگے بڑہنے کا حکم سنایا۔ اور جبکہ صبح کہلنے لگی۔ اور کچھ کچھ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون
کی قطارون کو ہمرہ رکہتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے بڑہتے دیکہا کہ توپخانہ آگے آگے
چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوجکو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے
جو اب فوج کے پیچھے رہگیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین
بہت قریب آگئین تو اونکے گولے مسلمانونپر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو
شروع کیا جسنے بہاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتی تھی کہ مین
اپنے سپاہیونکی بابت تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جہگڑتا تھا اب آگے ملاحظہ فرمایئے کہ وہ تنخواہ
آپسے بیفائدہ نہین لی گئی۔ کہاسکے اوسنے ایک نشان سنبھالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان
مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلونپر حملہ آور ہوے جسکے
قاعدہ دان ہونے سے اونکی دلیری و دلاوری نے خونخواہ نقصان کو ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم
کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے پیچھے احمد خان بنگش تہا بہاگتے ہوے روہیلے اوسکی
طرف بہیجے کہ احمد خان نے لعن وطعن کرکے اونکو روک لیا اور نواب نے داروغہ شرف خان کو احمد شاہ
کے پاس طلب مدد بہیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے
مقابل کچھ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہی بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن
کی بہت فوج ہے۔ اسلیے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت
کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کہانے سے وزیر کا وا انتہا بازہ کہل گیا تہا جو درانی فوج کے
قلب پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور بہاؤ و بسواس راے نے اوسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تہا۔ اس
حملے مین وزیر کا برادرزادہ عطائی خان اوسکی برابر مارا گیا۔ اور درانیون کے پاؤن اوکھڑنے لگے اور
اپنے گہوڑے سے اوترا اور چند ہمراہی درانیون سمیت اپنی جگہہ پر قایم رہا اور مرہٹونکا ادہر کا
وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کہڑے تھے مگر ہوا کے اوڑنے سے کچھ افسوس نہین ہوتا تہا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیونکی بولی اور اونکی گہوڑونکے
ہنہنانے کو یکایک کم ہونے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لیے آگے کو بہیجا۔ چنانچہ
کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پا پیادہ اور نہایت غضب ناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو
اونکے بہاگ جانے پر برا بہلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون پر لانے مین مصروف ہے۔ جبکہ اوسکی
نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد
یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر
شجاع الدولہ لڑائی مین شریک اوس کے نہوئے[1] ۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نتہا۔ چنانچہ وفی الوقوع
جو اونہون نے منگائی تہی وزیر اعظم کی بربادی و تباہی کی روک تہام کے لیے عین وقت پر پہونچی
اور اب لڑائی جمکر ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بہی مرہٹون کا پلہ بہاری تہا یہانتک کہ اونہون
نے اپنے بہگوڑون کو گہیر کر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے
قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا اور یہی یہ ہدایت کی کہ ہماری
فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائین بازو والا گہوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر اونکی بہت
راس آئی اسلیے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی تہی جہان بہاؤ و بسواس
راے گہوڑون پر سوار کہڑے تہے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تیغون بلکہ برچہے بڑے
کہانڈون سے لڑتے بہڑتے۔ اور مارتے مرتے تہے۔ مگر یکلخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم
کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دنکے بہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کو کشتونکی بستی
سمجہ چہوڑ گئے۔ فیروزمندون نے بڑے جوش و خروش سے بہگوڑون کا پیچہا کیا۔ اور کسی کو پناہ نہ دی
اسی باعث ایسا بہاری قتل ہوا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس
بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تہے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین اور
جو مرہٹے فاتحونکے ہاتہ سے بچے رہے وہ دہاتیونکے ہاتہ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون
کے ہاتہ پڑے وہ نہایت بیرحمی سے قتل ہوے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جنکو سیندہیا

---

[1] دیکہو تاریخ ہند مؤلفہ الفنسٹن صاحب۔ مگر مراۃ احمدی مین لکہا ہے کہ درانیون کو عنقریب شکست پہونچنے والی تہی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹونکی کمر پر حملہ کیا۔ اکثر سرداران مرہٹہ ہلاک ہوے ۱۲

کی بڑی ڈھونڈھ ہوئی جمال کرانی جسکو ایک درانی سردار نے بچا رکھا تھا اور گرفتاری کے اندیشے سے
اوس کو بھگا دیا تھا - ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی دارو گیر مین مقید تھا جس کے حوالے
کرنے پر اوسکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور لعنت ملامت کے لیے اپنے سامنے بلایا - بعد اس کے
وزیر اعظم کی سپردگی مین رکھا گیا - جہان زخمون کی تکلیف سے ایک ہفتے کے اندر اندر مر گیا بسواس راؤ
کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دھڑ پر بھاؤ کی لاش کا شبہ کیا گیا - مقتولون کی کل تعداد
دو لاکھ کے قریب بیان کی گئی ہی - بڑے بڑے مرہٹہ سردارون کے سوا کام آئے یا زخمی
ہوئے جو تھوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی مین چھوڑ گئی تھی - مہاجی سیندھیا بعد اس کے
ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا - عمر بھر کے لیے لنگڑا ہو گیا - اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ
سننے کے قابل ہی - تاریخ بھوپال مین لکھا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا ایک
درانی سوار نے اوس کا پیچھا کیا - ساٹھ کوس پر جا کر گھوڑی کھڑی ہو گئی - درانی نے برابر پہنچکر ایک
تبر مہاجی کے گھٹنے مین مارا کہ اوس کا گھٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتھیار و لباس وغیرہ
چھین کر پھر ساٹھ کوس پھر گیا - اور نانا پھڑنویس جسنے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پلے
سے گرنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچا لے گیا - اور ملہار راؤ ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
کے مقابل تھا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر دکن کیطرف چلا گیا - کیونکہ اوس سے اور
نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہو چکا تھا کہ اگر فتح مرہٹونکو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے
تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانونکو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راؤ سے تعرض نہوگا - جیساکہ فرح بخش
وغیرہ مین لکھا ہے - اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب اتفاق قدیم ملہار راؤ
ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ مین ہم اور تم دو نون موجود ہین - لیکن مخالف فریقون مین ہین - مین اقرار
کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمکو کوئی نہ ستانے پائیگا - تم بھی اقرار مجھسے کرو اگر
فتح بھاؤ کی ہو مجھسے کوئی مزاحم نہو - ملہار راؤ نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکھا ہی کہ
جب ملہار راؤ ہلکر نے بھاؤ کو یہ مشورہ دیا کہ سنگر کھدوا کر اوس مین قید ہو جانا اور مسلمانونسی
صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمین نقصان جان و مال ضرور ہی - مناسب یہ ہے کہ تم
مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو زد سے علیحدہ رہکر گھیرو اور سیندھیا اور سردارون کو حکم دو کہ
شجاع الدولہ اور پٹھانون کے ملک مین جائین اور راہ رسد کو دشمن شاہ کے لشکر مین رسد
نہ آنے دین - ہر طرح تنگ کرین - امرائے مسلمان اپنے ملک اور ناموس کی حفاظت کیلیے

چلے جائینگے۔ شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے۔ آپ کے ہمراہ بڑا لشکر ہی چاروں طرف سے شاہ کو گھیر لوگے
ہر طرف سے تنگ کروگے۔ جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائیگا۔ سندھ میں رہنا اپنے
آپ کو ضایع کرنا ہے۔ اس میں تو مجبور ہوکر مرنا ہے۔ بہاؤ نے جواب دیا تو گڈریہ ہے مجلس میں
دخل کیا۔ ملہار راؤ نے بہاؤ پر نفرین کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا۔ اور مرہٹوں سے
جدا ہو گیا۔ مگر فرح بخش کا بیان اس بارہ میں نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اوس کا
مصنف شیو پرشاد اس جنگ میں نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا۔ یہ جنگ عظیم
۷۔ جنوری ۱۷۶۱ء مطابق ۵۔ جمادی الاخری ۱۱۷۴ ہجری کو بدھ کے دن واقع ہوئی تھی۔
مرہٹوں کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہیں ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی
دکھن میں پھیلی۔ اور سارے مرہٹوں پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی۔ بائیس ہزار مرہٹے عورت و مرد
باندی غلام بنائے گئے۔ پچاس ہزار گھوڑے۔ دو لاکھ بیل و بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی
علاوہ توپخانہ اور نقد و جنس کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ مرات احمدی میں لکھا ہے کہ قریب
سات سو کے ہاتھی۔ اور پچیس ہزار گھوڑے۔ اور اسیطرح بہت سے اونٹ اور دوسرا سامان و
اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار میں داخل ہوا اور کئی کروڑ روپیہ کا مال تھا۔ بیس ہزار
مرہٹے جاٹوں اور راجپوتوں کے ملک میں پہنچ کر بہ ہیئت بھیک مانگتے پھرے۔ آخر کار
سورجمل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپئے دیکر دکن کو روانہ کردیا۔ اور دوسرے راجپوت
سرداروں نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرات احمدی میں جابجا کہا ہے کہ ہزاروں گرفتار شدہ مرہٹے
قتل کرائے گئے۔ پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جان بخشی کی۔ آروِن صاحب نے
تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ دایم خان روہیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش
خلعت کے واسطے طلب ہوا میں خیمہ کے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار
کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس میں نہ تھی۔ کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ
اوس کو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہیں
احمد خان نے جواب دیا کہ اس کی کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف تھے۔ یعنی
اوسی صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دوست
نے تلوار مانگی۔ اور [illegible] کے اوسکی خوبی کی تعریف کی۔ اور کہا کہ یہ تو [illegible] احمد خان
[illegible] نجیب الدولہ نے کہا کہ [illegible] نہیں بیٹھتیں۔ اس لئے

اونہون نے ایک پیسہ منگوایا اور سحرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوسکو دونون ہاتہون پر
رکہکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسے کو اوٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا بجا ہے
اور بہت مناسب ہے - کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے نوکر تھے - مرات احمدی مین لکہا ہے کہ بعد
اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے - کچھہ دنون یہان رہے - اور سورجمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے
کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا - جب یہ دونون روانہ
ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان ٹہیرنے کا معلوم ہوتا ہے
ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جاوے یا تنخواہ مرحمت ہو - نہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہین
آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہون - اس عرصے مین غازی الدین خان وزیر کا پیشکار
دلیر سنگھہ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا - اور اوسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے
عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو - وہ سترہ لاکھہ روپیہ کا جواہر
اور نقد نذر کریگا - شاہ نے منظور فرمالیا - اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ سے
رخصت ہوکر روانہ ہوئے - اور باغ شالامار مین دو مقام کئے - پانی پت کی راہ مین مرزا جوان بخت
ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لئے آئے - شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گہوڑے اور دو
لاکھہ روپیہ کا غلہ جو قلعہ دہلی مین جمع تہا دیا اور خلعت اور نشان اور قلمدان وزارت غازی الدینخان
عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرائے
اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کرکے خود آگے کو کوچ کیا - دلیر سنگھہ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا
یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی ماں زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے
کئی نمک حرامیان وقوع مین آئی ہین - ہم کو اوس کی وزارت منظور نہین - اگر بادشاہ کو زر
مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچا دینگے - مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو
غازی الدین خان کے پاس رخصت کردینا چاہئے تو مجبور ہوکر اوس کا رد کرنا مناسب نہ سمجھا اور وہ
۲۷ شعبان کو وہان سے روانہ ہوا - اور اوسنے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا دی - مین اب
غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے
اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونہون نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی
اپنے ہمراہ لیکر دین پہرہ رنبیرہ کا مستقل بن عالمگیر مشہور کیا - مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور
بادشاہ کی ماں زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور ہتمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسلیئے وہ اس منصب کو نہ لے سکا - مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین - اور باقر الامراء وغیرہ مین اسطرح لکھا ہی کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی جو بنگالے مین اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی - اور دونون سے سفارش کی کہ آپسمین صلح اور موافقت رکھین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی مین رہین - اور جب تک شاہ عالم بنگالے سے واپس آوین مرزا جوان بخت کو اون کا نائب سمجھین اور شجاع الدولہ کو خلعت فاخرہ مع اسپ عراق خاص دیکر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا - اور آپ اپنی فتح سے قاہرہ اور خوشحال بڑنا اپنی قلمرو کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہوکر [illegible] - اور سے شمار رکھیلکر ماہ رمضان سنہ [illegible] ہجری مین اپنے صوبہ اودھ مین داخل ہوئے - کہان پر کسنی مین ہی کہ اس وقت مین نہایت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی - بینی بہادر ملک کی خبر گیری خوب کرتا تھا رعایا شاد تھی - اور ملک دولت سال بسال بڑھنے لگا - خیرات بہت کرتا تھا - برہمنون کی بہت خاطر کرتا تھا - اوس کے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی مین ناگری حروف مین لکھکر پیش ہوتی تھی - اور وہ اوسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکھتا تھا - ناگری کا دفتر اپنے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا - سفید پوشون کی روزی خوب کھل گئی تھی - اور ہر ایک خوش حال تھا - ؎

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین جاری کیا - اور کسی قدر روپئے واسطے انکے خرچ کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجے - اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر - اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کرکے اس مضمون کی عرایض لکھے کہ حضور بنگالے سے یہان تشریف لے آوین بادشاہ بھی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اونہون نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا - اب انگریزون اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کرکے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالے سے سوار ہوئے - شاید آخر شوال یا اول [illegible] ہجری مین کڑہ مانکپور کیطرف کوچ کیا اور مکندپور علاقہ ریوان متعلقہ بگھیلکھنڈ مین قیام کیا - یہان چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام اکبر ثانی رکھا ؎ - راجہ اجیت سنگھ بگھیلہ والی ریوان خدمت قدیمانہ

بجالایا اور اپنے دو بہائیوں کو پانچ ہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو
دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دیں۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر [illegible] اور آپ بھی [illegible]
کی اور الہ آباد سے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹا[۹۱] بادشاہ نے
الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلایا[۹۲] - وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد اپنے ملک میں
توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان[۹۳] ۱۱۷۴ ہجری میں شاہ عالم
کو لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام روانگی میں اختلاف ہے۔ گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ فیض آباد میں تھے وہاں سے روانہ ہوئے۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ میں لکھا ہے
کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور بس ان کے عرصے بنارس کے متصل سید پور میں پہونچے
اور یہاں سے دریائے کرمناسا تک کہ سرحد ملک بنگالہ ہے وہ کوچ کر کے پیشوائی کی۔ تاریخ
۱۷۔ ذیقعدہ ۱۱۷۴ ہجری[۹۴] کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سرائے سید راجی اور آب کرمناسا
کے درمیان میں کہ دونوں میں باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے
مشرف ہوئے۔ اونکی ساتھ [illegible] اور میرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے [illegible]
کے بعد تخت وچتر اور دوسرے لوازم پیش کئے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام میں مصروف ہو
اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا۔ عرض کیا کہ بعد
برسات فدوی ساتھ چلیگا۔ اور بادشاہ نے بندوبست خاطر خواہ کرنے کیواسطے چنانچہ بادشاہ
اونکی عرض کے موافق چہاونی کی۔ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلہ کو [illegible] سے بادشاہ
کی رفاقت سے دل برداشتہ کردیا کیونکہ ان کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے [illegible]
کھڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے اون سے اختلاط کر کے دوستی پیدا کرلی۔ اور [illegible]
بادشاہ کی خیانت کی اور اپنے ڈیرے پر لے گئے۔ بادشاہ جب وزیر کے خیمے میں داخل ہوتے
تو وہ لوگ سرداران روہیلہ بدستور کھڑے ہوتے تہا تماشا کرتے تھے - وزیر نے

---

۹۱ دیکھو گیان پرکاش ۱۲
۹۲ دیکھو عمارت آفتاب نما ۱۲ ۹۳ دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین ۱۲ ۹۴ دیکھو
خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین کو - اور عمارت آفتاب نما میں شجاع الدولہ اور
بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۷ ذیقعدہ لکھی ہے ۱۲

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو جس سے یہ دونوں راجپوت خفیف ہو جائیں۔ جب ایسی
نقل ہوئی تو وہ دونوں خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہوں تو معلوم ہوا کہ
بادشاہت کر چکے غصے ہو کر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار ہی اپنے ملک
کو لوٹ گئے۔ بادشاہ نے بہت معذرت کی مگر قبول نہ کی[له] خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ
بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور نہایت عقیدت سے بادشاہ کی ترک
سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا جلو میں چلتے تھے۔ اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہو جاؤ
مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہ ہوتے۔ جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گھوڑے کی زین پر
بیٹھے اور وہاں سے سبقت کر کے بادشاہ کے بیٹھنے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور اوسکے
اہتمام میں تین پہر کھڑے رہے۔ اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت
ہوادار اور ۵ اشرفیاں اس عنایت کے شکریہ میں کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا
نذر کیں۔ جب حدود بنارس میں پہونچے تو یہاں آصف الدولہ نے حاضر ہو کر نذر پیش
کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا۔ اور میر آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی پیکدان
بخشا۔ مرآت آفتاب نما میں اسی طرح لکھا ہے۔ مآثر الامرا و سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ گنگا
پایاب ہو کر بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵ ذیقعدہ کو عبور کر کے الہ آباد میں پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ
مرآت آفتاب نما میں جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہیں بلکہ
شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک
پہنچے تھے۔ بہرصورت ۲۰ ذیقعدہ کو جاجمؤ میں داخل ہو کر مقام کیا۔ چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک
مرہٹوں کی شکست کی وجہ سے خراب ہو رہا تھا اوس پر تسلط و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمؤ میں چھاؤنی
کر کے اوس طرف سے مرہٹوں کے تمام افسروں اور حاکموں کو نکال دیا۔ اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر
ہوئے۔ موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۵ ربیع الاول ۱۱۸۰ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف
روانہ ہوئے۔ شجاع الدولہ اپنے صوبے میں راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑ کر شاہ عالم کو ہمراہ
لئے ہوئے روانہ ہوئے۔ سردار وسواس راو وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہاں بھی بادشاہی افسر
مقرر ہوئے۔ یہاں سے جھانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا۔ شیدی اشیر نے اس کے مسخر کرنے
میں بڑی کوشش کی باغیان کو تنبیہ مناسب ہوئی اور ۵ رجب ۱۱۸۰ ہجری کو

له [illegible] ص ۱۲

قلعہ مفتوح ہوا۔ شیبیٰ بیان کا قلعہ دار مقرر ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت
نہیں پایا تھا ۱۲۔ رجب کو خلعت ہفت[1] پارچہ مع جار قب و مالا سے مروارید اور قلمدان مرصع
عنایت ہوا اور ۲۴ ماہ مذکور کو غسلخانے[2] کی داروغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان اونکی
نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما میں بیان کیا ہو کہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں بادشاہ کی طرف سے
شجاع الدولہ ملک دو آبہ سے مرہٹوں کو نکالنے اور راون محالات کی مختاری پر مامور ہوئے
راجہ ہمت بہادر وہان کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ اُن اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ
ہوا اور وہان پہنچکر مرہٹوں کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا اونہوں نے اطاعت نہ کی
اور آخر کار لڑائی پر نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے سردار
غلام شاہ تھا۔ وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بھاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش
ہوگئے پٹھان بھی انحراف و اختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکھتا تھا اور
بظاہر زمانہ سازی کرتا تھا وہ اونکو بہکاتا تھا۔ مرات التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکھنڈ تصنیف منشی
شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس میں ناکامیابی اوٹھانے
کا حال لکھا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما میں مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور میں مسطور
ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکھنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان
و ہمت بہادر مامور فرمائی ان دونون سرداروں نے جمنا عبور کرکے مقام بندواری جو باندا سے بفاصلہ سات کوس

[illegible] شجاع الدولہ

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

[2] دیکھو مرآت آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما میں غسلخانہ کی جگہ دیوان خاص لکھا ہے۔
اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبد الحمید لاہوری نے شاہجہان نامے میں بیان کیا ہے کہ اکبر کے
زمانے میں دیوانخانے اور زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تھا جس میں اکبر غسل کیا کرتا تھا۔
بادشاہ کے خاص خاص بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر باریاب تھے۔ اور ضروری
باتیں بادشاہ کے گوش گذار کرتے تھے کچھ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسلخانہ مشہور ہو گیا
اور اس وجہ سے کہ اوس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تھا۔ شاہجہان نے اپنے عہد حکومت
میں اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکھا۔ ۱۲

جانب شمال پہونچکر مقام کیا راجہ گمان سنگھ با مداد اپنے آپکو مقابلہ افواج نواب وزیر کمزور
سمجھکر راجہ ہندوپت والی پنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی - چنانچہ بہت سے لوگون نے
بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے ٹوٹ کر لڑے کہ فوج مخالف پسپا و مغلوب ہو گئی و دور تک تعاقب
کرکے بہت آدمی قتل کئے - اس لڑائی مین نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول
و مجروح ہوئے اور دونون سردار گھوڑون سمیت جمنا مین کود کر اپنی جان گرداب بلا سے کنارۂ عافیت
پر بسلامت لے گئے -

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا - اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالآخر نواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہو جانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جاجمئو سے بسمت الہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۵ ہجری
مطابق ۱۷۶۱ء مین شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان پر
فوجکشی کرین اور خود بھی ساتھ ہوتے - کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوجکشی کے تین وجوہ تھے
وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی - یعنی ایک اخبار نویس نے روزنامہ
حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیون کی
لڑائی دیکھتا ہے - نگال باڑی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کئے ہین شجاع
الدولہ نے یہ حال سنکے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھایا اور ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور
کر دیا اور ایک حیلہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے - بادشاہ
کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر چلنے
کو مستعد ہو گئے - دوسری وجہ جو غالباً اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بابت علاقہ میان ملک دوآبہ مرہٹون نے پانی پت
کی شکست کے بعد خالی کیا تھا تنازع واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکلگئے تھے اور نواب احمد خان نے کل

پرگنجات جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لیئے اور شاید کبہہ لیا یہی جب اوسکو
کچھ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اسقدر ملک پر
قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر منعقدہ ۱۷۵۰ء کے قابض ہوا ہے اور کل
باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے ۔ ریاست فرخ آباد کے
۳۳ محال مین سے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونہون نے
پانی پت کے مقام مین جنوری ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ساتھ شکست پائی تھی اور ساڑھے سولہا
محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تانبے کے
پتر پر تحریر ہوئی تھی ۔ اور ایک نے دوسرے کو دی تھی ۔ پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان
چھوڑکر جمنا پار ہوکر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور نربدا کے
جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان
مرہٹون کے قبضے مین آ گیا تھا ۔ ۱۱۷۶ ہجری مطابق ۱۷۶۲ء سے ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے انکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بندیلکھنڈ مین جہانسی
تک بڑھ گئے ۔ اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین
تھے لے لیئے اور شکوہ آباد اور کڑا اور کوڑا اور اٹاوہ اور بھپوند اور مین پوری بیرہ روہیلون سے
احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کر لیا تھا ۔ تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤ گر گوسائین کو پناہ دی تھی ۔ امراؤ گر ۱۱۷۵ ہجری مین نواب
شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لیکر بھاگا اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر فرخ آباد
مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا ۔ اور مظفر الدین خان بخشی
کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی ۔ نواب کے مشیر کارون نے نواب کو صلاح دی
کہ اسکو پناہ نہ دیجیئے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سواے اسکے آپکے پاس اسقدر
روپیہ بھی نہین ہے ۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا
یہ مجھ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراؤ گر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف بہ میان صاحب
کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھ محال کا عامل تھا بھیجدیا ۔ امراؤ گر کے بھائی ہمت بہادر نے
امراؤ گر کو شکایت لکھ بھیجی کہ تمنے اپنے مالک کو چھوڑکر جسنے تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار
کی جو تمہاری فوجکو تنخواہ بھی نہین دے سکتا ہے ۔ امراؤ گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کیغرض

میننے یہاں چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے
نکلا تو میں اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگونگا۔ بہت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف
میاں عیسی کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مذکور کر دیا شجاع الدولہ نے ایک خط
غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تہا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور
اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اوٹھیگا نواب احمد خان نے
جواب لکھا کہ میں سواے خداے کریم کے کسی سے نہیں ڈرتا جو کچھہ آپ کے دل میں ہو کیجیے میننے
امراؤ گر کو خط بھیجکر نہیں بلایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے
اس جواب پر بہت کچھہ رنج کیا مگر چند مہینے تک اوس کا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے میں احمد خان کے
امراے امراؤ گر سے کہا کہ تمہارا یہاں سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی
تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤ گر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراؤ گر نے اونکی بات مانکر
وہاں سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہوں تو تم کو
میرے ملک سے نہیں نکال سکتے لیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ چلنے کا ہے تو تمہارے پانو میں
کسی نے زنجیر نہیں ڈالی ہے امراؤ گر آگرہ کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل
گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑہائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ
فرخ آباد میں فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جابجا پرگنات پر متعین ہے۔ انہوں نے
مشہور کیا کہ میں ملک گیری پر جاتا ہوں یعنی جن جن زمینداروں نے زر مالگذاری نہیں دیا ہے
اونسے وصول کرنے جاتا ہوں کچھہ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور اثناے راہ میں ریاست فرخ آباد
کے قصبہ موہن نگر کو جو دریاے جمنا پر واقع ہے لوٹ لیا۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل
کی سراے میں قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ فیض آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوے
پرگنہ بلہور میں نانامؤ گہاٹ تک پہنچے لشکر تو ادہر کو قنوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کے علاقے میں
تہا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور میں ایک ہفتہ اور بائیس دن مقیم رہے۔ یہ باغ احمد خان کا تہا
اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تہا جو مواضعات کہ مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لیے
گئے۔ اخبار نویسوں نے احمد خان کو یہ خبر دے رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہے
جب شجاع الدولہ مکن پور پہونچگئے اور اونہوں نے دریافت کیا کہ یہاں سے فرخ آباد تک

۱؎ ضلع کانپور میں ہے۔ پرگنہ قنوج کے مشرق میں ہے ۱۲

پہنچنے مین کتنا عرصہ لگیگا تب اس کا حال کہلا۔ جیدی کا راجہ گنگا سنگھ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا
اوسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اوس نے احمد خان کو اطلاع پہنچنے کا قصد کیا اوس نے اپنے قاصد
کو فقیر کا بھیس کروایا اور خط اوس کے جوتے مین رکہا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال مین ہو اوسکو
یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور مشرف خان داروغہ
ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہانا کہا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہتھی آخر
میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پاؤن داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا
کھتی جلت تمام طلب ہوئے اونہون نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے۔ تب نواب نے حکم دیا کہ محررون
کو بلاؤ اور سب عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون۔
اور بریلی[1] اور بدایون[2] اور بسولی[3] اور اوجہیانی[4] اور اوترجہنڈی[5] اور آنولہ[6] اور رامپور[7] اور مئو[8] اور
شمس آباد[9] اور عطائی پور[10] اور تلہر[11] اور شاہجہانپور[12] کے پٹھانون سے بھی مدد طلب کی۔ اسوقت حافظ رحمت خان
والی بریلی اپنی حدود کے قریب پرگنہ مسرآباد مین جواب ضلع شاہجہانپور ہی مقیم تھے نواب احمد خان نے

---

[1] بریلی حافظ رحمت خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ [2] فتح خان خانسامان نواب علی محمد خان کے ایک امیر بدایون مین رہتے تھے ۱۲ [3] بسولی روہیلکھنڈ مین واقع ہی ابتدا مین ایک گاؤن تہا۔ نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا۔ دوندے خان علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار تھے ۱۲ [4] اوجہیانی ضلع بدایون مین واقع ہے۔ یہان نواب عبداللہ خان ولد نواب علی محمد خان روہیلہ رہتے تھے ۱۲ [5] اوترجہنڈی مین کہ آنولہ سے مشرق کی طرف دو تین کوس پر ہی۔ نواب سعداللہ خان رہتے تھے ۱۲

[6] آنولہ نواب علی محمد خان کی دارالحکومت تہا بریلی کی کمشنری مین واقع ہے ۱۲

[7] رامپور نواب فیض اللہ خان خلف نواب علی محمد خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ [8] مئو کو رنجیت خان پسر جلالہ ولد خواجہ بایزید عرف پیر روشن سے آباد کیا ہی [9] شمس آباد ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲

[10] عطائی پور پرگنہ قایم گنج ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [11] تلہر روہیلکھنڈ مین شاہجہانپور کے ضلع مین واقع ہی ۱۲

[12] شاہجہانپور روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان فتوح اور کابلی کے جاگیردارون نے ۱۰۵۷ھ مین شاہجہان سے اجازت لیکر اسکے نام پر آباد کیا تہا۔ ۱۲

اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو سرحد اور دوندے خان کے علاقے کو جو میان دوآب میں واقع ہے یعنی اٹاوہ
وشکوہ آباد وپھپوند کو نہایت ضرر کا اندیشہ ہی۔ احمد خان کو مدد دینے مین بسرگرمی تمام مستعد ہوگئے اونہون نے
جواب دیا کہ مجھے اس کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہی۔ اوراسی واسطے مدد دینے پر مقیم ہون سب طرح سے شرکت
کے واسطے حاضر ہون۔ مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے۔ اگر روپیہ ملے تو مین نواب سعد اللہ خان
دوندے خان وغیرہ دوسرے سرداران روہیلہ کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہو سکیگا تو مین فوج سے
تو حاضر ہون۔ جب بخشی نے پہونچکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے
ہاتھ دو لاکھ روپیے بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان
وغیرہ آجاوینگے تب اور بھی روپیہ دیا جاویگا جسوقت روپیہ پہونچا۔ اوسوقت حافظ رحمت خان نے
نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحہ کے اوس طرف روانہ ہون اور اپنے نائب
مقیم اٹاوہ شیخ کبیر کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خدا گنج کے نیچے
مقام کرے۔ ان دنون نواب سعد اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی۔ سن کے عارضے
مین مدت سے علیل تھے۔ خود تو نہ گئے۔ مگر نواب محب اللہ خان اور دوندے خان اور بخشی سردار خان
کو بھیجا[1]۔ ہارون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہی۔ بخشی فخر الدولہ نے
حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہوکر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا۔ اس کے بعد
نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ اگر مدد دیجئے
وزیر مذکور اوس وقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا گیا
اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہدیا تھا کہ اگر سورج مل کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے
کیون نہ طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہئے کہ سابق مین تمنے حق ہمسائیگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ
کے شریک نہوتے۔ لہذا مناسب تو یہ ہو کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو۔ مجھکو تمہاری
مدد کی چندان ضرورت نہین ہی۔ اگر خدا چاہے گا تو مین شجاع الدولہ کی بھی ویسی ہی خدمت کرونگا
جیسی صفدر جنگ کی تھی۔ جب خواجہ خان دیگ کو پہنچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے
فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کرکے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہی
راجہ نے پوچھا مجھے کسواسطے نہ بلایا تب خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہدیا

---

[1] دیکھو فرح بخش ۱۲

راجہ نے کہا جو کچھہ نواب نے کہا سچ ہی مگر مٹے واسطے اسمین بے مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار
سوا ہیت دعا لاکھ روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہون - اگر شجاع الدولہ
آگے بڑھے تو وہ کوچ درکوچ چل کر احمد خان کے شریک ہوجامین - علاوہ ازین مین چند ہزار سوار
عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرونگا یہ سب روانہ ہوئے - جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان
اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ حیات باغ مین لے گیا - بجواب پروانجات احمد خان فوجین
دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین - اور مع افغانان شاہجہانپور و شاہ آباد و قنوج
ہردوئی وغیرہ کے کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی تھی جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کا
خیمہ فتح گڈھ کے قلعہ مین استادہ ہوا - ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا
اور ملا سردار خان اور دوندے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ مع فوج کے اوس کے ذریعہ
سے اوتر آئے - توپخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا - بعدازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار
گنگا ندی کے کنارے پر بھیجا گیا - اس مقام پر کل جتنے جو صفدر جنگ اور نول راے کی لوٹ سے
ہاتھ مین آئے تھے لگائے گئے - تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام معاونین کی فوج ساتھ لیکر
کوچ کیا - ایک رات بھر رکھ کر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا -
روشن خان و امراؤ گر کو یہ حکم ملا کہ پانچہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج
کے نیچے شیخ کبیر کے جاکر شریک ہون - تھوڑے ہی عرصے مین شجاع الدولہ کمن لوہ
مین پہنچے - اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھیرا - یہ محض
اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تھا - جسپر حال مین نواب احمد خان نے
قبضہ کرلیا تھا - نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور
ناصر خان[1] صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا - خواجہ سرا نے

---

[1] آروین صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بھی لکھا ہے - حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کرچکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ نہ تھا - اور اوسکی نسبت لکھتے ہین یہ شخص ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار تھا - فرخ آباد مین رہتا تھا - تین ہزار روپیہ ماہوار اوسکا وظیفہ تھا وہ فرخ آباد مین قبل ۱۱۶۴ء کے فوت ہوا - اوسکا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تھا اور اوس کو بہت کچھہ ملتا تھا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑہا۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکہا چونکہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکہتے تہے اور اون کی دوستی کا دم بہرتے تہے۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین۔ شجاع الدولہ نے ان سردارونکی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سالے سالار جنگ کو مدایح گفتگو کے طے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بہیجدیا سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانون نے اوس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاوٴن روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجہہ گئے کہ سالار جنگ کو قید کرلیا ہے۔ عماد الملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور برا کورنمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکہہ بہیجین دیکہین کیا جواب آتا ہے جیسا کچہہ جواب پاوین گے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہے۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی ہلاکی بارہی تیار کرنے اور رہائی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرونگا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپئے تین لاکہہ کی برابر جانتا ہون۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹہہ کہڑا ہوتا ہے۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازے پر جاونگا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین۔ اور اوس وقت تجہے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے۔ آخر الامر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۱ء کے قبل مرچکا تہا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ سنہ ۱۷۵۳ء مین تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہے۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چتونی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات
کا جواب طلب فرمایا جائے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑکر جنگل کو بھاگ جایئن اور وہان جا کر لڑین تو
اس مین کسکا قصور ہے - پکال بازی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے - یہان چونکہ
قاعدہ ادب و آداب سے واقف نہین ہین - لہذا چند لڑکیان کھڑی کرلی ہین وہان انکو قطار سے
کھڑا کرکے قاعدہ سلام وغیرہ سکہلایا جاتا ہے - اور پالکی اس عاجز کو عوض حضرت خلد مکان عالمگیر
ثانی نے عطا کی ہے جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تہا - اور شجاع الدولہ خاکسار
سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ
کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تہا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نہ تہا مگر مجبوری جانا پڑا
اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تہی - اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکہتا ہی
نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کا ملازم تہا اب اسقدر بڑہ گیا ہے کہ دعوے ہمسری کا
رکہتا ہے - اور چونکہ کوئی اسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکہتا ہے - اس
عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اونہون نے احمد شاہ
درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تہی بعد ازان اوس نے التفات چاہا تہا
کہ شہنشاہ خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرمایئن - اور تہوڑی دور اس مقام سے کسیطرف
نہضت فرمایئن تاکہ ہم تینون صاحبین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت عالیان
حضور سے مشرف اندوز ہو - یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتہ ارسال ہوئی ایک سو آدمی
اوسکی جلو مین جانے کے لیے متعین کیئے گئے تہے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کردی
تہی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین باریاب
ہو ایلچی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑہکر سنائی - سنکر بادشاہ نے مہتاب خان
کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اوسکا جواب نہ دیا جائے
خاموشی بہتر جواب ہی - مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا - جب کچہہ جواب نہ ملا تو بلا اجازت
وہان سے چلا آیا - اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا - دوسرے روز نواب احمد خان
اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا - عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑہنا چاہئے
اوسوقت یہ خبر پہنچی کہ نجیب الدولہ بنی گنج مین آپہونچے ہین - بنی گنج چھوٹا سا قصبہ ہی
بہادر رچہیرا مو کے فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - نجیب الدولہ جو

دہلی میں تھے براہ سکیت ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کھیتی کو جلاتے اور سو اضعات کو مسمار کرتے ہوئے بڑھے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے بگڑی بدل بھائی تھے نواب احمد خان نے اڑھائی سو خوان کھانے کے ایک سو پچیس کہار و نیز ہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار و گلشیر خان سونٹے والے کے بھیجے اور پیام دیا کہ طعام نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے۔ اور بلکہ اونکی سپاہ کے صرف کے لیئے ہے کیونکہ بھائی بھائی میں تکلف نہیں ہوا کرتا ہے۔ نجیب الدولہ نے غصے ہو کر کہا کہ کھانا یہاں سے اوٹھا دو اور اوس پر اپنے نواب کا فاتحہ پڑھو کہتے ہیں مقام بھنی گنج میں چھ ہزار پٹھان سواروں نے نجیب الدولہ کی نوکری چھوڑ دی۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دیئے۔ اور روزانہ کھانا مقرر کر دیا۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہاں سے کوچ کر کے کالی ندی کے کنارے خدا گنج میں شیخ کبیر و راجہ امراؤ گر و روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ نجیب الدولہ نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اونھوں نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی۔ شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو۔ اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو۔ دوسرے روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کیئے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور قنوج میں پہونچے۔ شجاع الدولہ نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور میں لے گئے۔ اور تدابیر کے دفتر کھلے۔ نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہے کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا۔ اور اوس نے فوج جمع کر لی اور کہنے لگے کہ اگر لڑائی نہیں جاتی کی تو پہلے میں میدان میں جاؤنگا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرے افغان روہیلوں سے دل سے نہ لڑینگے۔ اور بالفرض لڑائی شروع بھی کر دی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان میں ہے قوم و مذہب کے تخالف کی وجہ سے جو آپ میں اور اون میں موجود ہے دیدہ و دانستہ قصور کرینگے۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو سرداران روہیلکھنڈ کو لعنت ملامت کر کے راہ راست پر لے آؤں اور اس شرط پر کہ امراؤ گر کو فرخ آباد سے رخصت کر دیا جاوے اور سالار جنگ کو یہاں آپکے پاس پہونچا دیا جائے احمد خان سے صلح قرار دوں نواب شجاع الدولہ نے منظور کر لیا۔ دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ فرخ آباد کی طرف بڑھے۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونھیں پیغام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل میں تمہاری کچھ مدارات کرنے والا ہوں۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ میں لڑنے نہیں آیا ہوں میں صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہوں۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس صورت میں اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چھوڑ کر آگے بڑھے اور کالی ندی اوتر کر اپنے خیمے کھڑے کرائے۔ دوسرے روز پھر روانہ ہوئے۔ جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اونہون نے بخشی مذکور کو ہاتہی پر سوار دیکہا اور
اوسکی تمام فوج صف باندہے ہوئے آمادہ بجنگ تہی نجیب الدولہ انکو دیکہتے ہوئے
گذر گئے۔ اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تہی اور اس فوج مین خود اونکی فوج کی نسبت
زائد سوار اور فیل نشین تہے۔ نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اوسکا جواب نہ دیا
بڑہکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریائے گنگا کے پار ہوئے۔ اور نواب سعد اللہ خان
اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی
نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تو تم پٹہان کے برخلاف تمنے
شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے سکر
تال مین مجہپر حملہ کیا تہا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال مین میری مدد کی تہی۔
پہر دوندے خان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتہہ کہا کہ تمنے سالار جنگ کو کیون
قید کرلیا ہے۔ نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر روہیلے نواب احمد خان کی
مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو نبلس کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا۔ بعض کہتے ہین
کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بہی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تہی۔ مگر حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتہہ نہ چہوڑونگا۔ آخر تصفیہ اسپر ہوا کہ
شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہئے اس شرط پر کہ احمد خان امرا و گر کو اپنے
یہان سے علحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتہہ شجاع الدولہ کے پاس
لیجا ئین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا۔ جب حافظ
صاحب نواب کے پاس پہونچے تو انہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی۔ نواب نے پوچہا
کہ یہ مبارکباد کیسی ہے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری
تیاریون سے شجاع الدولہ نے خود کہا کر نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کی غرض سے
بہیجا ہے۔ احمد خان کے پاس صلح کی غرض سے بہیجا ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچہہ
تمہاری رائے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون۔ مگر اسباب مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور
چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکہکر
مائل بہ صلح ہوئے ہین۔ یہ خیال رکہنا چاہئے کہ جب کبہی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی
بات نہین ہے۔ حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو جیسی

اس وقت سزا دیجا سکتی ہی اوس وقت مین بھی ممکن ہے۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی
تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی۔ اب معاملہ صلح کا
یون طے ہوا کہ جو کچھہ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور
کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو
کسی حالت مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور یہان کی حدود سے چلے جائین
نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود جاکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو۔ حافظ رحمت خان
نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اوس کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ
نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت
سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے
کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہی
خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا۔ اور اوس سے اجازت حاصل کرونگا۔ احمد خان نے کچھہ
تعرض نہ کیا۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوے اور سالار جنگ کو
اپنے ساتھہ لیتے گئے۔ اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے
اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور
بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت
چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آئے دوسرے
روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت
ہو گئے یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی لیکن فرح بخش کے مولف
کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بداون سے آگے نہین بڑھے تھے
اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان
کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت و خون ہوے طرفین نہین رکنے کے تو صلح کرانے کے
لیے خود سوار ہوکر روانہ ہوے۔ آنولے سے چلکر بداون پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی
بداون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدیجاے
اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی راے سے باہر نہین ہون
مگر دونہ سے خانکو پہلے یہان بھیجدینا چاہیے۔ نواب سعد اللہ خان نے سکرات کی حالت مین

دوندے خان کو لکھا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیر مول کو بھی دوندے خان کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹا دین۔ دوندی خان انکی تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ کو ساتھ لیکر دریاے گنگ کے ساحل سے کوچ کرکے شجاع الدولہ کے پاس قنوج مین پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا۔ دوندے خان نے بادشاہ کی ملازمت بھی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی۔ بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا۔ اور یہ کہدیا کہ جسقدر تمہارے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اوٹھہ گئی ہین وہ بٹھا دیجے چنانچہ عنایت خان ملک کے تھانے بٹھاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنو کو گیا اور وہانسے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزون پر چڑھائی کرنا

سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین جبکہ انگریزون نے عظیم آباد کو فتح کرلیا۔ اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان کو مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب اپنے سردارون سے اس باب مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور رویہ سے واقف تھا اوسکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اوسکی بجاے بلکہ خود بدولت مع متعلقین قلعہ رہتاس مین رہئے۔ اور انگریزونکی مہم میرے سپرد کیجے کہ فوج منتخب کرکے انگریزون سے جنگ کرون اور اونکو مجال آرام اور فرصت نہ دون عالیجاہ نے آب و ہواے رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سے اس مصلحت کو ناپسند کیا۔ مرزا نجف خان نے کہا کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہے تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجیے اور مرہٹون سے مدد طلب کیجے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اونکی بد مزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورہ پر بھی رضامند ہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا۔ ایک ان صبحکو ڈیڑھ لاکھ روپیے نقد اور پانچ ہاتھی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی نتھا دیکر رخصت کیا۔ اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرمناسہ پر منزل گزین ہوا۔ شجاع الدولہ اون دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تھے کہ میر قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بھیجا اونہونے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خان اور مرزا بہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تہا مع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور اون کو بہت کچہ مال دیکر وسیلہ مستحکم کرکے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے بہیجنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت اور التفات سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تہا چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ آبادی مین بندیلکہنڈ کے انتظام مین مصروف تہے۔ عالی جاہ بھی حسب الطلب اودہ کو روانہ ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قرب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تہا شجاع الدولہ نے دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو لیگئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹون کو آراستہ کرکے سراپردے کے دروازے سے دور تک دورویہ کہڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمایدین بھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تہے۔ جب وزیر پہنچے تو آپ دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجاکر آپکا سلام بادشاہ سے کراؤنگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی اکیس کشتیان اور بہت سا جواہر اور ہاتھی بطور تحفہ کے دیئے۔ پہر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہوکر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ اونہون نے بھی سب اپنے ملازمون کو حکم دیا تہا کہ بانات کی لباس پہن کر اور بندوقین ہاتھ مین لیکر دستہ دستہ سر دروازہ سے لیکر جہان تک ممکن ہو پیش ہو کہڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تہے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالی جاہ کا ہاتھ پکڑکر اپنی مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمہارے حوالے کرونگا وزیر کو توقع تہی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہروسے سے وہ خود قابض بنگالے ہو جاینگے[۱]

چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکہون روپیے کی قیمت رکہتی تہی شجاع الدولہ کی ماں کے پاس بہیجی اور اوسکو اپنی ماں بنایا شجاع الدولہ

---

[۱] دیکہو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہ چرلی۔ ۱۲

بندیلکھنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مدنظر تھا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور تھی چنانچہ راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تھے مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے۔ اس لئے زیادہ عرصے تک اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالی جاہ کو مثانے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ چاہتا تھا کہ انگریزون کو قدم جمالینے کی فرصت نہ ملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے ادھر جلد کوچ کرنے کی خواہش کی تو اونہون نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار ہے تو مجھے فرمائیے مین جاکر بندیلون کو مسخر کرلونگا وزیر نے قبول کر کے رخصت فرمایا عالی جاہ جب اوتر کر ملک بندیلکھنڈ مین داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعددان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہنچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلون نے عالی جاہ کی جنگی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلئے زرواجبی کے ادا کرنے پر راضی ہوئے اور مرزا نجف خانکے ذریعے سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ کے پاس چلا گیا تھا معاملے کا تصفیہ ہوگیا۔ اور وصول زرخراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنوں انگریزون نے قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہمارے پاس آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بھیجیں جب کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان رحمت مین مذکور ہے۔ اور بقول مولف سیرالمتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ تنقیح الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادوں کی ساتھ اپنے باپ سے روٹھکر شجاع الدولہ کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلئے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد مین تھے جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا اور خود بھی سوار ہوکر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے روز یہ تمام فوجین بنارس کی طرف چلین۔ سیرالمتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیونکا اتنا ہجوم تھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مگر افسرون کی بےخبری اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی۔ عین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا۔ کوئی کسی کا خبرگیر نہ تھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا
بلکہ جان سے بھی جاتا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹھان نے گائے ذبح کی اور اوسکو
اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اوس پٹھان پر حملہ کیا اوسکا
گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچ گئے اور اوس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے
بھی فوج کے ناگونکو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹھانون
پر گذر ہوا جس کا تین سو ناگے محاصرہ کئے ہوئے بیٹھے تھے پٹھان اون ناگون کے قتل پر تل پڑے
ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہوکر بھاگ نکلے۔ اس معرکہ مین بائیس ناگے کام آئے
پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے۔ اور اخبار حسن مین
کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوئے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر
کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اوسی وقت سوار ہوکر عنایت خان کے ڈیرے
پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ ہمت گر[1] کو جو گوشائیون اور ناگونکا
سردار تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پر گئے اور صفائی کرا دی۔ اور یہ قرار پایا کہ آیندہ
سے ناگے پٹھانونکے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوشائیون کا فرقہ ہے جو برہنہ رہتے ہین
یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے ناگا کہلاتے ہین اور اپنی جانون کو فقرا سے ہنود مین
شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین۔ بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی
کے لئے جمع تھے۔ ماہ رمضان ۱۱۷۷ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم
عالی جاہ بنارس مین داخل ہوئے۔ اس مقام مین راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے
پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی
مگر زر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ راجہ اسکی استدعا ہے کہ نواب شجاع الدولہ سے آپ اوسکی ملاقات کرا دین
عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس
میرے دربار مین حاضر ہوا کرے اونھون نے بخوبی اطمینان کر دیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی
بلونت سنگھ عنایت خان اور شیخ جاو[illegible] کے اعتماد پر جس کا متوسط سید نور الحسن بلگرامی
ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا۔ لوگ اسکی دولت کو کروڑون سے

---

[1] [illegible] مین ہمت گر کے ساتھ امراؤ گر کا نام بھی لکھا ہے ۱۲

ستجاہ رکہتا تھے۔ یہ بہادر تین ہزار سوار پیادون کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص
ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تہا۔ مگر جس وقت سرکار وزیر سے خود اوسکی طلبی ہوتی تو کہتا تہا
کہ جناب عالی خدا کی سپاہ ہین۔ جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا۔ وجہ اس کی یہ تھی
کہ یہ تھی بیت زمیندار پرتاب گڈھ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تہا بنارس مین بلدہ رام نگر کی بنیاد
اسی بلونت سنگہہ نے قایم کی ہے۔ اور قلعہ بجے گڈھ مین جو نہایت دشوار گذار پہاڑ پر تہا اپنا خزانہ
رکہتا تہا۔ میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکہہ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر گنگا سے
پار اوترین گے اوس وقت تک کہ جب تک شہر پٹنہ پر قبضہ پاؤنگا دون گا۔ اب انگریزون
اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہوا کرتے تھے اون سے معلوم ہوتا
تہا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جاے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم
ہو جاوے گا۔ مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنک کو
حکم ہوا کہ کرم ناسہ پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے۔ مگر اسوقت
کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تہا کہ اون کی خدمت گذاری پر کچہہ اعتبار نہ تہا اون مین بغاوت کی
بو آتی تہی۔ اون مین سے سپاہی بہاگ بہاگ کر دشمنون سے جا کر ملتے تہے۔ اس آتش بغاوت
کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تہا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت
اور ملازمت مین تہا۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لئے اون سے وعدہ انعام کیا تہا
اوس نے عہد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسپر موشیر لاک کا کچہہ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا
وہ اپنے سو سوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا۔ اور وزیر کے پاس پہونچکر
اون کا نوکر ہو گیا۔ انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بہی
لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکہانے کا انعام مانگا کچہہ روپیہ انعام اونکو دیا
گیا اس سے کچہہ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی۔ غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تہی اور دوسری
طرف غلے کی قلت تہی۔ میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تہی۔ یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تہین
کہ انگریزون نے آگے بڑہکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چہوڑ دیا۔ اور لشکر آگے بڑہکر
پٹنے مین اولٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا۔ تینون لشکر یعنی بادشاہ
اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس کے قصد حاضر ہوا کرتے تہے
شیخ کے مونہہ سے کلام سے انگریزونکی ساتہ جنگ کی مخالفت پائی جاتی تہی۔ وجہ اسکی یہ تہی کہ وزیر کی تو تعین

نہ انتظام تھا اور نہ قواعد دانی تھی کبھی شیخ کہتے تھے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا منزل گردی کر کے عنقریب لوٹ آئینگے - بہر حال دریاے گنگا پر کشتیونکا پل باندھکر عبور کیا اور تھوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تھا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری جگہہ حرکت کرتا تھا جو کچھہ دار السلطنت شاہ جہان آباد مین کہ اوسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ تھا میسر تھا - وہ اس لشکر مین بھی موجود تھا - بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین - کیونکہ جسجگہہ یہ لوگ صف باندھکر کھڑے ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہے - اگر وہ دس ہزار ہون تو پچاس ہزار اون کے مقابلے مین عہدہ برا نہین ہوسکتی - چونکہ مدت سے چھپا ولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور عورتون کو مع بھیر اور بنگاہ کے اس جگہہ چھوڑ دیجئے باقی فوج سے گذر کیجئے اسکے کہ حضور کی شہرت ہو جرید انگریزی فوج پر جو اس وقت گھبرا کر بکسر سے جاتی ہے دھاوا کرنا چاہئے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہئے - اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی فتح حاصل ہوئی ورنہ جو ملین اونکو تباہ کرنا چاہئے - اور پسماندہ اسباب جلاکے اور توپین اور باربرداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام روز اون کا تعاقب کرنا چاہئے - اور رات کو ایسی جگہ مقام کرنا چاہئے جہان شبخون کا اندیشہ نہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک چھاپے کیے جاتے - اگر اس رہروی مین انکا خاتمہ ہو ابہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہئے - بلکہ سہرام مین ٹھہر کر زبردست فوج کے مقام کیجئے اور کچھہ فوج کو نہایت لائق اور بہادر سردارونکی ہاتھ مین مقرر کرکے سارن یا آرہ کے مقامات سے گنگا کا عبور کرا کے اون کو مامور کیجئے اور ہر ضلع کے لئے حکام لائق اور ایماندار مقرر کیجے اونکو وہان بھیجے اور اونکو تاکید کردیجئے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچائین اور [illegible] نہایت تخفیف کے ساتھہ کرین تاکہ زمیندارون اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو تشویش نہو کے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہین قبضہ و دخل کرلینا چاہئے اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بھیجکر اسی طرح اوسطرف بھی حاکم مقرر کرنا چاہئے اور یہ دونون فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئی اور اسطرف سے باج لئے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد کے قلعہ مین داخل ہونے نہ پاسکے اس صورت مین انگریزونکو بڑی بدحالی پیدا ہوگی - اور

پہنچکے ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بندوق اوسکے قرشے کو گھوڑے پر رکھکر میری طرف فیر
کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے۔ تب سے میں نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے
وزیر الملک نے سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو اپنے قلعہ میں
رہتا ہے بھیجا ہے۔ وہاں کو جاتا ہوں۔ اوس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے میں نے جواب دیا کہ میرا
رفیق ہے اور میری بار برداری پیچھے آتی ہے۔ یہ کہکر روانہ ہوا اوس نے میری دلیری کا جواب سنکر
میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف میں لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق کو
کچھ تعرض نہ کیا یہاں سے بعد تین میل پر ایک دستہ ملا تو اوس نے کچھ چھیڑ چھاڑ کی بارے نظر
سکا توڑنا میں آگ لگی ہوئی اور دھواں چھایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل راستے کے طے کئے تو وہاں
پہنچے تو گاؤں کو ویران پایا وہاں دو ایک جو کسان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ آگے بھی شہر کی
قسم پڑے ہے جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے ہیں۔ دو گاؤں کو لوٹ مار کر جلا دیا ہے اور تمام مغل اور دوان
لٹکے ہیں۔ تب سے میں نے کہا کہ دوسرے دیہاتوں میں خبر پہنچا دو کہ کل وہ یہاں سے بھی آگے کو جاوینگے
چنانچہ وہ وہاں سے شہر کو کے روانہ ہوے۔ انگریزوں اور میر جعفر نے عظیم آباد میں پہونچکر یہ
انتظام کیا اول اپنی فوج کو دشمن کے روکنے کے لئے چند کوس اول سے آگے بڑھایا مگر اپنی
فوج کو مقابل نہ دیکھکر قلعہ میں واپس آئے۔ اور چند توپیں دیوار قلعہ پر چڑھا دیں اور خود بھی
پہاڑی کی سمت پر جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے تیار ہوئی تھی شہر سے
اور یہاں مورچے تیار کئے اور ایک توپ اونچی پہاڑی کے ٹیلہ پر چڑھائی اور یہ چند توپیں جہازوں پر
ہندوستانی [illegible] سے [illegible] شہر سے سونپ دیں جگہ دی اور اپنی چند کمپنیاں لشکر کی اونکی
محافظت پر مقرر کیں گویا میر جعفر خان انگریزوں کی مدد پر مقیم تھا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ
دریا سے کو پہاڑ کے کنارے سے کوچ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدھا راستہ چھوڑ کر
پھلواری میں جو عظیم آباد سے چار کوس پر ہے پڑاؤ ڈالا اس مقام میں کثرت سے کنوئیں تھے کیونکہ شہر میں
پانی کی قلت تھی اسلئے اور نیز کنوئیں ہونے سے ایک روز پھلواری میں آرام کرکے دوسرے روز
جنگ کے واسطے عالی جاہ اول سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزوں سے لڑنا اور اوسکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہ ہوسکنا۔ بلکہ انگریزی فوج کی مار سے وزیر

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی میں توقف کرنا

۳ ؍ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۱۰ ؍ ذی قعدہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے
جو مور و ملخ کی مانند بے حساب تھی سوار ہو کر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے اس
جنگ میں اونہوں نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھہ کو میمنہ پر رکھا اور عنایت خان اور انوپ گیر
ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[1] و امراؤ گر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بہ پالیسی اور شیخ
دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول میں متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم خان
اور علی بیگ خان اور میر باقر میمونی اور کراچی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و
فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر میں کھڑے ہوئے
اور بینی بہادر کے سیدھے ہاتھ کی طرف اوس سے تخمیناً ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی
فوج جمائے اوسکے ساتھ پانچ پلٹنیں سمرو کی ماتحتی میں مع توپوں کے انگریزی وضع پر چقماق دار بندوقوں
کے ساتھ آراستہ موجود تھیں اور پانچ چھ ہزار سوار بھی تھے - قاسم علی خان کی فوج بیچا پہاڑی کے
مقابل جدھر جعفر خان کا مورچہ واقع تھا اوس سے ایک آگے کے ٹیلے پر کھڑی ہوئی تھی - اور
شاہ عالم یہاں سے کئی کوس پر صفوں کے پیچھے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑھتے تھے -
شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ میں آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل
حسین خان مرحوم کے راستے سے نمایاں ہوئے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی
اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزوں نے بھی
گولہ باری شروع کی - انگریزوں کی ایک بڑی توپ کے دو گولے سمرو کی فوج میں
گرے جو عالی جاہ کے ہراول میں اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تھا - اور تلنگے زخمی
ہوئے - اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ سمرو کی فوج کے اوپر سے گذرکر عالی جاہ اور
سمرو کے درمیان میدان میں گرتا تھا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیغام دیا کہ ہمارے
ساتھ خود شریک جنگ ہو یا سمرو کو بھیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے
نہ ہلا ظہر کے وقت گو شاہیوں نے حملہ کیا - مگر انگریزوں کی توپوں نے نہ بڑھنے دیا

---

[1] بعض تواریخوں میں اسکا یہاں نام لکھا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکھا گیا - ۱۲

دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دھاوا کیا۔ انگریزون نے بندوقون کی باڑھین مارکر توپون سے گراپ مارے۔ اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی تمام فوج نے حملہ کیا۔ اور جلادت دکھائی یہانتک کہ انگریزی صفون تک پہونچکر اونمین اضطراب ڈالدیا۔ تھوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھہ آگئے جن کے ڈہول اور طنبور چھین لئے۔ مگر اونہون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑہین مارتے رہے جس کی تاب فوج وزیر کو نہوئی۔ اور سپاہ کا منہ پہر گیا۔ لیکن بلونت سنگہہ اور بینی بہادر اپنی جگہون پر قایم رہے۔ شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد اور اوس کا بیٹا محمد شاہ مارے گئے۔ اور اتنے میں ہوا ایسی چلی کہ یکایک پروائی چلنے لگی۔ اور اوس کے جہونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنا بندہا۔ اوسوقت سب نے دیکھا کہ تیسری باڑھ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑہالائے وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بھیجکر اوس کے تساہل اور عدم پرسش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھنے کا وقت نہین ہے۔ کل تدارک مافات کیا جائے گا۔ گل رحمت مین لکھاہے کہ عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہونچکر ایک نشیب مین گہوڑے سے اوتر گیا تھا اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جبکہ انگریزی توپونکی آتشباری سے ناگون کا منہ پہر گیا۔ تو مغلیہ سوارون کی ہمت آگے بڑہنے کو نہوئی۔ عنایتخان نے کئی بار کہلا بھیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین اودہر سے مین حملہ کرون۔ اور شجاع نے بھی بہت کوشش کی۔ لیکن سواران مغلیہ نے دھاوا نہ کیا۔ بلکہ پہلواڑی کی طرف جہان کمپ قایم تھا بہاگنے لگے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا کہ میری راے مین پہلواڑی کو چلنا چاہیے۔ عنایت خان بھی مجبور ہوکر دو گھڑی دن رہے اپنی جگہ سے چلا آیا۔ اور کئی بھاری توپین جو سپاہ مغلیہ سے چھوٹ گئی تھین وہ اپنے ساتھہ پہلواڑی کو لے گیا۔ اودہر عالی جاہ نے شہر کو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جاکر چھاونی ڈالنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون کے ساتھ صلح کی گفتگو شروع کی۔ انگریزون کو
اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کرین۔ اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے
صوبہ بہار جدا ہو جاوے اس لئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا۔ اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ
عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاونی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر مین چلا گیا
یہ مقام صوبہ عظیم آباد کے متعلق دریاے گنگا کے کنارے غازیپور کے مقابل واقع ہے اور غازیپور
راجہ بنارس کے تحت مین تھا۔ جو وزیر کا خراج گذار تھا۔ برسات کا موسم آگیا تھا اسلئے وزیر نے
پٹنے[1] کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھ کرنا ہوگا کیا جائیگا
اور عنایت خان رخصت ہو کر روہیلکھنڈ کو چلا گیا۔ حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہہ
اوس کے وہین واپس آنے پر اعتراض کیا۔ غلام حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ
سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے۔ چونکہ انسے اور بعض انگریزون خصوصا ڈاکٹر
فلرٹن سے اول بہت ہی دوستی تھی اسلئے ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے۔ اور انہین لکھا
کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کر دے۔ غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور
مین آجاوے تو انگریز بہت ممنون ہونگے۔ وزیر کا حال معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دور ہے
اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہو جانا مصلحت کے مناسب ہے۔ پس اگر بادشاہ کو بھی
منظور ہو تو اونسے شقہ لکھوا دیجئے۔ سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے
حضور مین سلسلہ چھیڑا۔ چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اونکے پاس رہنے سے راضی نہ تھے
فوراً راضی ہوگئے۔ ایک شقہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا۔ اور اوس مین یہ بھی تحریر کر دیا کہ جو شقہ
غلام حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہے۔ اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے
کوئی شقہ پہنچے تو سمجھنا چاہئے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

---

[1] نگہ یہ الہ آباد کو نہین گئے تھے۔ مولف ماثر الامرا کی غلطی ہے کہ اوس نے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد
کو گئے اور وہان سے واپس آکر انگریزون سے بکسر مین لڑے ۱۲

یہ بھی کہا تو شتاب رائے متوسط ہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلوں اور بینی بہادر کے رفقا میں سے
تھا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نکرے۔ یہ شقہ
حاصل کرکے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھیے کہ اوس زمانے میں ڈاکٹر فلرٹن
اور میجر کارنگ سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہو گئی۔ جب غلام حسین بادشاہ
کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنگ کو مطلع کرکے
اوس سے محافظوں کے نام عظیم آباد میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کرکے بھیجی۔ غلام حسین جب
ڈاکٹر کے گھر پہنچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا۔ غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید
کردی کہ اس شقے کا مضمون سادھو رام کو جو شتاب رائے کا وکیل تھا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور
منیر الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ میں حتی الوسع اخفا میں کوشش
کرونگا لیکن میری رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے۔ غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین
کو طلب کیا۔ اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور پچھلے وقت غلام حسین اور ڈاکٹر نے جا کر میجر اور میر جعفر
خان سے ملاقات کی۔ اور شقہ دیا اوسنے شقے کو سر پر رکھ کر کھولا اور تنہائی میں میر جعفر خان
اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار میں
نہیں بلکہ وزیر کے بس میں ہیں اس حالت میں ہم اونکی ایلچی گری نہیں کر سکتے۔ اور بر خلاف ڈاکٹر کے
اور بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادھو رام کو طلب کرکے شقے کے مضمون سے مطلع کر دیا۔
اور اوس نے اوسکی نقل کرکے راجہ شتاب رائے کے پاس بھیجدی۔ اور میجر نے غلام حسین کو رخصت
کرکے شقے کے جواب میں عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اوس کے مضمون پر بوجہ نظر
کرکے بادشاہی جاسوسوں کی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوادی۔

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تھا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوارہ اونکو ممالک شرقیہ پر
قبضہ پانے تک دیتا رہیگا۔ عالی جاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ و قلت اعتنا کے وزیر کے ہم
پہنچے میں اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے۔ اسلئے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیغام دیا کہ مجھکو مرشد آباد کی
جانب رخصت فرمایئے تاکہ وہاں جا کر عمل و دخل انگریزی میں خلل اندازی کروں۔ بالفعل اونکی فوج کی
کم ہے نہایت مشوش ہونگے [illegible] اپنے آدمی [illegible] کے [illegible]
تحصیل حاصل

کرون چونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپکے دوسرے
متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تھا وزیر نے
کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپکے در دولت کے
اور جائے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہے کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی نیابت
کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضائقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے
حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر نیابت کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کے عمال جاوین وہان مین بھی
بنزاول بھی ہمراہ ہون - جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہو سکتا ہے
علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے
ذمے عائد ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہے - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آپ تو
سلطنت رہے وزیر مین گو قوت مستقلہ[۱] نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوتے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین
علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم
خان کو رخصت کیا - اور لہو و لعب[۲] مین مصروف ہوتے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم
خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانسامان میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا پھلولا اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے سازو باز پیدا کر لیا تھا
اور ایک بار ترک لباس کر کے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے دیرینہ بر بنا کے
ہی پوشاک پہنوائی - لیکن اس رنجش بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہو سکتا تھا - اکثر عالی جاہ
رنجش پیدا کرتا رہتا تھا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بد مزہ ہو کر اپنے دربار مین اوسکی شکایت
کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پیچ دیکھا تھا وہ ہمارے یہان کا تھا
شاید میر سلیمان نے اوس کو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار رہتا - فلان
شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور وہ عالیجاہ کی طرف سے کدورت

---

۱ دیکھو سیر المتاخرین ۲۲ ۔ ۵ دیکھو سیر المتاخرین -

بڑہتی تہی - یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکریے اوٹھہ کر مرزا بہلو اور علی بیگ خان
تنقچی ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹہر گیا - اس واقعہ سے پانچ چھہ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے
اوس زرمعاہدہ کا تقاضا کرایا - عالی جاہ نے تنگدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی
ناہنجاری بیان کرتا رہتا تھا - علی ابراہیم خان اوس کو منع کرتا تھا - اور میر اتو وغیرہ جو عالیجاہ کے
نوکر اور بیجا ع الدولہ کے خیر طلب تھے ان باتون کو وزیر کے گوش گذار کر کے اوس کی طبیعت حیلہ جو کو
بہڑکاتے تھے - آخر کار وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے
ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین - آپ جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و
جواب کے لئے وزیر کے پاس بہیجا - اوس نے وزیر کی خدمت مین پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ باسید
اعانت حاضر ہوا تہا - جو کچھہ میسر تہا اوس کے پہنچانے مین دریغ نہین کیا اب تہیدست ہے اور تقاضائے
بادشاہ بموجب ہی - جناب عالی بینی بہادر کو حساب سمجھنے کے لئے حکم صادر فرماوین جو اوس کے ذمے
برآمد ہوگا - اوس کے ادا کرنے مین قاصر نہوگا - اور اگر محض بموجب ہوا سید وار ضمانت ہے -
وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین - بینی بہادر کون ہوتا ہی
ہم کل سرکار کو جانتے ہین - بادشاہ کو اختیار حاصل ہی جو چاہین کرین اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو
پہنچا دیا - اور دوسرے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہئے -
نہین تو وہان خود تنہا جا کر کہنا چاہئے کہ ہم آپکی توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچھہ چاہے کیجئے -

عالی جاہ کا پوشاک امیری اوتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح کیے بے سمجھے بوجھے دوسرے روز ۸ ذیحجہ
۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا چہوڑ کر صحن خیمہ مین بوریا بچھا کر بیٹھا -
اور اونکی بعض مصاحب جو فہم سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کے ساتھ
ہوگئے - جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی رفاقت مین
بدنامی کا موجب تہا اسلئے نوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذرخواہی کے لئے علی بیگ خان کو
اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کیطرف سے نواب صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

سلہ دیکھو سیر المتاخرین نسخہ ۵۳ و سکۂ سلیم المتاخرین ۱۲

بھی بھیجا اوس نے پہنچکر رنگین ملاست اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کیے عالیجاہ کو بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا۔ علی ابراہیم خان نے گو تبدیل لباس نہ کیا تھا۔ مگر بدگوئیون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھکر اوراسی طرح کے کپڑے پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تم کو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا۔ عالی جاہ نے کہا کہ تم اس لباس سے وزیر کی پاس جاوگے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی۔ اوراوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کرکے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگو سے بے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو ہمنے ظاہر کردیا۔ اوسکی تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے پاس بامید عنایت اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین۔ جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی۔ اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علحدہ ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل رزنابت کیجے۔ اور علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا۔ بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا کہ دونون طرف گفتگو سخت ہی۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کو اپنے حسن کے خیمے مین بلاکر جو کچھہ معلوم کرنا تھا دریافت کیا۔ اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان مین سوال و جواب ہوئے سب کہے سنے۔ بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے جو عالی جاہ نے اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے۔ اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرماتے۔ وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھہ گئے تم جاکر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین۔ علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کیے۔ اور کہا کہ وزیرالممالک بھی آتے ہین۔ ابھی یہ گفتگو ختم ہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے۔ اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس درویشی کو دور فرماتے۔ اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنئے۔ عالی جاہ نے منظور نہ فرمایا اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی۔

وزیر کے اشارے سے شمرو تھکراسم کا عالیجاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنوں کو تیار کر کے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لیے عالیجاہ کے
خیمے کا محاصرہ کیا وہاں سکہ رایج کہاں تھا اشرفیاں اندر سے منگوا کر دلوادیں اس ماجرے کے بعد عالیجاہ
نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہیں ہے۔ سپاہیان پلٹن اور توپخانے کے علاوہ کو
برطرف کر کے توپیں اور حفاظتی ہتھیار خانہ ماتی میں داخل کر دو صرف دو پلٹنیں رکھ لو جو سکہ یہ تھکراسم وزیر سے
مل گیا تھا جواب دیا کہ اب آدمی اور بندوقیں اوسکی ہیں جس کے پاس ہیں اور وہ ایسے توپخانہ اور پلٹنیں
لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنہوں نے اوسکو نوکر رکھ لیا۔ یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تھا اول تو
یہ فرانسیسیوں کی سپاہ میں ایک سارجنٹ تھا پھر نواب قاسم علی خان عالیجاہ کے ہاں فوج کا عہدہ دار
بن گیا تھا۔

وزیر کے حکم سے عالیجاہ کا قید ہونا

موسیٰ لاک فرانسیس جو پہلے عالیجاہ کا نوکر تھا۔ اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تھا علی ابراہیم خان سے
بہت دوستی رکھتا تھا پانچ چھ آدمی اپنے ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کل شجاع الدولہ
کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو آوے گی۔ خدا جانے اوس وقت کی دارو گیر میں تم پر کیا گذرے۔ اسلیے میں
یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کرتا ہوں۔ انکی وجہ سے کوئی تمہیں متعرض نہ ہو سکے گا علی ابراہیم خان
نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ یہ امر مجھکو ناپسند ہے جبکہ عالیجاہ بلا میں مبتلا ہوگا تو میں بھی
کسی کی حفاظت نہیں چاہتا۔ دوسرے روز پہر دن چڑھے وزیر کی فوج تیار ہو کر عالیجاہ کے خیموں
کی طرف آئی۔ جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موسیٰ لاک اپنی فوج سے علیحدہ
ہو کر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل کی باتوں کا اعادہ کیا۔ اوس نے بھی وہی
جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی فوج نے عالیجاہ کے خیموں کو گھیر کر حرم سرا
اور دوسرے رستوں پر بندوبست قایم کر لیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور
ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمے میں گیا۔ اور اوس کو ہاتھی پر سوار کرا کے خود خواصی میں
بیٹھ کر اپنے لشکر میں لے گیا اور ایک خاص مقام میں قید کر دیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن ہی وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے - اور اوسکو حراست میں
لے لیا - علی ابراہیم خان ان دنوں سخت علیل تھا - سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب
اور اعلےٰ ارکان وزیر سے مل گئے تھے - مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے
قید ہوکر وزیر کے نوکروں کی حوالات میں تھے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم
اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو - اوس نے تھوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت
میں لکھ بھیجا اوس وقت وزیر محلسرا میں تھے - حرم سرا کے وزیر کی محافظ جو عورتیں تھیں وہ
اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تھیں جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی ماں کے پاس
زیور لیکر گیا تھا - علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا
کیا تھا اون عورتوں نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئیں - اور عرضی وزیر
کو پہونچا دی - خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سواروں کو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہیں بے ادبی
نہ کریں - اور عرضی پر لکھا آپ سے تعرض نہیں چند امور آپ سے دریافت کرنا ہیں وہ بھی رہنے دیے -
دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میاں عیسے کے نام سے مشہور رہا
علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمھیں وزیر طلب کرتے ہیں - علی ابراہیم خان
کرتہ اور دستار سے پالکی میں سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - سواران بھی کہ سفلہ
مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی مجلس عالی جاہ کی جانب لیجاتے - اور کبھی کسی اور طرف - جب چند
مرتبہ ایسی حرکت ہوئی - خان مجبور ہو شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ
ناحق سواران بھی دق کرتے ہیں - جہاں حکم ہو پہونچا دیں - اوس نے ایک آدمی
بھیجکر سواروں کو تہدید کی - اور اونکو کہلا بھیجا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لے آئیں - وہ سواران
کو [illegible] وہاں آیا - اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس دیوانخانہ میں جہاں اُنکے
بیٹے مرزا امانی کا مکتب تھا لے گیا - اور وہاں سے وزیر کے حضور میں لے گئے - اوس وقت میر حق اللہ
خواجہ سرا اور داروغہ فیل [illegible] حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عالی جاہ کے
وزیر کے سامنے کھڑے تھے - علی ابراہیم خان نے حضور میں پہونچکر [illegible] نذر گذرانی اور بلا اجازت بیٹھ گیا
[illegible] شجاع قلی خان کی دریافت [illegible] جو خان مذکور کو لیکر گئے تھے - وزیر کے [illegible]

رعونت سے سرپرا راتے علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیون صاحب تمنے قاسم
خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو اوس نے بیچا پہاڑی کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت
بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہمپر فیر کرے - علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی
خبر نہین افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی اپنی دارالملک سے اوسکی مسندنشینی کیلئے ادہر
قدم رنجہ کیا اور وہ آپکے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے آشفتہ ہوکر کہا کیا مین دروغگو ہون سمرو کو
طلب کر کے مقابلہ کرا دون - علی ابراہیم خان نے آزردہ ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنی بیخبری بیان
کی ہے - آپ کو جھوٹا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ
مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہو سکا وزیر نے خجل ہوکر بکمال دلداری کہا
کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو - مگر عالیجاہ تم سے بہت بدظن تہا - اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنی
دربار مین میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم جانتے
کہ تم جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیون بدظن ہوا - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مین نے اوسکی
خدمت مین کوئی قصور نہین کیا - مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رہے تھا اوسکے
رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس کمک استدعا کے لئے جانا چاہتے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو
اصرار کرتا تھا - کیونکہ میری نظر مین آپکے آستانۂ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ عالیجاہ
کے لئے نہ تھی - وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کر سکے - حرم سرا کی جانب
چلدئے - مقربین نے دروازے تک مشایعت کر کے سلام گذارش کیا - وزیر نے علی ابراہیم خان
کی طرف اشارہ کر کے کچھ اپنے مقربین سے کہا - شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے
مکتب مین لے گئے - اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنائین اور حکم
دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب جو کچھ جاتا رہا ہی وہ جاسوس تلاش کر کے واپس لائین - چنانچہ وہ سب
مال و اسباب آگیا ہی - اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے
ڈیرہ کھڑا کیا جائے اور وزیر نے فرمایا ہی کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہوا اور اوس کے رازدار ہو بعض
رفقاسے عالیجاہ کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور
عالیجاہ کی امانت کا حال ابتک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان

---

۵۱ دیکھو سیرالمتاخرین ۱۰

تمھارے حوالے کی ہین - اگر بات واقعی ہی تو جس کے پاس تمنے رکھدی ہین اوس کا حال بتاؤ اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتادینے سے وزیر کی مہربانی تمپر زیادہ ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے ابتک ایسی باتین منہ سے دریافت نہین کی ہین لیکن آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھہ مجکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شنبو سنگھہ سرکارے کو جو سیکڑون کا حون کرچکا تہا اور سمرو کی مونچھہ کا بال ہو رہا تہا اوران اشرفیون کا حال بھی اوسنے بیان کیا تہا طلب کرکے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کہڑا کیا - علی ابراہیم خان نے جو جواب دیا تہا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بندھی تھی - اور جاکر شجاع الدولہ سے عرض کرادیا تھا کہ اشرفیون کے حصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے کہنا شروع کیا کہ آبدارخانے سے جواہرخانے تک سیفی وجنس سمرو کے بہرونکے سپرد تہا لاکہوں اشرفیان اوس کی حوالے ہوتی ہتین مگر وہ سرکار مین نہین پہنچین - لوگ شنبو سنگھہ کیطرف متوجہ ہوئے اوسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد اور امین ہو ... بے اصل ہو تو ایک کمینے اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی یہی بہادر اس بات کو سنکر مخلسرا کے دروازے پر گیا - اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بہیجی اور یہ بھی عرض کرایا کہ جو شخص جواب مین الزام دے اور دوسرے کی نادانی ثابت کرے اوس سے معارضہ کرانا بجز ندامت اور تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ بخشیگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے گردوپیش آرام نہین لیسکتا - اگر عنایت کرکے آپ اپنی چہاونی مین جگہہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حرم سرا کے دروازے پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر ٹہیرایا اور نہایت خاطر کرتا رہا - ڈیڑہ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نچھوڑا - عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سرایان غیرہ ملازمین کی کوشش سے معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسیقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سے قبل اوس نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدیا تہا وہ ضبطی سے محفوظ رہا - اس ضبطی مال مین وزیر نے ذرا بھی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کسین ایک کوڑی بھی معلوم ہوتی تو لیلیتے[1] - اگرچہ وزیر نے وہ وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہی خود اوسکی

---

[1] دیکھو تاریخ ہند موٴلفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب ۱۲

ساتھ نہین کی مگر یہ اونکی بڑے درجے کی فتوت اور مروت تھی کہ ہرچند انگریزون نے بار بار باصرار اونسے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکی حوالے کرین۔ مگر انہون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہونا اور وہانسے نامراد واپس آنا

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا۔ اور شجاع الدولہ کے مقربونکے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہ مل وہانکا قلعہ دار میرے متوسلین مین اور وہانکا حال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اوس قلعہ پر وزیر کا قبضہ کرا دون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین رہتے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال سے رہتاس کو گیا۔ اودہر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مولف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاتا ہے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کرچکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے۔ غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا پلہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کردو تاکہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلا لو۔ اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھکر بھیجے کہ اسپر انگریزون سے اطمینان کے لئے دستخط کرا دو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھکر انگریزی فوج نواح کرناٹک سے منگالی۔ اور ساہ مل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا دئے۔ چنانچہ وہ قلعہ انگریزونکے قبضہ مین آگیا۔ میر سلیمان انگریزی فوجکے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی برائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر مین شجاع الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور وزیر کی فوج کا شکست پانا

میجر کارنک کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی مین بادشاہ انگلستان کا نوکر تہا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیئے ۔ وزیر[1] کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تہی ۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزون کے انتظام کی خبر نہ تھی جو بڑ کہیلنا ۔ کہیلنا ودینا یہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر وشکار کرتے ہیں ۔ البتہ اسقدر کیا تہا کہ مورچے ندی تہوڑا سے دریاے گنگا تک تیار کرائی تہے اور اوسی کی پناہ مین لڑنے کا ارادہ تھا ۔ ۱۵ ستمبر کو انگریزی لشکرون کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیوں سے وزیر سے جنگ کرنے چلین ابھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہین ۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بہیجا گیا ۔

دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کی طرف سے پرگنہ بھٹا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزون کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجین ادہر بڑہنے لگین تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی و چپاولی پر بہیجا چنانچہ انگریزی لشکر نے گولے مارکر ہٹا دیا اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے سے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بہیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثناے راہ مین بعض جگہہ دلدل مین وہ توپ ایسی پہنس گئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر مین واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر مین پڑا ہوا تہا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا ۔ اور ۲۲ اکتوبر ۱۷۶۴ ع کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جہیل کے کنارے پر آکر خیمہ زن ہوا وہ جہیل دونون لشکرون کے درمیان مین واقع تھی ۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹہری تھی انگریزون نے جاسوسون کو شجاع الدولہ کے لشکر مین بہیجا کہ جا کر خبر لائین ۔ مگر جب وہ آدہی رات

---

[1] سیر المتاخرین مین بیان ذیل دیکہو

واپس نہ گئی تو میجر صاحب کو یقین ہوا کہ وہ دشمنونکے پنجے مین گرفتار ہوگئی اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹھیرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستورات خانہ وخزانہ کو دور بھیجدیا ہی۔ توپخانہ چلا آتا ہے۔ مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان مورچون ہی کے اندر ہین۔ اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت دشمنو نپر نہین ہی وہ خودہی حملہ کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی حد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر نکلے موسیر لاک اور سمرو آٹھہ توپ ولایتی اور آٹھہ پلٹن تلنگونکے ساتھہ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھہ سات ہزار پیادہ وسوار کی متعین ہوا۔ اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر بیٹھے اور راجہ بینی بہادر دست چپ پر دریاے گنگا کے کنارے کھنڈرون کے متصل قایم ہوا۔ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے سپاہی مقتول ومجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دباوا کیا۔ درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیونپر ٹوٹ پڑے۔ اوسکی بہیر اور لشکرگاہ کو خوب قتل وغارت کیا سمرو اور موسیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہوگئی میجر منرو اسوقت جھیل اور دلدل کے حایل ہونے کی وجہ سے دباوا نہین کرسکتا تھا اوس نے تھوڑی فوج گنگا کیطرف روانہ کی جسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے کھنڈرونکی آڑ مین چھپے ہوے تھے۔ انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پر پہنچے تو دیوارونکی آڑ سے اون تلنگون نے باڑھین مارنا شروع کین۔ شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی تو مستعد مقابلہ ہوا۔ جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخ زادی بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے۔ چونکہ دفعتاً اپر باڑھین پڑنے لگی تھین اونکا جواب پورا پورا نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشباری نے ان کا کام تمام کردیا۔ شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بھاگ نکلے۔ اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجیے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے بھتیجے وحمید الدین خان کے پیادہ ہوکر پڑا تا بینی بہادر کو جان دینا گوارا ہو امیدان سے منہ پھیرا۔ میر وحمید الدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھہ کر خود بھی گھوڑے پر سوار ہوکر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا ؎

جو از رفتش گشت آگہ سپاہ　　گریزان پرتشند ز آوردگاہ ؎

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسیٰ کا موشیر لاک و شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہوجانا اسوجہ وزیر کی فوجکے انتظام مین برہمی پڑکر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شہزادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقونکی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکے ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنو پر حملہ کیا ہی۔ اگر اوس نے لڑائی فتح کرلی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ شمرو اور موشیر لاک عقب سے نکلکر آگے بڑھا۔ روبرو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہوگیا اس کے علاوہ انگریزون کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑھانے کی مجال نہوتی۔ اوس کے ساتھ چھہ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تھوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھجانے سے شمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفونکے درمیان مین حائل ہوگیا تھا اودھر سے بیچ ہنزونے دھوتین اونٹادتے سے۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تھوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑہون نے اونہین پچھاڑ دیا۔ ملک علام کی راہ لی جو سپاہی بچے وہ بھاگ نکلے۔ اور میدان مین جو لوگ کھڑے تھے اونہین بھی اپنا اضطراب دکھلاکر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر لشکر وزیر مین داخل ہوئے اور اب کسی کو تاب قیام نرہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین ہل نکلی۔ مغلون اور درانیون نے یہ سراسیمگی دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے تھوڑی ہی دیر وزیر امید لگائے رہے۔ جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بھاگ نکلے۔ وزیر کا اور اوسکی لشکر کا تمام مال اسباب انگریزونکی ہاتھ لگا۔ آپسمین بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر جنس سے معمور تھا۔ لو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ پہر تک خوب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فوج بہاگی اوسوقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب
کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا۔ اگرچہ اوسکی تہوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی بچ گئی
میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تہی اوسپر کشتیوں کا پل اونہوں نے باندہا تہا پہلے اس سے کہ
انگریز وہاں پہنچیں اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس پل شکنی کے سبب سے ڈوب کر اور
اور طرح سے مر گئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نکرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اوترکر اونکی ساری
سپاہ کو کرمناسہ میں ڈبوکر ملیامیٹ کر دیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ جواہرات کے دو کروڑ روپیہ کا
لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل میں پہنسکر تلنگوں کی بندوقوں سے راہ عدم کے رہرو ہوتے انگریزوں
نے دریا کے کنارے کہڑے ہوکر فراریوں پر گولیاں مارنا شروع کئے۔ اور بندوق کی گولیوں کا مینہہ
برسایا۔ کچہہ بہگوڑے کٹ لیے اور گولیوں سے ہلاک ہوتے۔ جو گنواروں کے پلے پڑے اون کے
ہاتہ سے کام آئے۔ باقیماندہ نہایت بیعزتی سے بچکر نکلگئے۔ اور دریا پار مفروروں میں مل گئے۔
وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ حاجی نامی کا ناظم اوسکی جہالت پر نہایت
نفرین کرتا ہے اور کہتا ہے ؎

نہ دانست بیچارہ از رائے خام — نہ دستور در کین برآورده نام
بہ عیب خیالان تنگ تبہ کرده کار — کہ جستی ز میدان آن کینہ کار
شدے فربہی جنت دستور شاہ — نماندے ز انگریز یکتن سپاہ
ز اندیشہ خام آن شور بخت — شود وا ز گون کار و بیدار بخت
برآورده ناسش کجا ہاک انگشت — سپہ را بدام ہلاک آنگہ شد

لڑائی ابہی قابل یاد رکہنی کے ہے۔ اوس میں انگریزی سپاہ میں آٹہ سو ستاون گورے اور پانچہزار دو سو
ستانوے تلنگے اور نو سو اٹہارہ ہندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی تہے اور بیس توپیں تہیں شجاع الدولہ
کے پاس لشکر میں اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہیں اور بعضوں نے اوس کا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے
وہ چالیس ہزار سے کم نہیں کہتے۔ اس لشکر میں سے دو ہزار نے میدان کارزار میں راہ عدم لی۔ اور
سرداروں میں سے میاں عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبد الرزاق
اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور ہمت بہادر کی ٹانگ میں زخم شدید آیا اور
پل شکنی کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہیں۔ ۳۳۱ توپیں انگریزوں کے ہاتہ آئیں
انگریزی لشکر میں بہی جانوں کا بہت نقصان ہوا۔ ۷۴۸ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ
زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزونسے ملگیا۔ نواب کا مورچہ اوسکے سپرد تہا
اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تہا وزیر نے اپنے زخمیونکی کچھ خبر نہ لی اونکو میدان مین بیدست و پا
چھوڑ گئے اسوقت منصر منڈو کی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ باوجود تنگ ہوتا تہا اون زخمیونکو چنتے رہے
جن مین جان باقی تھی۔ اونکو پانی پلایا۔ بہات کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی
لشکر کے زخمیونکی بھی مرہم پٹی اچھی طرح سے کرتے اسلئے دشمنونکے زخمیونپر ٹانکے نہ لگا سکے۔ وزیر نے
مع متعلقونکے الہ آباد کی راہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لئے پیدا ہوئے۔
نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوئے تھے وہ تو پست ہوگئے اور انگریزون کا حکم
ہندوستان مین سب پر غالب ہوگیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی سنہ مین اس مصرع سے نکلتی ہے

(ع) رہنما بہر سند فرنگی (۱۱۷۸ھ)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایکدن پیشتر عالی جاہ کو قید سے نکالکر ایک لنگڑی ہتھنی پر سوار کردیا تھا اوس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اوسکو
پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لاتے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہے
مینے یہ چیزین آپکے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپے ہو تو دیر ہو اگر فرمایئے
تو روانہ کرون۔ عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہے۔ مگر اسوقت مناسب وقت نہین
بروقت ضرورت طلب کرلونگا۔ اتفاق سے اوسی شب کو وہ ہتھنی ملی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی
فراریونکے ساتھ نکلگیا۔ اور گرتا پڑتا بنارس سے چھ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزونکی پناہ مین داخل ہوجانا اور اوسکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

منیٰ بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہان
بادشاہ پڑے ہوئے تھے مقیم تہا۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ کا ناکون مین دم تہا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک خط میجر منرو کو اس فتح و ظفر کی تہنیت مین لکھا - اور بیان کیا کہ مین اپنے وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سے آپ چھڑائیے اور میری حمایت و اعانت مین کوشش کیجیے اگرچہ مین وزیر کے ساتھ تھا - مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سے جدا ہو گیا تھا یعنی بہادر نے جب یہ حالت دیکھی تو سریع لشکر کے دریا کو اوتر گیا - انگریزی سپاہ نے کئی روز تک اس سبب سے رہی کہ مجروحوں کی مرہم پٹی کرے اور زخمیون کی خدمت اور چارہ سازی کرے - اب میجر منرو نے بنارس کیطرف کوچ کیا - بادشاہ بھی اپنے بہرے جوکی سمیت اسطرف چلے آتے تھے - اور انگریزی لشکر سے اونکا بہت تھوڑا فاصلہ تھا - جب بینی بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا - انگریز بھی اون سے ملنا چاہتے تھے - میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا - بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجیے - اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست لے لیجیے - یا جو کچھ اور بھی چاہیے وہ مانگ لیجیے - میجر منرو نے اپنے اعلے افسرون سے اس باب مین صلاح پوچھی - اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آوے مین منظور نہین کر سکتا - میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲ - نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک رکھنا ہے تو مجھکو اوسپر قابض کرا دو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین - اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا - اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے گا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچا لونگا اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرونگا - اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا جو کچھ وہ طلب کرینگے - اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرینگے تو مین دہلی چلا جاونگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہون جنے مجھے اسقدر دقت اور تکلیف دی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے - اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جس مین دولت اور روپیہ بکثرت ہے - اور مین اوسی قدر پر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھے خوشی سے دینگے - روہیلے جو وزیر نالائق کے ہمیشہ سے دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین [۱] -

شرائط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

نظر مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنا سے سلطنت خداداد کو

---

[۱] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہاے بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہے۔ ہم بخوشنودی تمام عنایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرایط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرایط حال
و استقبال مین جاری و قایم رہینگی۔ بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا۔ اور اون نے تکالیف اور خطرات عظیمہ جو
ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اونسے کی تھی اوٹھائے ہین۔ ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ
بلونت سنگہ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہے اوسکو دی اور وہان کا انتظام حکومت اوسکے سپرد ہوئی جسطرح اب تک نواب
شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔ اور جو کہ راجہ بلونت سنگہ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کر لیا ہے اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی
کمپنی کو مالگذاری دیا کریگا۔ اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری شاہی مالگذاری کی کتاب سے اب کچھہ تعلق نہین رکھتی اور وہ
خارج کیجائیگی۔ فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہوکر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کرادیگی
اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگہ کے ہمارے قبض و تصرف مین آئے گی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے
ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اور بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہمکو ملتا جائیگا خزانہ عامرہ کے
اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہو جائینگے تو کمپنی کے
تمام مصارف جو اس مہم مین شروع سے یعنی جب سے وہ شامل شاہنشاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کر دینگے۔ چنانچہ بادشاہ
نے بموجب ان شرائط کے ۷ رجب سنہ ۶ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکھہ کر غازیپور اور باقی علاقہ راجہ بلونت سنگہ
انگریزی کمپنی کو عطا کر دیا۔ آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکی
سایہ حمایت مین آگئے۔ اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتھہ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کیلئے آنا اور صلح کا کام پورا نہونا

جب میجر منرو بنارس مین پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکے پاس صلح کا پیام دیکر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی
ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورے مین شریک کیا تہا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہا کہ راجہ صاحب آپ لوگ میر قاسم اور سمرو کے
حوالے کر دینگے پر شرائط صلح کا انفصال ہو توقف ہے اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا ناممکن ہے لیکن صلح منظور ہو تو
یون ہو سکتی ہے کہ پچیس لاکھہ روپیہ سرکار کمپنی کے اور آٹھ لاکھ آپ لین اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکھتا ہے
اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے مجھے دیدے تو بھی مین اوسکو خونبہا ادنی ہموطن مصیبت رسیدہ کا نہین سمجھتا ہون
کہ جو پٹنے مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوئے۔ مین کبھی صلح نہین کرونگا جبتک میر قاسم اور سمرو کو میرے حوالے نکرو گے۔
چونکہ بینی بہادر عالیجاہ کا رازدار تہا اور اپنے آقا کی سلامتی اسیمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا دشوار ہے مگر
عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین۔ اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہو کر اپنے آدمیون مین آیا
اور اونکو مشاورت باہمی سے آگاہ کیا۔ علی ابراہیم خان نے جو کچھہ سن پائی تو عالیجاہ کے حق نمک کا پاس و لحاظ کرکے جو بینی بہادر کے
دل مین تہا اوسسے خبردار کر دیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر اپنے اہل و عیال کو لیکر
روہیلکھنڈ مین چلا گیا۔ میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور پھر آنکر میجر صاحب کو سمجھایا

مگر اونہون نے انکار کیا تو مینی بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان سٹیپلٹن صاحب کو ہمراہ کر دیجئے - وہ یہان کی زبان خوب سمجھتے ہین -
نواب صاحب سے خوب گفتگو کرین - اوسپر میجر صاحب نے کہا کہ مین ادہر جانے کے لئے کہون اور نہ اونکو جانے سے روکون یہ اونکی مرضی ہے
چاہے جاوین یا نہ جاوین - مگر کپتان صاحب مینی بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اوسپر
شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا قیامت حوالہ نکرونگا - مگر آئندہ اوسکی حمایت نکرونگا (مفتی غلام اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہنے سے
اس بے حمیت کو شرم نہ آئی - یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا -) اور سمرو کو بھی نہ دونگا - مگر مجھے منظور ہے کہ دو چار آدمی انگریزی لشکر کے
سپاہی پاس آوین اور مین سمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اوسکو عین دعوت مین موت کے گھاٹ اتار دین - اور کپتان صاحب کو بہت
کچھ زر دیا تاکہ وہ میجر صاحب کو صلح پر راضی کردین - مگر میجر صاحب ایسی باتونکو کب سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے گرفتار کرنے کو
اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے -

وزیر کا روہیلونکی ملک مین پناہ لینا اور وہان نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھتے اسلئے اپنے معتمدونکو لکھنؤ
اور فیض آباد بہیجکر تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزانے اور جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجاوین اور بریلی مین ٹھیرین اور خود
بھی جلد الہ آباد کو آئے اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلے گئے - الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپرد کی اور قلعہ
چنار گڈھ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا - اور مینی بہادر جب الہ آباد پہنچے تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے مدد لیکر
پھر انگریزون سے لڑنے کا ارادہ تھا اور اوس کو لکھنؤ کو رخصت کیا اس نظر سے کہ مینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تھا تاکہ اوس کا
محل جو بے مین ہے - اور خود شجاع الدولہ بریلی مین آئے - ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندیخان وغیرہ روہیلے حسنپور مین مقیم تھے
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تھا اوس نے شہر سے دور نکلکر استقبال کیا - اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لاکر بڑی
عزت کے ساتھ مہمانداری کی منتخب اللباب اور عماد السعادت مین جو لکہا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر عنایت
خان کے ساتھ بریلی چلے گئے - یہ صحیح نہین کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تھا بکسر کی
شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تھا - غرضکہ شجاع الدولہ نے مدد کے واسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس
حسنپور کو روانہ کیا - عنایت خان نے منت سے حسنپور پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی آئے ہوئے ہین - چنانچہ شجاع الدولہ نے
اپنے اہل و عیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بریلی چھوڑا اور خود تمام خدم و حشم کے ساتھ قصبہ حسنپور کو روانہ ہوئے - روہیلہ سردارون نے
دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لے گئے - اور بظاہر ہر ایک نے اونکی بخوبی تعظیم و تکریم کی - اور پھر اونکے
ساتھ اپنی ریاستکو لوٹے - دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی
کمک کے لئے لکھا تھا - مگر اونہون نے جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بہرتپور کی مخالفت کا عذر کیا - عماد السعادت
مین لکھا ہے کہ روہیلون مین سوائے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور روہیلونکے
دلمین خیالات فاسد پیدا ہوتے تھے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوئے - بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے
تھے - کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹ لین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی
ہمت نہین پڑتی تھی - حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلونکے شریک نتھے - یہ سارا فساد دوندی خان کا
تھا مگر حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے - ایکدن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے
تکرار ہوگئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین - روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر
سارا حال بیان کیا - تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے - دوندیخان بھی

(۱) دیکھو گل رحمت و فرح بخش - گلزار جام جہان نما مین لکھا ہے کہ سنبھل مین شجاع الدولہ سرداران روہیلہ سے ملے ۱۲

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین
نواب شجاع الدولہ کو جب اس شورش کا حال معلوم ہوا - تو اپنی فوجین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے
کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین - حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ
کے پاس بھیجا اور آپ روہیلونکی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا
اور سب کی کمرین کھلوائین - پہرون چڑھے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا - بعد اس کے حافظ رحمت خان
نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مینے اونکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر
یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلین مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون - انتہی مجھے
تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکھا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان
کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو طرح طرح سے خفت پہنچائی - اور جو کچھ مال اونکے پاس باقی تھا
اوسکے چھین لینے کی فکر کی - جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی جلادت کا تمام مین شہرہ
ہو گیا تھا اس لئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا - فرح بخش مین مذکور ہی کہ شجاع الدولہ
نے سرداران روہیلکھنڈ سے بہت کچھ چاہا کہ میرے مددگار بنکر انگریزون سے جنگ کرین سب نے جواب
صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا - جھگڑا پیدا کرنا - اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے
خلاف ہی - ہم سے یہ نہو سکیگا - مگر حافظ صاحب جو حلم و حیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ
کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے - حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تھا کہ
یہان کسی سے امید رفاقت نہین - فرخ آباد مین چلکر جو کچھ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا
نواب احمد خان بنگش بھی نہایت عقیل اور کار آزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اور اوس سے صفائی
نہ تھی اور آپکے ساتھ بھی خط و کتابت نہین ہی - لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکے
جانے کو فخر سمجھین گے - اور اچھی طرح مہمانداری کرین گے - اور صلاح و مشورہ دینگے بلکہ عجب نہین
کہ خود بھی مع سپاہ کے ساتھ شریک ہون - اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شرکت کرین
تو عجب نہین - شجاع الدولہ نے اس مشورہ کو پسند کیا - اور فرخ آباد کو روانہ ہوئے - اور اپنی عیال
و اطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چھوڑ گئے - روہیلے شیر جنگ کے آدمیونکو پاتے تو
لوٹتے کھسوٹتے اور دق کرتے رہتے تھے - شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سنکر
صبر کئے رہتے تھے - روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بیٹی بیدلی

سپاہ - جنگ نامہ مظفری ۱۲

کے ساتھ تین ہزار روہیلون کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[۱] - اور دریا سے گنگا کے کنارے مقام کیا - حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے - اور اونکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے - نواب احمد خان گنگا پر کشتیوں کا پل تیار کرا کے دوسرے روز شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے - اور مہمانی کی رسم ادا کی - اور بہت دلجوئی کی - تیسرے روز شجاع الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے - اور جواہرات کپڑے اور ہاتھی گھوڑا تواضع کیا - پھر دونون ملکر عماد الملک کے پاس گئے - اوس کے پاس اسوقت ملک و مال کچھہ نہ تھا - شجاع الدولہ سے عماد الملک نے پگڑی بدلی - جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک پوچ اور ضعیف بہانہ کر دیا - فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد مین نواب احمد خان اور عماد الملک اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوتے - مگر آخرکار سوا حافظ صاحب کے کسی نے رفاقت نہ کی اور سمرو اور موسیٰ لاک اور بہت بہادر اور امداد کرنے کیلئے جو دونون کے نمک خوار تھے نمک حرامی کر کے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہانتک ارادہ تھا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے - لیکن حافظ صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا - تاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بہادر بندیلکھنڈ کیطرف چلا گیا تھا - چونکہ یہان نا اتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا یہ دالو پاکر صاحب طاقت ہوگیا -

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڈھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھہ امید نہ رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا - راہ مین چنار گڈھ کا محاصرہ کیا - انگریزون نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کی نیابت رائے اور سید نورالحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کر کے اپنا رفیق بنا لیا تھا اوسکی تحریک سے سمرو نے قلعہ چنار گڈھ کو جو دریائی گنگا کے کنارے پہاڑ پر بنا ہے دس کوس کے فاصلہ پر جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا - شیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت ڈرپوک سا تھا لیکن اوس کے ہمراہی دلیر تھے - اونہون نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چند روز لڑائی جاری رکھی - انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا - مگر ہندوستانی سپاہ کی نامردی

---

[۱] ؎ منتخب العلوم و عماد السعادت و مطلع ول منتخب التواریخ ۔ دیکھو گل رحمت ۔ دیکھو سیر المتاخرین ۱۴

قلعہ ہاتھہ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پھر حملہ کیا تو گورے بہاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے عنبار گرہ کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور کچھہ سپاہ یہان چھوڑ کر باقی سپاہ ساتھہ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکھنؤ ہو کر راجہ شتاب رائے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزونکی مرضی کے موافق صلح پر راضی نہین۔ شمرو کا تو ملنا دشوار ہے۔ اور عالی جاہ ہاتھ سے نکل گیا۔ شتاب رائے انگریزونکا بڑا معتمد تہا۔ اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تہا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔ میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا شجاع الدولہ نے بہی بہی سپاہ کو بنا رکرھے بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونون لشکر ایکدوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر پہلے اس کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چھوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنک صاحب مقرر ہوے۔ میجر کارنک کو راو شتاب رائے سے اتحاد تہا۔ شتاب رائے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنک صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھ لکھکر شتاب رائے کے ذریعہ سے اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پھر تحکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکھا اور کسیقدر معاملات کا حل وعقد اوسکی سپردگی مین آیا۔ کارنک صاحب کہتا تہا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد یا بنارس مین رکھدو گے اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبون کے معاملات تمہارے سپرد کر دینگے اور بینی بہادر اسبات مین حیلہ کر کے وقت ٹالتا تہا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راو وغیرہ کے سہارے سے کوڑے کیطرف آئے بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تہا اوس سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اوس نے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کیا جو ہونا تہا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اب ایسا سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا شتاب رائے نے ملہار راو او شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے ملنا ہو تو صاف کہدیجئے تاکہ مین انگریزون سے کہکر تمکو رخصت دلادون۔ آپ تنہا چلے جائیے۔ اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہئے جس مین ہماری بد عہدی ہو وہ نہ کیجئے جس سے نقصان اور آپکی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اوس سے مخفی رکھی اور بہ نظر وقت بعض معاملات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزون کے لشکر سے دور ہو گیا۔ چند کمیدان انکو اوس کے ساتھ تعین او نکو لیکر لکھنؤ کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقونکو لیکر لشکر وزیر کی طرف روانہ کیا۔ تلنگون نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ساتھیونکی کثرت کی وجہ سے مجبور ہو

وہ وزیر کے لشکر میں جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر ایسی فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودھ کے اندر بہت دور تک چلی گئی
تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو پیمان یہ ٹھہری تھی کہ غازیپور اور بنارس انگریز لیں اور وزیر کے
باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کرلے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکروں کو لکھا
کہ یہ انتظام ہمارے اون احکام و ہدایات کے خلاف ہی کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑھانا منظور
نہین ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہوجائیگا اور نفع نہ حاصل ہوگا۔ علاوہ اسکے
یہ ضروری مقصود ہوا کہ ملک وزیر ایک طرح کی آڑ مرہٹون کی راہ کے مقابلے مین قایم رہنا مناسب ہے
لارڈ کلایو اور اوسکی کمیٹی نے بھی یہ راے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ سرکار
کمپنی کی سلطنت کی حدین مقرر ہوجائین کہ اوس سے آگے انگریز پیر نہ رکھین۔ توسیع ملک مین سپاہ کا خرچ
زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہی۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا
بڑھانا تھا نہ سپاہیون کا لڑانا اور ملک کو بڑھانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہین۔ اور سرکار کو بھی نقصان
عظیم پہونچاتے ہین اسلیے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہوجانے کو پسند کرتا تھا اور اسنے وہ سب
یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کرین۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنے کے لیے
یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کردیے جائین جسوقت اس درخواست کی خبر
کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اونھون نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہی جسکا منظور ہونا ناممکن ہی کہ جو شخص
اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنون کے حوالے نہین کرتا وہ بھلا اونہین قتل کیسے کراسکتا
اگر یہ معلوم نہ تھا کہ سمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ بکسر کی
شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل وعیال اور دولت کو یہان رکھتے
اسلیے بریلی بھیج دیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لیے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت
حاصل کرلی کہ اپنے پیر و بال درست کرکے پھر انگریزون سے جنگ کرین۔ سمرو اپنے تین سو فرنگستانیون
اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکر پہلے ہی چلدیا تھا۔ جاٹون سے اپنی نوکری کی گفتگو کررہا تھا انگریزون
نے وہ پلٹنین میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنؤ کو روانہ کی تھین۔ اونھون نے اوسپر قبضہ کرلیا۔ اور
وہ سکے تمام اطراف و جوانب کا انتظام شروع کردیا تھا۔ محمد علی خان کو توال مقرر ہوا تھا۔ اور راجہ

شتاب راے سب کا ہونیکا منتظر تہا - مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تہا بندیلکھنڈ سے
یہان آگیا تہا - اور انگریزون کا ملازم ہوگیا تھا سر روبرٹ فلیچر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ
الہ آباد کی تبلا دی کہ جہان پشتہ [illegible] نہ تہا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگا کر دیوار کو توڑ دیا
اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہو کر قلعہ حوالے کر دیا - اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا - اس قلعہ
کے فتح ہوجانے سے قلعہ چنار گڑھ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کر دیا بعض اونمین سے
ملازم بادشاہ ہوگئے - اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے -

مرہٹونکی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ بتیس ہزار روپیے
روز پر جیسا کہ تنقیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا - اور عماد السعادت مین لکھا ہے کہ ملہار راو کو پچاس
ہزار سوارونکے ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک بھی
چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا - شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان او عماد الملک
گنگا کو عبور کر کے مشرق کی جانب روانہ ہوئے - اس عرصے مین ملہار راو آپہونچا وزیرا نپالشکر
اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے - کرنیل کارنگ نے یہ خبر پاکر کہ وزیر کوڑہ
جہان آباد کی طرف ہین اور وہ پیچھے قلعہ کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا - اور پیچھے
صاحب سے ملگیا - ۳ مئی ۱۷۶۵ء کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپ
کے سامنے نہ ٹھیر سکے تو پونکے چھوٹتے ہی کوڑ کی طرح اڑ گئے - عماد الملک بیچارہ کیا کرتا - وزیر کے
پاس گو سپاہی تہی مگر پکسر کی شکست کا ہول اونکے دلسے دور نہین ہوا تہا - غرض مرہٹے تو جمنا پار
چلے گئے - حافظ رحمت خان کا کچھ حال معلوم نہوا - گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہی
رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک ساتھ گئے - اور آخر کار امدادی نکار کیا - مگر اوس
تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانا ہی - اور راقم الادراسے ثابت ہوتا ہی کہ حافظ
رحمت خان دریاے گنگ کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہے - اور نواب احمد خان
ان اونکو پہنچا کر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے - لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہی

کہ آخر تک حافظ صاحب وہان موجود تہے الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کہا کر دریاے جمنا کو عبور کر کے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہو گئے۔ اور تمام کشتیون پر قبضہ کر لیا۔ انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین متحصن ہو گئے ہین۔ اور کشتیون پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب دریا سے کیسے اوتر سکتے ہین۔ اور بغیر عبور کے لڑائی ممکن نہین۔ آخر کار جوار کے سینٹھونکے گٹھے جمع کر کے اور رسن سے رسون سے بند ہوا کر ایک دمدمہ سطح تیار کر لیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اوسپر بیٹھا کر قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی۔ وہ قلعہ کچھہ زیادہ مضبوط نہ تہا۔ اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہو کر وہانسے بہاگ کر فرخ آباد مین پہنچے۔ یہان شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تہا۔ بعدازان فتحگڈہ مین ہوا۔ ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی کہ اوسکو قتل کر ڈالین۔ کیونکہ اوسکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بہائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین کہ دغا کرین۔ اگر فضل خدا سے ہمنے اپنے دشمنونکو مارا ہے تو میدان مین مارا ہے ایکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا۔ میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ مین بھی اوسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تہا۔ نواب احمد خان نے کچھہ اسلحہ اپنے سلاح خانہ سے منگوائے جن کی بہت تعریف ہوئی۔ بعد ازان جواہرات طلب کئے۔ ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تہا سب کو بہلا معلوم ہوا۔ اور سبنے اسکی تعریف کی۔ احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہو گئے اور اوس ہار کو اوتار کر دیر تک ہاتہہ مین لئے رہے۔ اور ہر ایک دانے کو گہما گہما کر دیکہا۔ بعدازان ہار کو تکیہ پر رکہکر اوٹھہ کہڑے ہوئے۔ اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون۔ نواب احمد خان اور بجا بالمکلیف بھی اوٹھہ کہڑے ہوئے۔ شجاع الدولہ فتحگڈہ کو روانہ ہوئے۔ اور آکر اپنے دربارون سے کہا کہ احمد خان نے بہت زیادتی کی کہ مجھے موتیونکا ہار بطور خلعت کے دینے چلا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کیلئے گیا۔ دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دایم خان چیلا احمد خان کی گود مین تہا جو بعلت العموم چہوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا۔ شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دایم خان نے کہا مین بھی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تہا۔ وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چہوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعدازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اوسوقت سے الماس خان دایم خان کی بڑی عزت کرتا تہا۔ اور آصف الدولہ سے دایم خان کو پرگنہ اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

ھ اور سب کو جاکر اور وہان یعنی چاولون کی پرالی کو ایک کر کے اوسپر بچھوا کر

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزوں سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہوگئے تھے۔ سیر المتاخرین میں
لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر
چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی۔ وزیر کے دل میں جمتی نہ تھی آردن صاحب نے تاریخ فرخ آباد میں
بیان کیا ہے کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان نے اونکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان
نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزوں کے ساتھ مصالحت کرنے اور اونسے ترک عداوت کے
باب میں کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین میں درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم چند معتمدوں کو ہمراہ لیکر
دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے۔ ورنہ عزت کے ساتھ جان جائیگی
اگر یہ منظور نہو تو انگریزوں کے پاس تنہا چلے جاؤ اونکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ
ہیں۔ یقین ہے کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے۔ اور تمہارے اکرام و احترام میں سعی کرینگے۔ یہ روہیلے
تمکو توقع رفاقت میں رکھیں گے اور کچھ نہ بخشینگے یوں ہی سفلہ اور لئیم سے کے مفت میں اپنا روپیہ امید
و توقع میں برباد کرتے ہو۔ انکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع
الدولہ کی بھی سمجھ میں آگئی گل رحمت میں لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے [illegible]
کو پانسو سواروں کے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کر کے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹ مئی سنہ ۱۷۶۵ء
کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جرنیل کارنک کے لشکر میں آموجود ہوئے جرنیل صاحب نے
استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اوتر کر اونسے معانقہ کیا۔ اور جرنیل صاحب کے خیمے میں آکر
شتاب رائے اور جرنیل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کئے۔
اور راجہ شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوئے۔ شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری
زیادہ منظور تھی۔ کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمک خوار تھا اور بھی بہادر کے ساتھ رہتا تھا
اوسی کے ذریعہ سے دونوں میں صلح ہوگئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کر کے انگریزوں کے آنے
اپنے نوکروں میں طلب کرتے۔ وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپس میں ملتے اور ایک
دوسرے کے یہاں آتے جاتے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی جسکو

تماشا بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپئے انعام کے دئیے۔ لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب صلح کا آخری فیصلہ موقوف تہا۔ شجاع الدولہ جنرل کارنک کے ساتھ کشتی مین بیٹھکر بنارس مین نواب نایب جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئی۔ ۱۲۔ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ کا اقتدار وا عتبار بالکل جاتا رہا تہا۔ انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک خود چہین لیتے یا اونکو جن شرایط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تہے کہ اونکی ریاست گئی گئوائی قایم رہی۔ اونہون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادکیا اوراس فیاضی کی تعریف کی۔ کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہی۔ بنا سے مصالح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنی ملک پر کہ جو اونکی قبضے مین پہلے تہا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کورے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے لئے دیدے جاتے۔ پچاس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل سے اداکرین کہ بارہ لاکھ اسوقت نقد دین اور آٹھ لاکھ کے جواہرات۔

اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکھ باقساط ماہواری اسطرح کہ تیرہ مہینے کے عرصہ مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجاوے۔ اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی راے کے نزدیک بہت تہوڑا تھا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیا جاتا تو وہ رعیت پر ظلم وستم توڑتے۔ پہر اوس سے ملک مین فتور مچتا۔ نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین انگریزون کی کوٹہیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین۔ اسپر اونہون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن وآمان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کہڑے ہونگے جو بنگال اور بہار اور اوڑیسے مین ہو رہے ہین۔ غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پہر لارڈ کلایو نے شرایط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ مچلکا یان بھی ٹھیرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجہین۔ اور اگر کسی پر دشمنون کا زور آن پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت مین طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگھ بنارس کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر رہا۔ اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تہا۔ نواب کا صوبہ جو اوسکے سپرد تہا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا۔ اور نواب کی شکست کا ایک یہی سبب ہوا اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا۔ اور اونکی اطاعت

مین اور اپنی حمایت مین اُسے لیلیا اور یہ ٹھیرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکھتا تھا وہی زمینداری رکھے۔ اور جو زر مالگذاری دیتا تھا دے غرض اسطرح عہدنامہ مقام الہ آباد مین ۱۶ اگست ۱۷۶۵ع کو مہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور سمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ نہوا۔ اسلئے کہ اب اون کا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا۔ البتہ یہ اقرار نواب سے لیلیا گیا کہ وہ اون دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے۔ اور جو انگریز فراری ہوکر اونکے ملک مین آئیگا۔ اوسکو حوالے کر دینگے۔

وزیر کو زر معاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا۔ بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزونکو دینا

سیر المتاخرین مین لکھاہی کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زر معہودہ نقد کے کسی قسم کی پریشانی نرہی۔ وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تھا اس لئے اپنے ہر ایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے بموجب مانگتے تھے۔ اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکھا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے مولف سیر المتاخرین کہتا ہی کہ مینے سنا تھا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے نصف کسی نے ثلث کسی نے ربع کا اقرار کرکے بھیجدیا تھا یہانتک کہ وزیر کی ماں اور سالون اور بالا ہوتی اور نوکرون نے بھی چندہ کیا۔ وزیر کی بی بی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تھے اور اوسکی کنیزون کے پاس جو کچھ زیور تھا یہانتک کہ ناک کی نتھنیون کو بھی بیچ موتیو کے وزیر کے پاس بھیجدیا جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جو کچھ مجھے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک جاہیے اونکے بعد یہ مال و اسباب میرے کسی مصرف کا نہین شجاع الدولہ نے بھی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جو کچھ مصارف ضروری کے بعد پس انداز ہوتا اپنی بیگم کے حوالے کردیتے بیشتر زر معہودہ کے سرانجام ہوجانے کے بعد باقی بقیہ کے لیے جو اہرات بہا انتخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا۔ فرح بخش مین لکھا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بھی صفائی ہوگئی۔ بادشاہ کی سلطنت ...

کہ نواب کو پھر بلکہ دیئے۔ مگر چونکہ ستھم ذاتی او نہیں تھا اس لئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی کی نظر رکھی۔ نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپئے طلب کئے تو نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے۔ مگر کارنگ صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو مبارکبادی دی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو واپس ملجائیگا نواب سے کہا کہ تمہیں اسوقت میں تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ آپ غم نہ کریں آپ سے بہ سہولت یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت میں سمجھایا کہ محاصل متعلقہ عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت ستیس ۳۷ لاکھ روپئے سالانہ ہمنے بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہیں اور بنارس وغیرہ ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ کے محالات بادشاہ نے انگریزوں کو جاگیر میں دیئے ہیں لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آتا ہی اسلئے بنارس ہم تمہیں دیئے دیتے ہیں۔ بالفعل صلاح یہ ہی کہ تیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہم کو دیدو اور ۲۰ لاکھ روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب میں مجرا کیا جائیگا۔ اسطرح ساٹھ لاکھ روپیوں سے تمکو سبکدوش کردیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرادو نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر بادشاہ سے ۳۰ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے دست بردار ی کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہیں۔ ثابت جنگ یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت خرچہ جنگ مقرر کرکے بنارس کے چھوڑ دینے کی جبھی کارنگ صاحب کو وکیل کر کلکتے کو چلے گئے۔ جنرل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس گئے۔ منیر الدولہ رضاقلی خان۔ اور شتاب رائے بھی اس مشورہ پر مطلع ہوکر بادشاہ کے پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ سے شجاع الدولہ کو ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکیں۔ مگر یہ دونوں ابھی حضور میں باریاب نہیں ہوئے تھے لشکر میں مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے دردولت دو شاہی پر پہونچ گئے۔ اور تسبیح خانے میں حاضر ہوکر کورنش بجالائے۔ حضرت نے بڑی توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا۔ نواب نے تمام حالات اول سے آخر تک عرض کئے۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزوں کے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمکو تمہاری پرورش سے مطلقاً دریغ نہیں جسمیں تمہاری بہبودی ہو وہ کام ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مہر سے مزین کردیا۔ نواب آداب اور شکریہ بجالاکر رخصت ہو گئے۔ بعد اس کے منیر الدولہ اور راجہ شتاب رائے پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید ندین بادشاہ نے
سنکر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے مینے اوس کو ۲۳ لاکھ روپئے بخشے بنیلال
اور شتاب راے تاسف کرتے ہوے اوٹھکر چلے گئے۔ نواب نے ۲۳ لاکھ روپیہ کی تو یہ رسید
اور ۱۳ لاکھ روپیہ کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کردی جرنیل نے
بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھ روپئے اور تین لاکھ روپئے
اہلکاران کمپنی کے حق کے ایداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھ روپئے میسر آئے نواب
مجبور ہوکر شتاب راے کے ڈیرے پر گئے اور اوس سے روپیہ چاہا اوس نے دو لاکھ روپئے نذر کئے
اور پچاس ہزار روپئے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپئے خان عالم نے دئے۔ اسپر بھی دو لاکھ
باقی رہگئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اونکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک
کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کر دیا۔ اور ملک کی بحالی چٹھی اوس کے حوالے کردی اور اوسکو حکم
دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہو جاے تو یہ چٹھی نواب کو دیدیا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت
کیا جو احسان کہ جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرتا بغیری سی بات ہے اسلئے
کہ صرف زبانی جمع خرچ پر دو صوبے چھوڑ دئے۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبے بغیر
نواب کو قبضہ حاصل ہو سکیگا۔ اور انگلینڈ اس آسانی کے ساتھ چھوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت سے کیا
بیان ہو سکے کہ جبتک جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نہ کی تحفہ و ہدایا
کا بھیجنا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین
کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوتے تھے اونپر قبضہ کر لیا
اور ۲۳ لاکھ روپئے جو انگریز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بند کرا دئے۔ اور نواب کی دوسری
حرکات و سکنات بھی ظاہر ہین انتہی کلام اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلئے ہم اونکی تردید سے
قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ شجاع الدولہ کے ساتھ صلح ہو جانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے
عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا۔ غرض یہ مجمع
الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے۔ شاہ عالم وزیر کے چالون سے کبیدہ
تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزونکے قاتلونکے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر جو رعایتین
اونکے ساتھ ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئین اونکے حقوق پر نظر نہوئی۔ چنانچہ
اونکو وزیر کا تمام ملک ملنا تھا وہ نہ ملا۔ اور اوسپر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ ۲۳ لاکھ روپیہ جو مقرر تھے

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تھا جب انھوں نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلئے کہ لڑائی کے سبب سے خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرایط کے موافق ۲۰ لاکھہ روپیہ سالانہ اور ساڑہے پانچ لاکھہ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹھیری تھی۔ جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلئے یہ صوبے ساڑہے پانچ لاکھہ روپیہ سالانہ کے بوجھہ سے بچ گئے۔ اگرچہ اسپر بادشاہ نے اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کرتے۔ بادشاہ اور وزیر دونون انگریزونکی جرأت اور جلادت کے زبردست اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تھے۔ چارو ناچار قبول کرنا پڑا۔ اور کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اونکو دیے گئے۔ اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی جسکو کئی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو یہان کیا تھا سواے منظور کے اور کچھہ زبان سے نہ نکل سکتا تھا۔ حسب درخواست فرامین اسناد تینون ضلعونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکھکر دیدی گئی۔ اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکھہ روپیہ مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کیطرف سے لکھی گئی۔ اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی دو کہاٹکی میزون سے جو ڈراٹیا بادشاہ کا تخت تھا جسپر انھون نے بیٹھکر ڈہائی کروڑ آدمیونپر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کردیا یہ واقعہ بھی اگست سنہ ۱۷۶۵ء کا ہے۔

گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے۔ مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جمادیے۔ فرانسیسیونکے ساتھہ لڑائی۔ سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بیوفائی۔ شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا۔ اوسے تاجر سے حاکم بنادیا۔

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح جوئی کے مضمون کا خط مجک جند کے ہاتھہ بھیجا اور اپنے عیال کو طلب کیا۔ حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سامان سفر کا بندوبست کرکے حفاظت کے ساتھہ اودہ کو بھیجدو۔ چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل و عیال بریلی سے اختیار خان عامل کرور کی حفاظت مین لکھنؤ بھیجے گئے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ چنارگڑھ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کرکے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے۔ اور وہین سکونت اختیار کی لیکن قلعونکے مبادلے کی روایت صحیح نہین۔

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا - انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریون سے متوہم ہوکر اونسے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ رکھینگے

جبکہ سنہ ۱۱۷۹[1] ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لئے انگریزونکو ساتھ لائے - اور پچاس لاکھ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کیئے اور بادشاہ سے ملے - بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار مرصع اور تلوار جس کا قبضہ مرصع تھا اور مرصع کی ہوئی ایک ڈھال اور گھوڑا ہاتھی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغا سے لکھنؤ اور صوبہ اودہ کا بھی لکھوا دیا اور دس لاکھ روپئے نذر بخشی پھر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے - اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنوا کر نئی آبادی بڑھائی - یہ شہر برہان الملک کا آباد کیا ہوا ہے - اور آبادی اور عمارات کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی - شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوج تیار کرنا شروع کیا - تلنگے اور پلٹنین نوکر کرکے توڑے دار اور چقماق دار بندوقون سے اونکو مسلح کیا - پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرون کو یک قلم موقوف کر دیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب پیادے فی سپاہی [illegible] روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنین بنائین - اور قواعد سکہائی - اور اونکو [illegible] چقماق دار بندوقین دین اور سوارونکی بابت پچاس ہزار سے کم نہ تھی اور چار سو توپین تھین - اور اپنی بعض خواجہ سراون کو انگریزی [illegible] ہر ایک کے ساتھ چھ سات پلٹنین[2] مع توپخانہ [illegible] مستقل [illegible] مقرر تھے - ان [illegible] نامی یہ ہین محبوب علی اور بسنت علی - شیدی بشیر - اور لطف علی عرف خواجہ لطافت ہے - اور ۲۲ ہزار [illegible] کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بائیسی رکھا تھا - اور نو ہزار پیادہ برق انداز [illegible] کے ماتحت تھے[3] برق کہلاتے تھے - سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور مفصل التواریخ مین

---

[1] مرات آفتاب نما ۱۲ [2] سیر المتاخرین جلد و تاریخ مظفری مین چھ سات پلٹنین لکھی ہین ۱۲

[3] دیکھو گل رحمت و عماد السعادت مین ان پیادونکا نام برق پلٹن لیا ہے - اور سیر المتاخرین مین برق انداز بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار بیان کی ہی۔ اور تاریخ مظفری مین برق انداز و نکی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہی جن مین پیادہ
اور سوار دونون تھے انکے پاس چقماق دار بندوقین تہین اور خواجہ لطافت کے سات ہزار پیادہ
فوجی نجیب کے نام سے مشہور تھے اور بسنبت علی کے ساتھ چھہ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسلئے
سپاہی جھنگلہ کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ چار پانچہزار شریف مغل شاہجہان آبادی
فی کس پندرہ روپیہ ماہوار پر نوکر تھے اون مین تعلیم تو اعد انگریزی کا اہتمام تہا گو اونکے پاس توڑہ دار
بندوقین تہین۔ مگر وہ اونکو نہایت پہرتی سے آگ اٹہالیتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے
اسلئے اونکی وفاداری زیادہ تھی۔ اور فرح بخش سے ثابت ہے کہ اسکو گرد او لوٹ کرکے زیر حکم
تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی۔ نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی تھی گیان پر کاش کا مولف کہتا ہی
کہ جیسے سپاہ وہ ہے کہ سو لہا سو لہا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی۔ چارون طرف پکار ہوگئی
کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کرلیا ہے۔ شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیانہ کارخانہ تہا
تحریری محکمہ عمدہ حالت مین نہ تہا۔ دفتر کے کاغذات مرتب نہ تھے اونکے دفتر کے متصدیون کو کوئی
پوچھتا بھی نہ تہا۔ نواب کی سرکار مین اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نوین دن پونا سے اور
بارہوین دن کابل سے خبر آیا کرتی تھی۔

سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین کارپردازان کمپنی کو کچھہ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ
ونکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کرلین۔ اسلئے انگریزون کو
یہ امر ضروری مقصود ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار
نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو چنانچہ ۱۹ رجب ۱۱۸۲ ہجری مطابق ۱۷۶۸ء کو مقام بنارس
مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا۔ جسکا مضمون یہ تہا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زائد نہین رکھینگے
اس مین سپاہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا۔ اور اس مین دس ہزار سوار ہونگے اور
دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جمعدار اور حوالدار وغیرہ دس ہزار نفری ہوگی۔
اور رجمنٹ نجیب کی پانچہزار سے زیادہ نفری نہوگی انکے پاس بندوقین ہونگی۔ اور پانسو سپاہ
توپخانے مین ہوگی اس سے زیادہ نہوگی۔ اور باقی نو ہزار پانسو سپاہ رکولر یعنی فوج آئینی ہوگی
انکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کی مثل ہونگے۔ اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوا دس ہزار فوج
مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل نہونگے۔ اور فقط اونکی فوج
انگریزی فوج کی طرح ہوگی۔ اور یہ اقرار کیا کہ ۳۵ ہزار پیادہ و سوار کے سپہ سالار اونکی

اوس کو مشرف کرو تیگے - اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصہ مین تمام و کمال کر دینگے اور اپنے
اقرار پر قرآن کی قسم کہائی

نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا - بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا - مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بیٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار تہا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کر لی - وزیر کو نجف خان سے ملال تہا
اور وہ کوٹھی کی نظامت پر مامور تہا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن وہ اسکو اوس خدمت سے معزول
نہین کرا سکتے تہے - آخرکار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی
خدمت مین پیش کئے - اور کوٹھی کی خدمت محمد سعید خان کو دلا دی - اور نجف خان کو معزول کرا دیا
اونہین دنون سعادت علیخان حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے
ابھی تک بادشاہ الہ آباد مین تہے - سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلا دئے تہے
اور ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ خراج کا دیتے تہے - مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تہا - وہ اپنے باپ
دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکہتے تہے - مگر کچھ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تہے
کچھ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تہے - جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر
شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تہے - اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نکرتے تہے
سنہ ۱۷۶۱ء مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تہی - اور مدت تک
وہ خانگی جھگڑون اور نیز اپنے حریفون کی لڑائی مین مصروف رہے وہ اب پہر زور پکڑ گئے تہے - اور
مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تہے - اور اون کا یہ ارادہ تہا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ
ابدالی کی مدد کی تہی سزا دے واقعی دین - اس مطلب کے حاصل کرنے کو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم
کو دلی کے تخت پر بیٹھا دین - سنہ ۱۷۷۰ء کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہو چکا تھا شاہ عالم
الہ آباد مین تہے اور منیر الدولہ اسلئے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تہا - بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے
واپس بلا کے اپنی سرکار کے تمام جزوی و کلی کامونکا مختار بنایا اوس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ
فیض آباد مین تشریف رکہتے ہین - اور وہ یہان سے قریب ہے مقصود وہان تشریف لے جائین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے مطابق اون کاموں کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہیں۔ بادشاہ نے قبول
فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے اپنے بیٹو نکے ساتھ
چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا۔ اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجا لائین۔ شاہی متوسلونکی
بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھ روپئے بادشاہ کی نذر کئے کچھ دنوں یہاں رہکر بادشاہ
نے الہ آباد کو معاودت کی۔ اور یہاں سے یاقوت خان نائب ناظر کو مرہٹونکے پاس بھیجا اور قبل اوس کے
سیف الدین خان کو اونکے پاس بھیج چکے تھے۔ بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھ روپئے بھی مرہٹونکے
نائب ناظر کے ساتھ کر دئیے تھے اور اونکو بہت سی رعایتوں کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو
کچھہ غنیمت حضور میں پہنچے گی وہ آدہی مرہٹونکو بانٹ دیجائیگی جب یہ امر طے پا چکا تو بادشاہ نے شاہجہان آباد
کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی دیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سراسے
عالم چند مین نصب ہوئے۔ بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا۔ منیر الدولہ اور انگریز اس
بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائین۔ سر جنرل گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونہوں نے
نہ مانا۔ شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی۔ صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تہا
شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جنرل
بھی آیا۔ شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائین۔ مین بعد اس کے
ساتھ چلکر دار الخلافت کا بندوبست کرونگا۔ جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی
کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہین۔ اور پھر رخصت ہو جائین۔ وزیر کوڑے جہان آباد سے
اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پرکاش مین مذکور ہی۔ مگر آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے
ثابت ہی کہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۲۰ جولائی سنہ ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے
انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے دوسرے روز مع پانچہزار ہمراہیوں و شجاع
الدولہ اور دوسرے سرداروں کے موضع سریا پرگنہ بہاوڑہ مین پہنچے۔ یہ موقع شہر فرخ آباد کے باہر
گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے۔ احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھہ روپئے سات
ہاتھی۔ گیارہ گہوڑے بادشاہ کی نذر مین پیش ہوئے۔ اور ایک لاکھہ روپئے نواب نجف خان کو دئیے
گئے۔ اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہی کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا۔ اور یہ معاملہ طے پایا۔ بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا۔ اور احمد خان
کا جانشین مقرر کیا۔ یہان بائیس روز قیام کر کے شاہ عالم نبی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے

روانہ ہوئے جہاں وہ تین مہینے تک مہاجی سیندھیا کے دہلی سے آنے تک مقیم رہے۔ وہاں سیندھیا مذکور بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہنچا۔ اور شریک ہوا۔ مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو شان و تجمل سے دلی کو لیگئے اور ۲۵۔ دسمبر ۱۷۷۱ع کو بادشاہ کو تخت نشین کیا۔

مرہٹوں کی روہیلوں پر چڑہائی وزیر اور انگریزوں کی روہیلوں کے بچانے کے لیے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹوں کے قبضے میں تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف برائے نام بادشاہ تھے مرہٹوں نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کریں۔ علاوہ اس کے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہو گئے تھے۔ اور خفگی کی وجہ تنقیح الاخبار وغیرہ میں یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب میں ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہیں بھیجا۔ اور تاریخ مظفری میں بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خانکو حکم دیا تھا کہ ملک انتربید سے دست برداری کریں اور زرپیشکش نذر کریں اونھوں نے تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہیں اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دسویں شوال ۱۱۸۵ھ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادہوجی عرف مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر اور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑہائی شروع کی۔ ضابطہ خان نے کچھ دنوں مقابلہ جاری رکھا۔ مگر آخر کار مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے۔ مرہٹوں نے اونکے تمام خزانوں اور اسباب اور کارخانوں کی ضبطی کے علاوہ دو تین کروڑ روپئے رعایا سے جبرًا وصول کیے۔ اور ضابطہ خان کے اہل و عیال اور اونکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کر لیا۔ جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلوں نے یہ خبر سنی کہ مرہٹوں اور نجف خان نے گنگا کو عبور کرکے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کر ڈالا تو ان لوگوں پر کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال و اطفال اور مال و اسباب کو لاد کر ترائی کی طرف دامن کوہ میں چلے گئے۔ اور نانک متہ میں جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں ہے۔ اور بریلی سے بہت شمال کی جانب ۱۳ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نواب ضابطہ خان بھی بھاگ کر جنگل کی راہ سے یہاں

---

[1] انشای فیض بخش میں انکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہے۔

آگئے جسوقت ضابطہ خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سردارونپر ایک سناٹے کا عالم
گذر گیا تھا - اور اونھون نے جان لیا تہا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلیے اون
سبنے ایک راے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی
ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہی - شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت
مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری سنہ ۱۷۷۳ء مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر سے
جو الہ آباد کی راہ پر تھا اور شجاع الدولہ کی امداد کے لیے کنجنڈنٹ فوج کا افسر مقرر تہا ملاقات کرنی
چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ مین بڑی
خرابی اور سرگردانی مین ہون - اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو ایک زبردست
قوم سے ڈانڈا میڈال جائیگا - جس سے ہر وقت اندیشہ اور خوف رہے گا - اور اگر روہیلے اپنے
بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگیے تو دو دشمنون سے زیادہ اور خوف و خطر کا اندیشہ
ہے - ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لیے مینے یہ تدبیر سوچی ہی کہ مین سپاہ لیکر روہیلونکی
ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون - وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا - اور کچھ حکمت عملی مین لاؤنگا
تھوڑا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لیے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کے لیے اور کچھ روپیہ
لونگا اوس مین سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑ کر چلے جائین کچھ روپیے اپنے پاس رکھونگا
غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا - مگر میرے تمام
مقاصد کی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات
کا اعتبار نکرینگے - اور نہ اوس کو مانینگے - کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدائی کا بے ایمان
جانتے تھے - اگر وہ قرآن کا جامہ پہنکر آتے تو بھی اونہین جہوٹا جانتے - جنرل صاحب نے پریزیڈنسی
کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا - پریزیڈنسی کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلے
مین کیجاتے - اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنارگڈھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے - اور ۱۳ - فروری
سنہ ۱۷۷۳ء کو ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہین
وہ جو مقصد رکھتے ہین اونہین دو اسغرض سے ۲۰ - مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ
کے درمیان قلعہ چنارگڈھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے
قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جسمین مفصلہ ذیل تین شرطین ہین -

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک اسکے لیے مدد دینے

سہولت حاصل ہو نواب نے اوسکو قلعہ چنارگڑھ دیا کہ اونکے قبضے مین رہی۔ اور صرف اونکی فوج اوسمین رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد وہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار و اوڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے بچانے اور قلعہ چنارگڑھ کے خالی کردینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریا سے کرمنا ساکے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور ہر وقت اوس کے واسطے خالی رہیگا کہ اپنی مطلب برار ہی یا اپنا قبضہ او سپر کرے۔

شرط سوم۔ جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنارگڑھ کی مرمت یا برج کے تیار کرنے یا میگزین واسطے خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب اداکرینگے۔ مگر یہ شرط ہی کہ خرچ چار لاکھ روپیہ سے زائد نہوگا۔ اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت اشخاص ماموره فریقین کرینگے۔۔ اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جسمین ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جاسے۔ جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کریگی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعہ الہ آباد مین اوسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے خالی کردینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پر دیجاے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو انہین ملک دینا پسند نہوا۔ اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا۔ کہ ۳۰ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خانکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے فیض آباد کوچ کرکے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا ٹھیرے۔ جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اونکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کرکے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اسغرض سے چلے گئے کہ وہ سندھیا کی قید سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دوبدو گفتگو کرکے مرہٹون سے
اس باب مین تحریک کرونگا ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائیے
جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلون کی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اون کا ضعیف
ہونا مرہٹون کا قوی ہونا ہے - پھر اگر اونکی مراجعت مزید تیجی لیجاسکے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اونکو
دوبارہ لاسکتا اور جس ملک پر جاوینگے وہ قبضہ کرلینگے - اس اثنا مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے
عہد وپیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی ہتین کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گھبرا گئے - اور
شجاع الدولہ کو اونہون نے لکھا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح
کا ایسا لغو اور بیہودہ جانا کہ ہر دفعہ اوس مین کچھ رد و بدل کی - اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہو گئی اسی عرصے
مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹھی آئی کہ ہم کو بتحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے
سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جاوینگے - اور روہیلون کے ملک مین وہ کسی طور سے نہ ٹھہر سکینگے
کچھ اونکو دینا اسلیئے کہ وہ واپس چلے جاوین عبث ہے - یہ رائے اس بات پر مبنی تھی کہ مرہٹون کے
ملک مین انکی حکومت کی ایسی حالت تھی کہ وہ ضرور واپس چلے جاتے -

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا اوس نے شاہ آباد مین جاکر
شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹون کے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا - شجاع الدولہ نے دلجوئی
کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرکے مدد دینے کا اقرار کرونگا - اس پہلی جواب سے
شجاع الدولہ عنایت خان کو ٹالکر اس فکر مین ہوئے کہ مجکو روہیلونکی مدد کرکے مرہٹون سے لڑنا بہتر ہے
یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکھنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہے - مگر جب بارکر صاحب نے صلاح کی تو اونہون نے
کہا کہ روہیلونکی مدد کرنا بہتر ہے - اور اونہون نے بھی اس کام مین معاونت کی - اور کپتان ہارپر
صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تھا عنایت خان
کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بھیجا - کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا
اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دیئے - حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہارپر
صاحب کے ہمراہ ابتداے ۱۱۸۶ ہجری مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوئے
شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب و شیرین باتین کرکے جرنیل صاحب کے روبرو
اس مضمون کا اقرار نامہ لکھا لیا کہ شجاع الدولہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹون کو روہیلکھنڈ سے
نکالدین - اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بلا فصل ملک سے چلے جاوین - اور لڑنیکی حاجت [illegible]

وہ لوگ روہیلکہنڈ کا دفعیہ کرتے تو اونکا مقابلہ اور اخراج پھر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار چالیس لاکھ روپیے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب وزیر شاہ آباد سے کوچ کرکے تمام اون خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہی ہین اپنے گھرون مین آباد کرین تو دس لاکھ روپیے اونکو دے جاین اور باقی تیس لاکھ روپیے تین برس مین ادا کئے جاین اور سال ۱۱۸۶ھ مضی سے شروع ہو اس قرارنامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط پختگی کے واسطے کرائے گئے - یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو تیار ہوا - سر رابرٹ بارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو چٹھی لکھی کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد پیمان پر مباحثہ ہوا - حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکھ روپیے نواب وزیر کو اس بات کے لئے دینے کا اقرار کیا - کہ مرہٹون کو اونکے ملک سے خارج کردین اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گھرون مین آباد کردین - اونمین سے بیس لاکھ روپیے سرکار کمپنی کے ہاتھ لگینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی ٹھیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفاے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکھ سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کرکے روہیلونکے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادی کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپیے کے آدہے تم اس بات کے لئے منظور کرلو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جائیگا - مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا -

چالیس لاکھ روپیونکے مسئلہ کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہدنامے کے واقعات اور روپیونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہی جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہمنے اوس عہدنامے کی نقل سے مطابق کرکے بیان کردی اون مختلف روایات کو بھی رد و قدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہے -

(الف) عماد السعادت مین سفر رامگہاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہی کہ جب مرہٹونکو دکن سے یہ خبر پہنچی کہ نراین راو مارا گیا اور اوس کا چچا رگناتھ جسکا عرف راگھوبا ہے اوسکی جگہہ مسندنشین ہوا - تو یہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوئے - شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم یہان نہین ٹھہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھ روپئے روہیلون سے دلوادین تو ہم روہیلے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان نے فتح کیا ہے آپ کو دید ینگے - اگر وہ ساٹھ لاکھ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون پھر اون سے خود وصول کر لینگے - بلکہ تھوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکھیڑ کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھ فروخت کر دینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلا کر نصیحت فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدیا جائے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکھ روپئے بتدریج دے سکتا ہون - اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو بھیجادین ساٹھ لاکھ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھ روپئے بتدریج آپکو ادا کر دونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہے -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہے کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھ روپئے نقد انگریزا در شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہے کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کر لیا کہ چالیس لاکھ روپئے اونکو دئیے جائین - اور ادنکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہو جائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کر ونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھ روپئے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کر لیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑ کر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لات کر صفر سنہ ۱۱۸۶ مین مراد آباد کے علاقے مین گھس آتے ہے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملک ارمی کا دعوے تھا اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھی اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھ روپیہ پر روہیلون سے صلح کر لی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئی -

(ر) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے ۱۱۸۶ ہجری میں روہیلون پر چڑہائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خان کی معرفت جو مرہٹون کے ساتھ تہا پچاس لاکہہ روپیہ پر صلح ہو گئی تھی ۔

(س) خیابان میں لکہا ہے کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکہہ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑہائی کی تھی ۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضیان لکہین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کر دیا جاتے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکہہ روپیہ دینے کا ہمنے مرہٹون سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہو سکتا ہے ۔ چونکہ نواب ضابطہ خان میں اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا ۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہین یہان اتنی بات ذہن نشین رکہنا چاہئے ۔

(۱) اس مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر رہیلکہنڈ مین نہین آئی تھی ۔ پس جام جہان نما مین جو لکہا ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے مین گہس آئے تہے اور فرح بخش مین کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے مین رہے تہے ۔ یہ دونون قول صحت سے عاری ہین ۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلی کو لوٹ گئے تہے[سلہ]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکہہ روپیہ دینے کا وعدہ نہین ہوا تہا نہ شجاع الدولہ مرہٹون کے پاس ان روپیون کے پہنچانے کے روہیلون کی طرف سے ضامن ہوئے ۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکہہ روپیہ پر مرہٹون اور روہیلون مین صلح ہوئی تھی ۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کے ملک فتح کر کے شاہجہان آباد کو اسوجہ سے نہین لوٹ گئے تہے کہ ان مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہو گئی تھی کیونکہ ایسا نہین ہوا تہا ۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابت نامہ و پیام کئے بدون ہی ندی نالون کی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے[سلہ]

(۵) ان چالیس لاکہہ روپیہ کے دینے کا معاہدہ سفر رام گہاٹ سے پہلے واقع ہوا ہے [illegible] ۱۱۸۶ ہجری کے ابتدا مین منعقد ہوا تھا ۔ اور سفر رام گہاٹ سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا ہے

سلہ دیکہو روہیلکہنڈ گزیٹیر ۱۲ سلہ دیکہو مراۃ آفتاب نما ۱۲ سلہ دیکہو فرح بخش ۱۲

عماد السعادت مین جو اسکو سفر رام گہاٹ مین سمجہا ہی یہ صحیح نہین۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹونکی بامردی سے ہوئی تھی۔ مرأت آفتاب نما
اور شاہ عالم نامہ مولفہ منشی منو لال اور شاہ نواز خانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۱۸۶ ہجری مین نواب ضابطہ خان
تکو سے ملکر ستے تھے اور اون سے وعدہ کیا کہ مین تم کو بھی لاکھہ روپئے دونگا۔ اگر بادشاہ سے قصور
معاف کرادو۔ تکو نے حامی بھر لی۔ اور نواب ضابطہ خان نے تکو کی معرفت سیندھیا جی اور مہاجی
سے بھی تصفیہ کر لیا۔ تکو ضابطہ خان کو لیکر دلی کیطرف بڑھا اور بادشاہ سے اونکے عفو قصور کی
درخواست کی۔ مگر پذیرا نہوئی اسلئے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی۔ چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر
مرہٹونکی پچاس ہزار فوج کا نقطۂ مقابل نہین ہوسکتا تھا آخرکار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہوگئی
۳ شوال ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے
اور قصور معاف کرایا۔ اور منصب میر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی۔ اس معاملے مین
نہ حافظ رحمت خان کا احسان تہا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکہنیون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ جو کچھہ ہم اور تم ملکر ملک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ
لگے آدہی ہماری آدہی تمہاری بادشاہ نے چالیس لاکھہ روپئے مرہٹون کو دینے کا وعدہ نہین
کیا تہا پس اخبار حسن مین جو لکہا ہے کہ بادشاہ نے مرہٹون کو چالیس لاکھہ روپئے دینے کا وعدہ کرکے
اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تہا یہ غلط ہے۔

(۸) اصل واقعہ یہی کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکھہ دیا تہا
کہ وہ لشکر یا صلح کرکے مرہٹونکو روہیلون کے ملک سے نکالدین۔ اور اگر موسم برسات کے بعد پہر وہ
لوگ روہیلونکے ملک کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہی شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا
اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکھہ روپئے شجاع الدولہ کو خرچہ
جنگ کی بابت ادا کرینگے۔ اور اس اقرار نامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط
بحیثیتی کے لئے کرائے گئے تھے۔ اور یہ اقرار نامہ حافظ رحمت خان نے اور سرداروں کے مشورے
کے بدون لکہا تہا۔ مولف گلستان رحمت نے جو یہ لکہا ہے کہ اور بہی سرداروںکی صلاح لیکر لکہا تہا
یہ قول صحیح نہین اوس نے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکہا ہے۔ کہ حافظ رحمت خانصاحب کی بدنامی

* تکو مرأت آفتاب نما ۱۲

اور دوسرے روہیلہ سردار ونکی کچھ اداتی ثابت ہو فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو چکنی چپڑی باتوں مین پہنچا کر چالیس لاکھ روپے کا تمسک لکھایا اور وعدہ کیا
کہ مین مرہٹون سے معاملہ کرا دونگا - اور اونکی جنگ کو اپنے ذمے لیا - سبحان اللہ دکھنیون کے
معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس پیرانہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے
قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر
شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپیہ کے عوض مین دکھنیون کی بابت مقید اور مرہون
کرا دیا - نہین تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کہا کر اسطرح دام بلا مین کبھی گرفتار ہوتے -
بہرصورت بادشاہ اور رہٹے موسم برسات کی وجہ سے خود بخود نجیب آباد کے ملک سے دہلی کیطرف
چلے گئے - شجاع الدولہ کو مرہٹون کے نکالنے مین انگلی بھی نہین ہلانا پڑی - اور وہ لشکر مرہٹہ اور
بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے - شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد علی خان
کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی - اور اون کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکھنی سرداران
عالیشان عفت اور جوانمردی مین شہرۂ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکھتے -
بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین - اور یہ لوگ عورتون اور بچون پر
جور و جفا روا نہین رکھتے - مرد و پیر سختی کرتے ہین - اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان تقصیر وار
ہین نہ اونکے جورو بچے - یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنے جورو بچون کی محبت مین آپکے لشکر مین
حاضر ہو جائین - کیونکہ اونکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے - پس اونکا آپکے لشکر مین
آجانا آپنے کیسے متصور کیا ہے - اس صورت مین اونکے زن و فرزند کے قید رکھنے مین کیا فائدہ ہے
اسلئے مناسب یہ ہی کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ رکھکے اون قیدیونکو یہان بھجوا دیا
جائے - اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہے اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر دستور قدیم
کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہائی دیجئے اور اس تحریر
کو عالم دوستی مین پہلا امتحان تصور کرکے ہمکو شکر گذار بنائیے - غرض کیا کہ نجیب الدولہ نے اپکی
قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نہ چھوڑئیے - سیندھیا نے اس قول
اور تحریر کی بڑی عزت کی - اور پیشوائی کرکے دستار کو سر پر رکھ لیا - اور ضابطہ خان کے
اہل و عیال کو اسباب سفر دیکر جو بریلی مین ضابطہ خان کے پاس پہنچا گئے -

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کر دینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اوس سے ناراض تھے اور بوستان اودھ سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض مصاحبون نے بینی بہادر کی طرف سے نواب کے دل مین عداوت کی جڑ جما دی تھی - چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق اصلیت کے راجہ کی گرفتاری کی تدبیر کی - اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر بمقام بارہی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لئے لکھنؤ کو متوجہ ہوے اور اس مسافت کو راتون رات قطع کرکے راجہ کے لشکر مین داخل ہوے - راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر اپنی خیمہ گاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیان نذر دکھائین - چونکہ راجہ کے تحت مین تمام منتخبہ سپاہ تھی اور پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اس لئے نواب نے بظاہر استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کرکے اوس کے خیمے مین ٹھیر گئے اور فرمایا کہ مجکو بھوک لگی ہو کچھ کھانا منگاؤ - راجہ نے اپنی رسوئی مین سے کھانا منگواکر کھلایا - نواب نے تھوڑا آرام کیا اور راحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی - اور دن ڈھل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوئے اور راجہ کو باصرار اپنے ہاتھی پر خواصی مین بٹھا لیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہی - راجہ اپنے ضعف کا عذر کرتا تھا - مگر نواب نے نہ مانا - جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہنچے تو اپنے مصاحبون مین سے ایک شخص کو خواصی مین بلا لیا - اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری دار ہاتھی پر سوار ہولو - اگرچہ راجہ اس حرکت سے اوس کا مآل سمجھ گیا - مگر حکم کی تعمیل کی - جب راجہ عماری مین بیٹھ گیا تو ہاتھی بان کو نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر بانات ڈھکدے - اور فیض آباد کو روانہ ہوئے اور سپاہیون کو حکم دیا کہ بینی بہادر کے لشکر مین جاکر منادی کر دو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے اب تک اس بے دولت کے ساتھ تھے - آج کہ ہم نے اس کو اپنی سزاے اعمال کو پہنچا دیا تم کو بھی چاہئے کہ شکر الٰہی بجا لاؤ اور راجہ کے تمام اسباب و مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو - انشاء اللہ تمہارے ساتھ اچھی رعایت کیجائیگی سپاہیون نے حکم جاکر سنایا تو سب نے قبول کرکے سر تسلیم خم کیا - لیکن بعض فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی اور ایک گروہ اس بات سے بھاگنے لگا - حتی کہ ہتھیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے - القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس ضبط ہو گیا - راجہ کے اصطبل مین اسپ خاصہ ۱۲۰۰ سو تھے - ایک سو اسی ہاتھی تھے - شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل ہو اور مقابلہ کر سکے اس سبب سے محمد قلی خان کو مروا ڈالا - وہی بات تمکو دیتا ہون - اور راجہ کو اندھا کرا دیا[1] - راجہ بینی بہادر ایک برہمن تھا

[1] دیکھو گلستان بنگال ص ۱۷

متعلقہ اٹاوہ توابع اودہ کا رہنے والا راجہ رام نراین دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا رام نراین نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام ملک مین ہو گئی - مہا نراین پسر کلان رام نراین نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنے تمام کامون کا مختار کر دیا - رام نراین کے بعد دیوانی کا تمام کام مہا نراین سے متعلق ہو گیا مہا نراین چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لئے نواب شجاع الدولہ اوس سے نہایت آزردہ تھے - مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا - ایک دن تین لاکھ روپئے نواب نے منگاتے مہا نراین نشہ مین مست پڑا ہوا تھا جو بیدا کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا آخر نواب کو اس وجہ سے غصہ آیا - بینی بہادر نواب کے پاس گیا - اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو - اور سو و قیمدی دو روپیہ منظور کیا جاتے - اور خیر آباد کی نظامت فدوی کو دیجاتے تو روپیون کا انتظام کر کے حاضر کرے - پھر پرگنہ خیر آباد سے یہ روپیہ وصول کر کے مہاجن کو دیکر رسید خزانے مین داخل کر دیجاتے گی - نواب نے اوس کی عرض قبول کر کے خلعت فاخرہ بخشا - راجہ نے دوسرے دن ہی زر مقبولہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا اس لئے بینی بہادر تمام مقربون سے بڑھ گیا - اور اس کے بعد مہا نراین عہدہ دیوانی سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا - اور اوس کے گذارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہو گئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہو کر عہدۂ دیوانی پر فائز ہوا اور اس سے کچھ گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہو گیا -

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزون کے ہاتھ سے بکسر کی شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا - بموجب فرمان بادشاہ کے ۱۷۶۴ء مین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور و اودھ سے گورنمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو۔ مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سے نا منظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۶۵ء مین اپنے ملک پر بحال ہے - علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کر لی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رہنے دین بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سابق مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے - بلونت سنگھ تیس لاکھ نو ہزار چار سو اٹھاون روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیتا تھا۔ سنہ ۱۷۷۰ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بیدخل کر دے۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا۔ اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸۔ جمادی الاخری ۱۱۸۴ ہجری مطابق ۷ ستمبر ۱۷۷۰ء اپنی ضمانت پر لوائی چیت سنگھ نے اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا ڈھائی لاکھ روپئے اضافہ کئے۔ نواب نے اس سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قائم اور ثابت قدم رہوگے اور مالگذاری دیتے رہوگے تو تمھارا مال اور تمھاری رعیت آسیب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہد نامہ جو میرے اور میرے وارثوں کے اور تمھارے اور تمھارے وارثوں کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے ذاتی مصارف کے لئے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن میں مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و تباہی و ویرانی کے دلسے خواہان تھے اس لئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کر کے باپ کے مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں اوس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی۔ اور آخر کار شکست و ذلت اوٹھا کر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ نواحی میں جو شکوہ آباد سے سات کوس کے فاصلے پر مقیم تھے عنایت خان کی آمد سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضی خان بڑیچ اور حشمت بہادر کو پیشوائی کے لئے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے میں آرام کیا دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اونھوں نے خلعت و شمشیر اور خنجر اوس کو اور اوس کے دونوں بھائیوں کو جو ہمراہ تھے بخشے اور اوسکی بہت خاطر کی اور عنایت خان کے آنے کو غنیمت سمجھا اس لئے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک میں تھے چنانچہ ایکدن اونھوں نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اسطرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں کے مصارف کے لئے کافی نہیں۔ اسلئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ اور یہ اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنیکی عزت تھا - عنایت خان معز حسن کو پہونچ گیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے بھائیون سے بیان
کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہین - شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے - شجاع الدولہ نے
نوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنؤ داخل ہوتے - اور یہان آٹھ ہزار روپئے عنایت خان کو
بھیجے - اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے مصارف کے لئے جاگیر مقرر کردونگا - اور ایک
ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے مہدی گھاٹ کیطرف کوچ کیا - عنایت خان بدون رخصت حاصل
کئے اونکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکھنڈ کیطرف روانہ ہوا - یہ بیان گل رحمت کے مؤلف کا ہے لیکن فرح بخش
کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا - برس روز تک
فیض آباد مین بڑی سختی سے گذر کی - آخرکار مجبور ہوکر بریلی کو لوٹ گیا -

مرہٹونکے مقابلے کے لئے رام گھاٹ نامی گنگا کے گھاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی

سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین بیساجی پیشوا اور مہاجی سیندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب
ضابطہ خان کی صفائی کراکے نجف خان کے تین ہزار روپئے روزانہ کے بدلے پانچہزار روپیہ روز
مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا - اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ
کے ملک پر یورش کرین - مگر حافظ رحمت خان مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمین
کہائے تب بھی حافظ صاحب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اسطرح
معلوم ہوتی ہی کہ مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا
ارادہ ہی کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرین اگر آپ ہمارے ساتھ ہوجائین تو جو ملک ہاتھ لگے وہ آدھا
ہمارا اور آدھا تمھارا ہے - اور اگر آپ کسی طرف نہ ہلین اور گنگا پار ہوکے ہمین ہمارے سامنے مقابلہ
کرنے نہ آئین - اور ہمارے سفر مین حارج نہ ہون تو ہم چالیس لاکھ روپئے کا تمسک جسکے ضامن شجاع الدولہ
ہوتا واپس دیدین - اور اگر دونون شرطین آپکو نامنظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹ کھسوٹ لینگے - اور
آبادی کو ویرانہ بنا دینگے - اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ بیٹے یہ سمجھا ہی کہ کبھی ہوگا کہ
ساتھ ملکر مسلمانون سے مین لڑونگا اس لئے مین تمھاری مزخرفات ترغیب و تحریص مین نہین آتا - اور
عہد کہ مین توڑنا اوس کا پھل خواہ کیسا ہی کیون ہو مین موجود ہون - اور شجاع الدولہ کے ساتھ

ان ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد سیدان جنگ مین جاتا ہون - اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گہاٹون کا انتظام کر لینا چاہئے - اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکہہ روپے کا تمسک واپس کیا جائے جس کا اب تک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بہیجا گیا ہے - اور نہ آئندہ ایسی حالت مین مرہٹون کے پاس بہیجا جائے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بنا کر حافظ صاحب کے پاس بہیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لکھا کہ آپ میری مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹون کو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جائے گا - انتہی -

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چالیس لاکہہ روپیہ کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تھا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دینا نہ ٹہیرا تھا - نہ اس قسم کا کوئی عہد نامہ مرہٹون کے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹون کے حوالے کیا تھا صحیح روایت یہ ہے کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹون کے اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکہہ روپیہ تین سال کے عرصے مین معاوضہ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا - بہرصورت مرہٹون کی فوج ۱۱۸۶ہجری مین روہیلکھنڈ مین گہس آئی - اس بار انکی یورش بدایون اور سنبہل اور مراد آباد کے علاقے مین تھی -

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپیون کے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تھا کہلا بہیجا - یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تہا - اور فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ مرہٹون نے اوس تمسک کے چالیس لاکہہ روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بہیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا - اور حقیقت مین بہانہ تہا وہ لڑائی کی تلاش مین مصروف تھے روہیلون کی طرف سے اس کا کچھ جواب نہ گیا - اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ اور فتح خان خانسامان اور احمد خان بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندے خان اپنا فوجی سامان تیار کرکے روانہ ہوئے اور بسولی مین جاکر ٹہیر گئے - احمد خان بخشی کی جاگیر مین اسرات کا علاقہ تہا اسلئے اوس کو آگے کو بہیجدیا تاکہ وہ رام گہاٹ پر پہونچکر گہاٹ کا بندوبست اور کشتیون کی حفاظت رکہے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گہاٹ کے قریب [illegible] اسد پور مین ایک رات ۲۷ ذالحجہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کا ایک جتھا گنگا اتر کر اوسکی فوج پر چڑہ گیا اور بعد تہوڑی دیر کے کچھ لوگ اپنی فوج کے ساتھ اس رحمت کی مدد کو آ گیا - اور احمد خان کو گہیر لیا - اور اوسکو شکست دیکر تمام توشہ خانہ اور سارا مال و اسباب گہوڑے ہاتھی ضبط کرکے

[illegible]

احمد خان کو اپنے کسب میں گنگا پار بھیجا - اب مرہٹے کمال اطمینان کے ساتھ اس علاقے میں پھرتے لگے - حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد کیجئے - اور چونکہ مرہٹوں کی یہ چڑھائی شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلئے اونہوں نے بھی شجاع الدولہ کو [illegible] لکھا کہ اس موقع کا استعمال کر دینا چاہیے - بادشاہ کا دل مرہٹوں سے تنگ ہو گیا تھا مگر وہ اونکے ہاتھ سے مجبور تھے اسلئے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس جنگ میں بادشاہ کی جانب سے مرہٹوں کا شریک ہونا پڑا - اور ملک علی محمد خانی کے فتح کر لینے کے بعد اگلا بار مرہٹوں کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزوں کے ملک پر چڑھائی کرنے کا تھا[1] -

شجاع الدولہ کو جس وقت مرہٹوں کی یورش کی خبر پہنچی اوسی وقت انہوں نے اپنے رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی اوسکے جواب میں سر رابرٹ بارکر اپنا بریگیڈ لیکر اودھ پہنچا - اور وہان سے شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ دو منزلیں کرتے ہوئے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے -
غلام علی آزاد نے یہان بڑی ڈینگ کی لی ہے - شجاع الدولہ کے لشکر میں ایک لاکھ پندرہ ہزار روہیلوں کی تعداد درج کی ہے - جب روہیلوں کی تعداد یہ تھی تو لشکر و بہیر کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہوگا - یہ بزرگوار آنکھیں بند کرکے جو چاہا لکھ گئے ہیں - لطف یہ ہے کہ کم فہم اسی کو مان لیتے ہیں -
روہیلکھنڈ میں پہنچکر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ملک کی فوج میں گرفتار ہو گیا - اور مرہٹوں کی فوج مع اپنے توپخانہ کے گنگا پار اوتر آئی - اس فوج کا بڑا افسر ساجی سیٹھ تھا - حافظ رحمت خان آنولہ میں ہیں - احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں - اونکا منشا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس حملے سے اپنی جان بچ ہی نہیں سکے - اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے رو سے بھی اونکو [illegible] کوئی محنت ہاتھ لگ جانے[2] - لیکن [illegible] مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہوگئے تو اور مرہٹوں کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے - مرہٹوں کے گنگا پار اوتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہو جانے کی خبر سننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی - اور وہ مرہٹوں کی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی - مرہٹوں کے چار ہزار سوار رام گھاٹ سے تھوڑی دور پر کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں مشغول تھے - لیکن انگریزی فوج کے پہنچتے ہی وہ لوگ

---

[1] دیکھو مرات آفتاب نما و تاریخ مظفری ۱۲ [2] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [3] [illegible] نے شکوہ پور لکھا ہے - گلزار [illegible] دنیا پور [illegible] ۱۲

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی - اور انگریزی فوج نے دریا کے کناری کنارے اونکا تعاقب کیا - اس جگہ سے
بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علیحدہ علیحدہ ہو گئی - یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مرادآباد کی طرف روانہ
ہو چکی تھی - اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رہگئی اسدپور کے پاس پہونچکر مرہٹوں کی فوج میں سے
ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا - اوس کے جواب میں اودہر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اونکی توپ بند ہو گئی
اور مرہٹوں نے اپنا کیمپ اوٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا[۱] - اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان
شجاع الدولہ سے آکر ملے - اور جب پرہر کا توپ شہر کے مقابل گنگا کے کنارے پر ٹھہرے[۲] - عماد
السعادت میں لکھا ہی کہ اس سفر میں نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونوں کے ہاتھی برابر رہتے
تھے - اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے - اور نواب شجاع الدولہ
اونکو حافظ جیو کہتے تھے - اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب میں روانہ ہو - اور شجاع
الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کرین - اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر
اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیوں کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کر کے بیساجی پنڈت کے تعاقب میں
روانہ ہوا - جو ایک ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی وجہ سے نہو سکتی تھی گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں تھا
اور اوس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے - محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برق انداز کے ساتھ
انگریزی فوج کا شریک تھا - بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ بداون کی آخری حد تک پہنچ گیا
جسقدر اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا - اور دوسرے دن سرحد بداون
تک یہ فوج اوس کا پیچھا کر آئی - یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث
یا اسباب سے روہیلون میں جھگڑا ہونے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے - اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی
بڑہانے کی کوشش نہ کی - جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمے کا کام بھی
اوسی کو پورا کرنا پڑا - چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑہا کر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی
مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا - یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہی - اور گلستان رحمت و گل رحمت
اور فرح بخش وغیرہ فارسی کی تاریخون کے خلاف ہے - اونمین لکھا ہے کہ مہاجی سیندھیا کا انگریزی
فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور تکوجی کی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا - مگر تکوجی اس
تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو خشکی پر تھی اوس کا تعاقب نہ کر سکی - تکوجی کی فوج کا
ایک حصہ سنبھل اور مرادآباد کو لوٹ لات کرتا ہوا مشرق کی طرف قصبہ انار کے گھاٹ سے گنگا کو
اوتر گیا جسقدر سپاہ روہیلون کی گھاٹون کی حفاظت کے لئے متعین تھی اوسے خبر بھی نہ ہوئی ایسی

[۱] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [۲] دیکھو گل رحمت وغیرہ ۱۲ [۳] دیکھو عماد السعادت ۱۲

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور خود تکو جس کے تعاقب حافظ رحمت خان ہیں پھپوند کے قریب گنگا کو
عبور کر گیا حافظ رحمت خان تکو کے تعاقب سے معاودت کر کے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔
اس کام کو پورا کر کے سنہ ۱۷۷۲ء میں شجاع الدولہ روہیلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر
اس نیت سے ٹھیر گئے کہ بعض روہیلہ سرداروں سے موافقت پیدا کر لیں۔ احمد خان بخشی نے تکو کو تیس
ہزار روپے دے کر رہائی پائی۔ احمد خان اپنے لشکر میں پہنچا۔ اور حافظ صاحب سے ملکر اور شباشب
چلکر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور ان سے عہد و پیمان دین
و ایمان کی قسم کے ساتھ کر کے رخصت ہوا۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نواب کا خطاب دیا
اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی۔ شجاع الدولہ فیض آباد میں داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان میں جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت میں لکھا ہے کہ جب رام گھاٹ کی مہم میں مرہٹوں کو شکست ہو جانے کے بعد نواب وزیر
اودھ میں گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے لئے اون کے پاس بھیجے۔ اونھوں نے
کانوں پر ہاتھ دھرا کہ کیسے وعدہ واپسی تمسک کا نہیں کیا بجھیرے بہمت ہے کہ شاہ ملن (جنکی معرفت
شجاع الدولہ نے مرہٹوں کی چڑھائی کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لئے بلائے
گئے۔ اونھوں نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام
چلے آئے۔ اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گذار کیا۔ اس وقت شجاع الدولہ پرگنات اٹاوہ اور
شکوہ آباد سے مرہٹوں کو نکال رہے تھے۔ حافظ صاحب نے اونکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر
میں دیے ہیں میں انکی بیگراہ کا بندوبست کرنے جاتا ہوں مجبوری سے مرہٹوں کے ہاتھ میں وہ چلے گئے تھے
اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان پرگنوں پر کچھ نہیں ہے میں انکو اوسی طرح اپنے قبضے میں
رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹوں کا فتح کر کے اپنے قبضہ میں رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا
اور سیوا انھوں نے جواب لکھا کہ پرگنات کی بات پھر سوچونگا۔ اور جواب دونگا۔ بالفعل ۴۰ لاکھ روپے
بابت تمسک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک روہیلکھنڈ پر قبضہ کر لینے کے لئے تھا۔ اور اونھوں نے سپاہ
کو جمع کرنا شروع کیا۔ حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپنے مرہٹوں کو دیا ہے
وہ مجھ سے لیجئے۔ اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی۔ بڑے بڑے سردار لڑائیوں میں

مارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کی
شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واپسی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔
یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے
ہیں نہایت دانا اور خوش خلق تھے ابتدا میں صفدر جنگ کی مصاحبت میں رہتے تھے۔ اور اونکے ہر ایک
مشورے میں شریک ہوتے تھے۔ صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم
بنگالہ کے پاس چلے گئے وہاں بھی عزت کے ساتھ رہے۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو پھر اودھ میں چلے آئے
شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو شاہجہانپور کے متصل ہے رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا
کرلیا۔ شجاع الدولہ اونکی عزت کرتے تھے۔ پھر فتح پور میں جو لکھنؤ سے پانچ کوس ہے سکونت
اختیار کرلی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت میں اونکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلوں کی
دوستی اور جانبداری رکھتے ہیں۔ شاہ مدن کے ہاں ہر سال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا۔
ہندوستان کے شہروں سے ہزاروں علما۔ طلبا۔ مشائخ۔ پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب
کی آمد و رفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہاں سے ادا کیے جاتے۔ اور اونکو کھانا دیا جاتا۔
تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیوں کو حصے تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ کہیے اقبال اس
کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے ننگے اور بیراگی بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں کو سوا
خوراک کے بھنگ چرس بوزہ بھی ملتا تھا۔ تیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے۔ روہیلے بھی اونکی
پیرزادگی کی وجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عمادالسعادت میں لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہوجانے کی بڑی
وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا و جمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹوں نے دبالیا تھا
اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے تو اوسپر شجاع الدولہ نے قبضہ کرلیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ روپے جو مرہٹوں کی بابت آپکے ذمے ہیں ادا کیجیے
حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میں تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہیں ہوں۔ دوسرے سردار بھی یہانکے
مستحق ہیں اول آپ اونسے طلب کریں۔ میں نے اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات بالکل نہیں کرتے۔ اون
روپیوں میں سے میرے حصے میں بیس لاکھ روپے آتے ہیں تو اس کا ادا کرنا مجھپر آپکو مناسب نہیں۔ کیونکہ
ملک دوآبہ جو میرا تھا وہ آپنے قبضہ کرلیا ہے میں خاموش ہوں۔ اس قدر ملک اس تھوڑے
روپے میں گراں نہیں ہے۔ میں ایک روپیہ بھی نہیں دونگا۔ آپکا جو ارادہ ہو کیجیے میں مقابلے کو حاضر

ہون - تو ابن دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اون خط کے دو فقرے
نقل کیے ہین جو اونہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے
کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے - کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے - جنگ پر مجبوراً آمادہ تھی - وہ فقرے یہ ہین
اگر باصلح گلستان ہمہ رنگ است حکم الله و اگر باستیز و جنگ بسم الله - کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی - اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہو جاتے تھے
تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب ہوتا تھا مگر فی الحال سکرراج گھاٹ مین جو کہ روہیلون
نے شجاع الدولہ کے ساتھ عہد و برتاؤ نہین کیا تھا - اور چالیس لاکھہ دینے کے دینے مین حیلہ و حجت کرتی تھی
اسلیے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینہ دیرینہ تازہ ہو گیا تہا[۵] - اسکے علاوہ ایک امر تو
ایسا واقع ہو گیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کر دیا تھا - اولوالعزمی - ملک گیری
پہلا تو تھی - بےمروتی اونکے خمیر مین پڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے [illegible]
کی مدد نے اونکو روہیلکھنڈ کی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کر دیا تھا - اودھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق
کی وجہ سے باطل ہو گیا تھا - وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا
ایک عجیب کا واقعہ ہے جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہے - اور کچھہ نہین ہوتا کہ اصل
کیا ہے -

(الف) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان
اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کرکے اون سے دوستی پیدا کرلی - اور نواب شجاع الدولہ
وہ خط جو اونہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھہ مدد دینے کی بابت حافظ
رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کر لیا - اور اوسکے سنہ ہجری کو بدلدیا یعنی بجاے سنہ
ہجری کے ۱۱۸۵ ہجری بنا کر اپنا رسوخ اور کمال خیرخواہی جتانے کے لیے مسٹر [illegible] صاحب گورنر کے
پاس بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا - کہ اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمہارے نصیب ہوگی یہ
خیال ہرگز نکرنا چاہیے کہ یہ بلا ہمہی سے مخصوص ہے - اگر نصارے کا ہاتھ بڑھ گیا تو ایک مسلمان [illegible]
کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے - اسلیے صلاح یہ ہے کہ ہم اور آپ متفق ہو کر اس گروہ کو قبل اسکے
انکو قوت حاصل ہو جاے تباہ کردین ابھی فتنے کی ابتدا ہے - اگر انکو زور پیدا ہو گیا اور ہندوستان مین اونکا
پانون انہون نے جمالیا تو ان کا یہان سے اوٹھنا مشکل ہو جائیگا اسلیے انکا جلد استیصال کر [illegible]
اگرچہ آپسکا ہمارے ساتھہ شریک ہونا آپکی بھی سلامتی کا باعث ہے - لیکن [illegible]

[۵] دیکھو جام جہان نما ۱۲

لاکھ روپئے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ میں صفات دوستی ہیں دوسرون کا قول قابل اعتبار نہیں جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہرونشان کے ساتھ مصرّح کرکے نہ دینگے اون کا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بیشتر ہیں لیکن عقلمند نہیں اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہیں۔ جب تک اونکی مہری تحریر قسم اور ایمان کے ساتھ نہوگی اونکی بات کی صداقت تسلیم نہیں کرونگا۔ مسٹر صاحب گورنر اس خط کے مضمون سے بیحد آشفتہ ہوئے اور شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوئے نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات میں بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس میں یہ دونوں پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیرخواہی کے پیام بھیجے۔ گورنر نے وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بہت خجل ہوئے دریائے حیرت میں ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجیں کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر یہ خط میں نے حافظ رحمت خان کو اوس وقت میں لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے درمیان میں صلح نہوئی تھی۔ معاہدہ سے پہلے جو کچھ لکھا اوس کا مضائقہ نہیں یہ پرانا خط ثابت ہوا کہ دشمنوں نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے بھائی اور بیان آ سکا اس میں ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی سنہ ۱۱۸۴ ہجری میں فوت ہو چکے ہیں۔ اور اس خط میں سنہ ۱۱۸۵ ہجری مرقوم ہے اگر یہ خط دوندیخان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے تو جس نے یہ خط پیش کیا ہے اوس کا قول درست ہے اور اگر دوندیخانکی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے یہ دریافت کرنا چاہئے کہ سوائے اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہے جو امرا اور وزرا کے خطوں میں لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہو گیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیوں دیدیا حافظ رحمت خان یہ خوب جانتے تھے کہ منیر الدولہ شجاع الدولہ کا دشمن ہے۔ منتخب العلوم اور تبصیر التواریخ میں بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے۔

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی میں ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہو گئی مگر بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلئے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ تھا کہ فوج مرتب کرکے انگریزون سے پھر لڑینگے۔ جب فوج قریب ترتیب پہونچی۔ اپنے دوست سردارون کو

اس راز سے آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی کے سہو یا انتہا کی خیرخواہی کی وجہ سے تاریخ لکھنی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے مین ملفوف کرکے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرض کیا حافظ رحمت خان کی نیت فاسد ہی ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے کے لیے دکھلایا تو اونھون نے جواب دیا کہ بے شبہہ یہ تحریر میری ہی مگر اوس زمانے کی ہی کہ جبکہ میری اور سلطنت انگلشیہ سے مصالحہ نہوا تھا۔ اور بکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہی۔ گورنر جنرل اصل کار کو سمجھ تو گئے۔ مگر ثابت نہ کرسکے۔

(رح) اخبار حسن مین یون لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین عنایت خان کی تعزیت کے لیے بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایکدن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران انگریزی کو گانٹھ لیا ہی۔ مناسب وقت یہی کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہمیشہ ہمارے شریک رہتے ہین اونکے ساتھ یہ دغابازی فتوت کے خلاف ہی۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہی تو ظاہرا اون سے جنگ کرنا چاہیے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہی۔ یہ مشورہ قرار پایا کہ شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن احمد شاہ درانی کی خدمت مین لکھی۔ اور ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے کے لیے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھائی خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک واپس طلب کیا جو نواب عنایت خان کے معاملے مین چالیس لاکھ روپیہ دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے واپس نہ کیا اور جنکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا۔ مگر اتنا لیت ولعل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہوکر شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے اور روا تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑکر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام بھیجنی تھی جنرل چمپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوتے اور جنرل صاحب نے وہ عرضی مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی۔ گورنر نے مقام بنارس مین

کب اس قابل تہا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزوں کی دستگیری کے حکومت کر سکتا - کیونکہ گورنر خود لکہتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہین کر سکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا دہ حفاظت کرتا مگر ان باتون کو بہول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہین دے سکتا تہا - اور وزیر دے سکتا تہا - اور گورنر کو منظور تہا کہ جو معاملہ ہو اوس سے روپیہ پیدا کیجیے اس لیے اوس نے ان اضلاع کو بہی اپنی ٹکسال مین ڈالکر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتہ پچاس لاکہہ روپیہ کو فروخت کیا جس مین بیس لاکہہ روپیے نقد مل گئے - باقی دو برس کے وعدے پر پندرہ لاکہہ روپیہ اوسوقت کہ یہ اضلاع اوسکے اضلاع مین بالکل شامل ہو جاتے اس ملک کے لینے سے وہ بڑا خوش تہا جس مین چند برس ہوتے کہ سب دیکہہ چکے تہے کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغابازی و بے ایمانی کرکے مار ڈالا تہا - اور گورنر نے ۲۶ لاکہہ روپیے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بہی موقوف کر دیے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بہی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اوسکی مدد کو آئے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک بریگیڈ کا خرچ دو لاکہہ دس ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت اودہ ہوگا - اور ہر بریگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورہ کی - چہہ پلٹن سپاہ ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی - اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ مین وہ اون کی حد مین پہونچے گی - اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس ضلع بہار مین آئے - اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بہی اسی طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بہیجی کہ وزیر کو عداوت روہیلون سے تہی وہی میری ملاقات مین اونہون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اوس کی امداد کرکے روہیلون کے ملک پر قبضہ کرا دین - گورنر نے بے تامل اس کام کی حامی بہر لی - بلکہ شجاع الدولہ کو اوس نے اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلون کے سمجہا تہا اس ملانے والے تہے اور انگریزون کے وہ حضرت پیر و مرشد تہی جو وہ کہتے تہے - کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تہا - گو کبہی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا - اور کوئی اپنے بگاڑ کی بات نہین کی - مگر حضرت برائے مصلحت سب کچہہ جائز ہے - اودہر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹہی پر چٹہی آتی کہ روپیہ بہیجو روپیہ بہیجو

غرض یہ جبر کے کچھ روہیلونکی مدد کی تو یہ عین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ
کی ضرورت اونپر یہ فرض نہین کرتی تہی کہ وہ روہیلونکا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا
تو عقلا بھی نامناسب تہا گورنر خود لکھتا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی
ملک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیے اوس کا ملک ہمیشہ سرکار
کمپنی کی گردنپر ملک کی حفاظت کا بوجھ رکھتا ہی۔ بنارس سے گورنر کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی
کونسل اور کورٹ ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکہی اور شجاع الدولہ کو
اپنی طرف سے اوس کے لیے اوکساتے رہے ہیسٹنگز جو ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی
کونسل کے ساتھ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلے تہا اوسکی کونسل مین پہلے
یہ لوگ ممبر مقرر ہوتے تہے فرنسس جو بعد اسکی ملقب سر فلپ فرنسس ہوا اور کرنل جان مونسن
اور جنرل کلیورنگ اور بارول کلکتے مین آکر ہیسٹنگز صاحب سے ملے اور اپنا کام کیا جسمین کچھ
عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوئے۔ ابتک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی رئیسون سے جو خط وکتابت
ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب
سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ مین تھا اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اسطرح بھی کوئی
اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاستہائے غیر سے جو سول گورنمنٹ
کا افسر ہو وہ خط وکتابت کیا کرے۔ اونہون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجھ مین اور شجاع الدولہ
مین باتفاق رائے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط وکتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے
واسطے جنکا ان تحریرات سے چھپانا پڑتا ہی ایک ایجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکے ساتھ رہا کرے اور
اوسکے مقرر کرنے کا فقط مجھ ہی اختیار دیا جاتا ہی اور مین ہی اوس سے خط وکتابت کیا کرون اور
اوسپر کوئی اور دخل انداز نہو۔ کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے مسٹر مڈلٹن
کو کہ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی وہ
خفیہ خط وکتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچھ عرصے کے کونسل کے ممبرونمین سے فرنسس
اس بات پر کہ تمام تفصیلات معاملات اودہ کی ہیسٹنگز صاحب نے اوسکو نہ کہا مین افروختہ خاطر ہوکر
ہیسٹنگز سے ہمیشہ پیچ کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مونسن اور
کلیورنگ بھی اوسی کا دم بھرنے لگے۔ اسلیے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارول جسنے
ہندمین مدت تک کام کیا تہا ہیسٹنگز کا طرفدار رہا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکھ بھیجا کہ تم ہم سے

ساری خط وکتابت رکھہ اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اوس کو اودہ ہی واپس
بلالین - اسپر ہسٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیون کی نظر مین
گورنمنٹ کی آشفتگی ظاہر ہو جاے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے
ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار رہے اوسکو ساقط الاعتبار جاننے لگین گے اور اس سے
تمام حالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا لیکن کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ
تھی اس لیے اونکی راے کو غلبہ رہتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری
گورنمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا - ہسٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا
کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچتا ہے -

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآبہ پر قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کرلینا

بنارس مین ہسٹنگز صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اوس وقت مین ایسی
سخت بارش ہو رہی تھی کہ پرندون کا اوڑنا دشوار تھا - تھوڑی ہی برسات باقی رہی تھی وہ موسم
وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھواکر اوس کو عبور کیا - اور دوآبے کیطرف
کوچ کیا - اور محالات متعلقہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے
انشاے فیض بخش مولفہ محمد فیض ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے - جس سے
اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے - اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب
پچاس ہزار پیادہ و سوار کے ہمراہ لیکر ۹ - رمضان ۱۱۸۷ ہجری کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا - اور
اٹاوے سے چار کوس فاصلہ پر مقام کیا - نواب کا گذر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون
کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا - نواب نے چارون کی گردن اوڑوادی - کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا
کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستاے - اسی مقام پر سنا کہ چار پانچ ہزار
مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین لڑائی کا سامان جمع کرکے جنگ کے لیے مستعد ہین نواب کے حکم سے

مرتضی خان اور محمد بشیر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ و فوج
لیجا کر محاصرہ کیا مرہٹوں نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھ توپیں چڑھا کر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب
کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹوں کی توپ بیکار ہوگئی اور
اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹ - رمضان کو اونہوں نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت
پنڈت مرہٹوں کا افسر اور قلعہ کا حاکم تھا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کرکے
قلعہ خالی کر دیا نواب نے عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو
چلا گیا میر سید علی داروغہ بیلداری کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تھا کہ تم دریائے جمنا کو
عبور کرکے اوس پار مقیم ہو جاؤ تا کہ مرہٹوں کی کوئی فوج اوس پار سے عبور کرکے قلعہ کی طرف مدد کو
نہ آسکے اور نہ اونکی رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چار سو سوار اور باربرداری
اور اونٹوں کے ساتھ ادہر کو آتا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گھیر کر بار ڈھو نہ رکھ لیا بہت سے
آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کرکے ہتھیار ڈال دئے میر مذکور نے اونکو رہا نہ کیا۔
بلکہ اوسی حالت میں نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسروں کو خرچ
راہ دلوا کر چھوڑ دیا۔ اور اون کے مال اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۳ - شوال کو
نواب شہر میں داخل ہوئے اور یہاں تیر فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے
ملنے کو آئے۔ بالکوبند وغیرہ اٹاوہ کے ساہوکاروں نے نواب کی خدمت میں حاضر
ہو کر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے - نواب
وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کر دو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر میں بنوائی - اٹاوہ سے کوچ
کرکے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور راہ میں کے متصل ٹھہر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی
تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی
تربیت کے لئے فرخ آباد کو بھیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کر لیا سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۱ء
میں یہ نواب گورنر اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہیں ہوئی
اوس وقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد
چندے ایک حصہ اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فوج فتحگڈھ میں
متعین تھی۔ آرون صاحب تاریخ فرخ آباد سے

۱؎ دیکھو فرحت بخش دگیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہے کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اودہ فتح کرنے میں بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تھا
نواب مظفر جنگ نے بذات خود اوده جانے میں اصرار کیا اور وہاں نواب وزیر اوسکی ساتھ بعظمت و تکریم
سے پیش آیا تھا اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڈہ میں کوڑیا گنج و سرور گنج کو روانہ
ہوا اوس سال میں محرم کی رسومات اوسی ضلع کے قصبہ جلالی میں جو کہ شیعوں کی بستی ہے
انجام دیے گئے۔ ایک حکایت یہ ہے کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہو گیا۔ فی الحقیقت اسی
زمانہ میں نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج میں سے تلگرام[1]
و تروا و ٹھٹھیا اور سکنت پور[2] اور کسی قدر حصہ سارخ سے مرہٹوں کو بیدخل کر دیا جو حصہ ملک کا
کہ اسطرح سے اوده میں حاصل کیا گیا تھا وہ کل فرخ آباد میں کالی ندی کے دکھن شامل ہو گیا
ماسوائے چھبرامئو[3] و سکراوہ[4] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے ان دو پرگنوں میں
شامل ہیں۔ بعد تھوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور
شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام شہرہ اوسکی حکومت کا یہ تھا کہ اوس نے اپنے
ماتحتان کو یہ ہدایت دلائی کہ راجپوتوں کی زمینیں جنکے وہ قدیم سے مالک تھے جیسے مین
راجہ تروا اور ٹھٹھیا اور چودھری بسنت گڈہ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا
کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہاں کوئی تعلق اوس قسم کا
اور اوس ظالمانہ کارروائی کا نہیں ہونے دیا۔ ریاست میں تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعت
کی حالت میں پیدا ہوا۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس دریا کے اوتر کنارے کے رہنے والوں کی
بہ نسبت دکھن کے کنارے کے رہنے والوں پر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا۔

[illegible] میں لکھا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اوده کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا۔
تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ کیا مصیبت
آئی تھی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگذار ہوئے اور پٹھانوں کا نام
ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی۔ اگر
تم فرخ آباد سے نہ سکتے۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تو

[1] تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد میں ہے اوس زمانہ میں اسی علاقہ ٹھٹھیا و تروا شامل تھا ۱۲ [2] تحصیل
چھبرامئو ضلع فرخ آباد میں ہے ۱۲ [3] ضلع فرخ آباد میں ہے ۱۲ [4] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد میں ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اس لشکر اور خدم حشم کے ساتھ تمہارا کچھ بھی نہ کرسکتے اگر وہ فرح آباد
کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پٹھان تمہاری مدد کو مستعد تھے اسقدر خوف اور بزدلی کیوں کی
فتح اور شکست خدا کے اختیار میں ہے۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی
تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ
کیا اور فتحیاب ہوئے۔ افسوس تم نے اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگوں کو بے آبرو
کردیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا تو وہ اسے دیکھکر بہت آزردہ
ہوئے۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر ملیدہ
اور کوڑیا گنج کے نواح میں پہنچے چند روز وہاں قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و چرب
باتیں لکھکر اپنے ساتھ اپنے پاس بلایا اور وہ دونوں نواب اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھ نواب
شجاع الدولہ کے تابع ہو گئے۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال میں نہ لاتے تھے
ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہتے انہوں نے عزت و حمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپوں کا نام
ڈبو دیا اور شجاع الدولہ کے سلامیوں اور مصاحبوں میں داخل ہو گئی درجہ امارت و حکومت کو ہاتھ سے کھو دیا

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ چالبازی

سنہ ۱۱۸۶ ہجری میں نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھ جاٹ والی بھرتپور کے ملک کے فتح
کرنے کا ارادہ کیا اور اسکو شکست دیکر مقابلے سے بھگا دیا نول سنگھ ڈیگ میں جا کر پناہ گزین ہوا
قلعہ اکبر آباد پر جاٹوں کا قبضہ تھا اور بھرتپور کی ریاست کیطرف سے دانشاد وہاں نجف خان کا مقابلہ
کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا کڑا محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپوں سے
آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھ کی ہزیمت کی خبر سنکر
یہ خیال کیا کہ اگر یہی نجف خان ضرور فتح کر لیگا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر
قبضہ کر لیا اور چونکہ انکو ذوالفقار الدولہ کی شکست سے ہمدردی کی ضرورت تھی اسلیئے نجف خان کو بادشاہ
کی خدمت میں بھیجکر عرض کرایا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاٹوں کا مستحکم قلعہ فتح ہو جاوے
اور انکا قضیہ صاف ہو جاتا ہے۔ حضور کی خوشنودی اس خانہ زاد کی
بڑی آرزو ہے۔ بادشاہ نے اس موقع بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقار الدولہ سے مجد الدولہ بھی رنجیدہ تھا اوس نے
نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے ملک آن طرف جمنا کو نواب
ضابطہ خان کے سپرد کرادیا ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقار الدولہ کی کساد بازاری
کی فکر کرنے لگے۔ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا داؤن نہ چلا تو انہون نے ریاکاری سے دلی
دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدلدیا۔ اور ذوالفقار الدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا
اور اون سے ملاقات کرکے پہولر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور بسنت علی خان کو
ہمراہ کرکے مقام[۱] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے مین مدد دینے کو بہیجا اور
اسوجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقار الدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے
کیون اتفاق کیا[۲] غرضکہ شجاع الدولہ ملک میانہ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوئی
گنگا کو عبور کرگئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ نواب نجیب الدولہ
کے مرنے کے بعد سارے روہیلون مین کوئی شخص حافظ رحمت خان کی برابر معزز اور
دانشمند نہ مانا جاتا تھا۔ مگر اسوقت وہ خود خصومتون مین مبتلا ہو رہے تھے۔ سیرالمتاخرین
کا مصنف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اس لئے
روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا۔ اور بعقیدہ رحمت واخلاص نواب سعد اللہ خان اور
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تھا بالکل فراموش کردیا۔ عنایت خان
پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تھا جبکہ عظیم آباد پر انگریزون سے اونکو
جنگ پیش تھی یہ سب احسانات اونہون نے بالاے طاق رکھدئے۔ اور مسٹر ہستنگز
صاحب گورنر نے چالیس لاکھ روپئے رشوت مین دیکر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان
سے جنگ کے لئے اپنا شریک کرلیا۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا
کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرمناسے اور حدود کوڑہ
و الہ آباد سے آگے کو قدم رکھے اور بے سبب دوسرون کا ملک فتح کرنے
کے لئے لڑائی مین انگریزی فوج کو لگاتے۔ اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا
ملک فتح کرے۔ اوسکو کونسل کا صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے . . . .

[۱] دیکھو انشاے فیض بخش ۱۲ [۲] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کرکے دشمن کے حملوں سے اوس ملک کو محفوظ رکھے اور اگر کوئی انگریزوں کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزوں کی نصرت کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھہ رکھا تھا کہ پٹھانوں کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سرراہ اور رفیدہ ہے جو کوئی ادہر کا قصد کرے گا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاو کے لئے اوس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزوں کی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑہائی حافظ رحمت خان کی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلوں کو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹوں کی چڑہائی کے وقت پایا تھا تو اون چالیس لاکھہ روپیوں کے پورا کرنے کے واسطے جو بوجہ عہدنامہ کے مرہٹوں کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت روہیلوں سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سرداروں نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر کی تھی روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرات آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۸ ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلوں کے ملک پر چڑہائی کرین تو [illegible] کئی لاکھہ روپئے ایلچ خان کی معرفت نذر کرونگا۔ اور خالصے کے علاقے پٹھانوں کے ہاتھ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بھی اس فوجکشی مین ساتھہ لانا چاہئے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹوں کے نکالدینے کے واسطے مجھسے کمک چاہی تھی۔ اور اوس کے عوض روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اوس رقم کی ادائی مین کچھ حیلہ گری کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھہ روہیلوں پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے کھڑے کرائے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوسکی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو [illegible] لگی اسلئے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دیکر ایلچ خان کے ساتھہ روانہ ہونے کا حکم دیا شجاع الدولہ نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان پسران دوندی خان سے بہی اس معاملہ مین سازش کرلی کیونکہ اکثر بداون کا حصہ ان لوگوں کے قبضہ مین تہا [illegible]

ثابت ہے کہ روہیلوں کی نسبت اس خانہ برانداز سازش میں نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی
شریک تھے۔ مگر اون پر محض افترا ہے۔
۴۔ نومبر ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلوں کے استیصال کے واسطے
وعدہ امداد کا کیا گیا ہے اوسکا ایفا ہو اس لئے ایک درخواست ہے گورنر جنرل نے اتبک کونسل
کو کچھ خبر نہ تھی۔ غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹہیری کہ سپاہ ملک کے لئے بہیجی جاوے
اور شرائط سپاہ بہیجنے کی وہی رہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھہری تہیں اسوقت گورنر
اپنی وزارت کو کہا گیا کہ اوس نے اپنے ہمراہیون کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ آف ڈائرکٹرز پر
یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط ملک سرکار کمپنی کے حق میں نہایت فائدہ مند ہیں۔ اور وزیر مرا ایک
بارگزار ہے اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو منظور رکھیگا اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں
نہ بہیجنا پڑے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے اسکے ارکان کی مرضی ہے کہ
لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جائے۔ اگرچہ لندن میں کورٹ آف ڈائرکٹرز نے روہیلوں کی
تنبیہ پر سپاہ بہیجنے پر لعنت ملامت کی۔ مگر بعد سوچ بچار کے آخر کار اوس عہدنامے کو جو بنارس میں
ہوا تھا منظور کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب ہیسٹنگز کے گورنری ہندوستان سے مستعفی ہونے کے
بعد ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلائے عام) میں ۲۴۔ اپریل ۱۷۸۶ء کو اوپر اس خیانت
عام کے لئے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا۔ تو ۲۔ جون ۱۷۸۶ء
یہ الزام یوں ضعیف ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لیا تھا۔
اس مدد کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھ روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا
سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین بریگیڈوں سے جو دوسرا بریگیڈ الہ آباد میں رہتا تھا۔ اوس کو
حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے۔ کرنل چیمپین جو کمانڈر انچیف تھا ہمراہ گیا الڑائی
کا انتظام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا۔ ۲۴۔ فروری کو شجاع الدولہ
کے لشکر میں پہنچا۔ شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اوس کی سرحد پر واقع تھا۔ انگریزی
فوج سے ملے۔ اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑہائی کرنے کا فرخ آباد کیطرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ
اپنے فوجی افسر خواجہ لطافت علی کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑہانے کا حکم دیا
اور رام گھاٹ پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اور آخری مانگ روپیہ کی بابت
دہمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی۔ حافظ صاحب اس کاروائی سے آگاہ

ہو کر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا
محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان احمد خان و محمد خان وغیرہ
پسران بخشی سردار خان اور احمد خان و اعظم خان وغیرہ ابنائے فتح خان خانساماں نے
حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاؤ کر رکھا تھا۔ اونکو خیال میں نہیں لاتے تھے
اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا۔ ۱۱۸۸ ہجری کے آخر سال میں شجاع الدولہ کی
طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے۔ اور اونکی خیر اندیشی کے درخت نے یہانتک انکے
دلوں میں نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بدظن ہو گئے۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ
اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا۔ چنانچہ محب اللہ خان
اور فتح اللہ خان نے قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھا کہ میں روہیلکھنڈ کا مالک
ہو گیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جاوے گا۔ شجاع الدولہ کے پاس
بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کر دیں۔ وہ تو یہ دل و جان سے چاہتے تھے منظور کر کے مہر کر دی
اسیطرح احمد خان بخشی نے بھی اپنے مطلب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا۔ اور خود
وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خان کی شرکت نہ کرونگا۔ اسیطرح محمد خان نے جو ایک نامی
اور معزز رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ ۱۵۰۰ سو روپیہ ماہوار رفاقت کے اور رسالہ کی
تنخواہ علیحدہ دیتے تھے۔ اور رئیس کا اول جاگیر میں دے رکھے تھے۔ شجاع الدولہ سے خفیہ
سازش کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی۔ جب شجاع الدولہ نے ہنڈی
بھیجدی تو اوسکے پاس چلا گیا۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے
اور کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے۔
جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کرنے کا ہے۔ اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کر کے ۱۱۸۸ماہ محرم
ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے۔ اور آنولہ میں پہنچکر یہاں لڑائی کا جھنڈا
کھڑا کیا۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوئے۔ مگر راجپوت چودھری چھوٹے
جاگیردار اور میاں نواب یعنی فرخ آباد کے پٹھان شریک ہوئے۔ نواب فیض اللہ خان
والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے
پاس چلے گئے۔ اور اون کے بھائی محمد یار خان اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خان بھی

ہزار آدمیوں کی جمعیت سے پہنچ گئے۔ مہینے کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان
پسر فتح خان خانساماں بھی حافظ صاحب کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ مگر یہ دونوں باطنًا یہی چاہتے
تھے کہ حافظ صاحب مارے جائیں کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرف سے
بیدل کر رکھا تھا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ غرضکہ تھوڑے عرصے سے روہیلکھنڈ
میں فساد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ پھیل گیا تھا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کی طرف مصروف
تھا۔ اور دوسرے کی خرابی کے لئے غیروں کو کھڑا کرتا تھا۔ جب اسد خان اپنا سے دوندی خان
اس لڑائی میں اول سے شریک نہ ہوتے کیونکہ انکو مستقیم حافظ رحمت خان کی مدد کرنے کا
خیال تھا اور کسی قدر شجاع الدولہ کے معاہدہ کا پاس تھا یہ دونوں سردار نواب شجاع الدولہ کی لکھی
چٹھی تحریر دان اور علام محمد کی جب زبانی پر کہ قرآن مجید کا عہد دیا گیا تھا حافظ صاحب سے
باطنًا منحرف تھے اسکے علاوہ انکے پاس سامان درست تھا نہ روپیہ تھا سپاہ فقر و فاقہ کی
وجہ سے گریبان گیر تھی اس لئے ان دونوں بھائیوں نے روپیہ نہ ملنے کا عذر پیش کر کے ظاہری
سے مجبوری ظاہر کی اور سمجھ بیٹھا اسپر بھی وہ لوگ جو شجاع الدولہ سے ملے ہوئے تھے سامان
سفر کی تیاری کا بہانہ کر کے اپنے مقاموں سے نہ نکلے۔ مثل فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے بہت سے ان
نوکری لوگ تنگ قوتی کی وجہ سے جوق جوق آ کر جمع ہونے لگے جب جمعیت زیادہ ہو گئی تو
منافق بھی اپنے بیگانوں کی طعن و تشنیع کی وجہ سے تھوڑی تھوڑی جمعیت کے ساتھ
آنے لگے۔

جس وقت حافظ رحمت خان آنولے میں اپنی سامان جنگ کی درستی میں مصروف تھے اوسوقت
شجاع الدولہ کو کرنل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے میں یعنی رام گھاٹ پر گنگا کے پل
کی تیاری مناسب نہیں اپنے ہی علاقے میں پل تیار کر کے سیدھی اپنی ملک سے روہیلکھنڈ میں داخل ہو دیں
اسلئے کہ سیدھی اچھی طرح اپنی ملک سے پہنچ سکنے کی اسباب برابر سے قائم ہو کر شجاع الدولہ نے
گھاٹ ناناتیو پر پل تیار کرایا۔ اور انگریزی فوج کے ساتھ جس کا افسر کرنل چمپین تھا روہیلکھنڈ کی
جانب روانہ ہوئے۔ نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان
بنگش بھی ایک ایک ہزار سپاہ کے ساتھ شجاع الدولہ کی شریک تھے شجاع الدولہ کو پہنچکر بہانگی راناکو

دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ ولی اللہ و سیر المتاخرین و فرح بخش و اخبار و تذکرہ حکومت السلاطین وغیرہ ۱۲

جو حافظ الملک سے منحرف کردیا شجاع الدولہ جب روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہنچے تو اتمام حجت کے لئے
ایک تحریر روپیونکی طلبی مین حافظ رحمت خان کو اور بھیجی گئی اونہون نے اس تحریر کو دیکھ کر
اپنی فوج کے ساتھ مخالفت کی جانب بڑھنا شروع کیا اور کیارا کے گھاٹ رام گنگا کو عبور کرکے
فرید پور پہنچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی فوج
روہیلکھنڈ مین داخل ہو کر شاہجہانپور کے قریب پہنچی - عبد اللہ خان نبیرۂ نواب بہادر خان
رئیس شاہجہانپور حافظ صاحب کیطرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تھا یہ شخص حافظ صاحب
کے علاوہ دوستی رشتے کے اونکے بیٹے ارادت خان کا سسر بھی تھا جب اوس نے یہ حال
سنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہے ہین تو شاہجہانپور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا
شجاع الدولہ نے اوس کو مصلحتہً خلعت عنایت کیا اور ساتھ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس
پر مقام کیا - سنا جاتا ہے کہ شاہجہانپور کے پٹھانوں کی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے
لکھنؤ والون سے بہت زیادہ تھا - علاقہ اودھ اور روہیلکھنڈ کے خاص دہورے پر ہونے
کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑے اور مباحثے مین رہا کرتا تھا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ
کی دست برد مین رہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل گولا اور کانٹھ یعنی شمالی اور مشرقی
حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا پورا قبضہ نہ تھا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹھانون کے
تصرف مین تھا -

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہجہان پور پہنچنے کی خبر سنکر جو بیس ہزار سوار اور چار ہزار بان انداز
اور ساٹھ توپون کے ساتھ فرید پور سے روانہ ہوئے اور بہگل ندی کو عبور کرکے میران پور کٹرہ کے
مقام پر آئے یہان شہر آبادی کے قریب آنولہ کے باغون مین فوج کا حصار بنا کر قیام کیا حافظ رحمت خان
کی طرف سے قصداً تاخیر ہوتی تھی اور اوسکے واسطے مفید تھی کہ اونکی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی
تھی اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تھی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تھا - آخر کار انگریزی فوج اور شجاع
الدولہ کی فوج تلہر ضلع شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے بڑھی کہ روہیلون کو جلدی لڑائی
مین مشغول کرے اور موسلی کے قریب میدان مین ٹھہری - اس پیشقدمی سے روہیلون پر ظاہر کیا کہ
مخالف کا ارادہ پیلی بھیت پر دھاوا کرنیکا ہے جہان پر حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود ہے اسواسطے حافظ رحمت خان

سلہ دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر - ۱۲

اس فوج کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑ کر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ
کی فوج ترتیب وار بڑھتی ہوئی میرانپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آپہونچی - جبکہ حافظ صاحب
کٹرہ سے نکل آئے تھے جو کسی قدر اس کے قابل جگہ تھی تو کرنل چمپین صاحب نے جنہوں نے وہ تدبیر
بتائی تھی - اور نقشہ جنگ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر عمل کرنے لگا
حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزیٹیر کے حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے
اور گل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۲۵ ہزار بتائی ہے - اور اس میں ذکر ہے کہ
شامل ہیں اور کرنل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے - اور
سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے مولفوں نے لکھا ہے کہ اونکی فوج پچاس
ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب
بلکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے - فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ اس عرصہ میں کئی بار
آنولے اور ٹانڈے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل
نواب شجاع الدولہ سے نہ بگاڑنا چاہیے - بڑی بھاری فوج کے ساتھ آتے ہیں اونسے صلح
کر لینا چاہیے - حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں
نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جس قدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھ کو شجاع الدولہ
کے پاس بھیج دیں اون سے بات چیت کر لوں گا - اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا
پھر سب سے سہولت کے ساتھ حصہ رسدی وصول کر لیا جائیگا - حافظ صاحب کی موت
کا زمانہ قریب آچکا تھا - نواب فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا - مگر اس کے خلاف سیر المتاخرین
میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپیوں کا تقاضا حافظ
رحمت خاں پر کیا - اور لکھا کہ زر موعود پہونچانے کی مدت گذر چکی اور اب تک آپ نے وہ روپیہ
ادا نہ کئے - اب مناسب یہ ہے کہ وہ روپیہ جلد پہنچا دے - ورنہ لڑائی کے لئے تیار رہنا
چاہئے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دور اندیش تھے فتح اللہ خان وغیرہ
اولاد دوندے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے
کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے - اور
انگریزی فوج بھی اونکی مدد کو تیار ہے - ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں
کہ ہمارا ملک چھین لیں - اونکی اور اونکے مددگاروں کی جنگ سے عہدہ برا ہونا نہایت مشکل ہے

بہتر ہے کہ اس بلا کو روپیہ دیکر ٹالدین کیونکہ اس معاملہ میں حق اونہین کے ہاتھ مین ہے
ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے
درپردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تہا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہین
البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو تمسے بھی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہنچنے
سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے تھے۔ اور ان احمقوں نے اون روپیوں کے دینے میں جنکے ضامن
اونکے اور دوسرون کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوئے تھے پہلو تہی کی؎ اور لڑائی کرنے
کے لئے صلاح دینے لگے اور دوسرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے غرور شجاعت
کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے۔ اور حافظ صاحب
کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے۔ اور اون سے شراکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے
بہت سا سمجہایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔ میدان جنگ مین آبروئے
مردمی جاتی رہیگی بہاگتے نظر آوگے۔ انگریزی فوج کی آتشباری تم کو خاک میں ملادیگی
چونکہ ان روہیلوں کے باد شاہ سے بے انتہا ظلم مقیم و مسافر۔ اور ہر قسم کے بندگان خدا پر
ہوئے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اور اس کا وقت آچکا تھا۔ اونکی عقلوں پر بیوقوفی کے
پردے پڑ گئے تھے۔ اسلئے اون مستحقین غضب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت
پر التفات نکیا۔ اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے
وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار اترانے کے ارادے
سے اوتار لو گہاٹ سنگہیسے پر حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکے
شجاع الدولہ کو دیدیجئے۔ اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے بیچ مین واسطہ
کیجئے۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے۔ میں قرض نہیں لیتا۔ مجھے پھر ایسی عزت
کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملے گی۔ اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے
لئے تیار ہوئے۔ یہ بات سچ نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم
کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ
صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرادیجئے۔ مگر جب شجاع الدولہ سے اسکا ذکر کیا گیا تو اون کے

؎ دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے ۱۲

چالیس لاکھ روپیون نے نجے دیدئے اور اونہون نے دو کروڑ روپئے مانگے غرضکہ میدان
کارزار مین حافظ صاحب ۹ - اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ ہجری کو لڑائی کے لیے سوار ہوتے مگر شجاع
الدولہ کی طرف سے مقابلہ نہوا - ۱۱ صفر ۱۱۸۸ کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کرکے
توپخانے کو بڑا کر لاہی کہیرے[1] کے نشیب مین دریاے بہگل کے کنارے پر جما دیا - حافظ صاحب کو
اونکے مخبرون نے اوسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے منجمون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لیے
کل کا دن مقرر کیا ہے ۱۱ صفر ۱۱۸۸[2] ہجری مطابق ۲۳ اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے
وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اوسکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی
شجاع الدولہ نے لیبت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے
ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کر کے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین
شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تھا - اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز
کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ
بندوقچی کے ساتھ جنکو نجیب کہتے تھے بہاری توپخانہ دیکر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر
بھیجا اور میر احمد کو ۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بائیسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی
فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ
سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹھہر - فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب
کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لیے تیار ہوا تھا - حافظ

[1] جام جہان نما مین لکھا ہی کہ مقام لاہی کہیرے مین دریاے بہگل کے کنارے فریدپور کے
متصل میدان کرک مین جنگ ہوئی تہی - اور عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ کٹرہ کمال زئی خان اور
فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کہیرے
کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تہا - کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور ممالک مغربی شمالی
مین شاہجہانپور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھ میل اور شاہجہانپور سے اٹھارہ میل
کے فاصلہ پر آباد ہے - آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے - اور روہیلکھنڈ ریلوے
کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہی - ۱۲

[2] دیکھو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل
ڈر گیا بس آج سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف میں مصروف تھے کہ انگریزی
لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان میں آگئی - حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے
تھے کہ ہرکارہ نے خبر لائے کہ انگریزوں نے آپکے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کے لیے
کھڑے ہوئے ہیں حافظ صاحب گھبرا کر پالکی میں سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے
میں آئے - اور ان سے مشورہ کیا - حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ بیٹا اگر
ہمکو شکست ہو جائے اور میں مارا جاؤں تو تم لڑائی کو چھوڑ کر پہاڑ کی جانب چلے جانا رہنے کیلئے
میں وہاں سے بہتر کوئی جگہ امن کی نہیں اور جو کوئی میرے بیٹوں میں سے تمہارے ساتھ جانے
کا ارادہ کرے تو اسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک روہیلوں کا لشکر پورے طور پر درست ہونے
اور سنبھلنے نہ پایا تھا کہ نقارہ بجایا گیا تھا کہ نقارہ بجا لے کا اور عہدہ داروں کو تیار رہنے کا حکم بھی
عام طور پر نہ دیا گیا - سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گھاس چارہ کی فکر میں اور
بیوپاری رسد کی تلاش میں چلے گئے - آج بڑی غفلت روہیلوں کے لشکر میں رہی دشمن لڑائی
کو سر پر موجود ہے اور یہاں ابھی مشورہ ہو رہا ہے - پھر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان
ابن شیخ کبیر نے غنیم کا مقابلہ بھی کیا جو بقول مولف گلستان رحمت حافظ رحمت خان کے لشکر
کے ہراول تھے گل رحمت میں لکھا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیوں
کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچکر مستقیم خان کے غول میں کھڑا ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو سوار کو
ساتھ لیکر دن چڑھے لڑائی سے آیا تھا سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے
ساتھ جانب سے انگریزی فوج پر حملہ کیا - اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے
اور زخمی ہوئے - مگر بہت سے سپاہی فوج کی زد سے نکلکر تلنگوں کی گولیوں کی باڑھ تک جا پہنچے
اور کچھ اول کے صدمہ سے ہلاک ہوتے - مگر پھر بھی کسیقدر دل سے انگریزی لشکر میں
گھس گئے - اور توپوں پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا - مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب
نہ ہوئے - اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ
سید ھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے - اور اوس کے غول
میں گھس گئے - اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفوں سے وہ نشان
چھین لیا - جس کی آڑ میں وہ لڑ رہے تھے -

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آ رہے تھے تو گھوڑی کو آگے بڑھاکر انگریزی فوج کے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزوں نے دوربین سے سوچ کہی کو اونکے سر پہچان کر ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلب کے محاذی ٹھہرکر کہا کر فیصلے پر گر پڑا تنقیح الاخبار کا مولف کہتا ہی کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجہ دان رائے جو اوسجگہ موجود تھا - کہتا تھا کہ گولہ حافظ صاحب کے پہلو کی برابر سے گذرا تھا جسکا ایک شگاف مثل شلاکون مرائع اونکی جلد پر پڑگیا تھا - تبصر التواریخ میں لکھا ہے - عجیب بات یہ ہی جسے سبنے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اوسوقت حافظ صاحب جامہ ہندوستانی قدیم پرتین قرآن شریف پہنے ہوئے تھے - وہ جا اور قرآن کی برکت سے ندہلا چھاتی میں ایک سیاہ دہبہ گولے کی دہمک کا لگ گیا تھا جس کے صدمے سے حافظ صاحب گھوڑے سے گر پڑے - پگڑی سر سے اوتر گئی - خدمتگاروں نے اوٹھاکر سر پر رکھی اور منھ میں پانی ڈالا - ایک دو مرتبہ ہونٹھ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان نکلگئی احمد خان پسر فتح خان اپنی فوجکو لئے ہوئے علیحدہ کھڑا تھا - یہ حال دیکھکر فرار ہوگیا - حافظ صاحب کے بیٹے یعنی محبت خاں اور حافظ محمد یار خان اور محمد دیدار خان اور الہ یار خان اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آتے جبکہ تمام ہمراہی بھاگنے لگے تو یہ بھی میدان سے بھاگ نکلے اور پیلی بہیت کیطرف چلے گئے - نواب فیض اللہ خان اسوقت تک اون گاؤن کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے - حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر دو تین دستہ سنگلہ خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے دیرونکی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں پہنچکر فوجکو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے - دیرونمیں پہونچے تو بالکل لٹے پٹے پڑے تھے - بازار لشکر کا نام ونشان بھی باقی نہتھا - افسوس کیا اور خود بھی اپنی ریاست کیطرف روانہ ہوگئے - محب اللہ خان جو عین معرکے پہنچا تھا وہ ایک حملہ کرکے پہلی بھاگ نکلا - اسیطرح دوسرے افسر جو ابتک لڑائی میں مصروف تھے یہ خبریں سنکر بھاگنے لگے - انگریزونکی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا تعاقب دور تک کرکے بہت سے گولے مارے - نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہنچی تو ہاتھی سے اوترکر سجدہ شکر ادا کیا - اور سواروں کو لوٹنے کے لئے حافظ صاحب کے کیمپ میں بھیجا - سلطان خاں برادر

---

(۱) دیکھو گل رحمت ۱۲

لفظ ظفر کے اعداد پر کہ گیارہ سو اسی ہین عدد سر لفظ حافظ کے کہ ح ہی ملانے سے سال مطلوب
یعنی ۱۱۸۸ ہجری حاصل ہوتے ہین مساکن فلسفی مین مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونہون نے وہان گنج آباد کر کے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔
گور مہاسے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودہ مین لکھا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر
نعیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل پر ہی اس فتح سے اوس کا ازالہ نہین ہوسکتا
اور نامبردہ ثابت خان جنکا رسالہ دار تھا کہ اثاوے مین اوسکو نعیم الدولہ بہادر ثابت جنگ کا
خطاب ملا تھا اور تیس ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا
قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو رسالہ یا دو رسالہ تھا
مقرر ہوا تھا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد یلار او مرہٹہ سے کالپی کو خالی کر دیا اور سات سو
سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گو سے کالپی کے
شریک ہوگئے تھے نہ لایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک دوآبہ مین چلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو
توپ سے اوڑا دین اور آپ بندیلکھنڈ کو جاوین۔ مگر روہیلون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور
بسنت کو میوکے اودھر بھیجا جسنے وہان جاکر عمدہ کام کیا۔

کرنیل چمپین کے قول سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل چمپین صاحب نے پٹھانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی
اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بھی سننے کے قابل ہی وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون
کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجھے اوس
حال بیان کرنا ضرور ہی تاکہ گورنمنٹ انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ دنیا بھی
دستیار کے قابل نہین - لڑائی سے ایک رات پہلے مینے بعض خاص توپین اوسکی مانگین تھی
اونکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی۔ مگر اوس نے صاف انکار کر دیا۔ اور میرے کام مین اونکو نہ آنے دیا
وعدہ کیا کہ کل مین سارا لشکر لیکے موجود رہونگا اور سب طرح کی مدد کرونگا اور سوارونکو لیکر پاس
کھڑا رہونگا۔ مگر وہ لڑائی مین پاس نہ آیا دور ہی ٹیلے پر وہان کھڑا رہا جہان سے اوس کو لشکر نے
صبح کو دیکھا جب فتح کی خبر پہونچی تو اوسی وقت فوج لیکر میدان مین آکودا اور
[illegible] سپاہیون [illegible] کو خوب دل کھول کر لوٹا سپاہ کمپنی نے جو قواعد کی پابند تھی ایک پیسہ کا [illegible] افسری

کہا کہ فتح کی عزت ہمکو حاصل۔ مگر اوسکی منفعت ان لٹیروں کو ملی
اور اشٹراچی صاحب ایم۔ اے کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب تک لڑائی ہوتی رہی تو شجاع الدولہ
اور اوسکی فوج اس انتظار میں رہی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پاسا درست
رہتا ہے۔ اور جب انگریزوں نے لڑائی فتح کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں شریک ہو گئی اور [illegible]
کر دی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں سے جو ملک روہیلکھنڈ میں فتح کیا تھا اوس سے
اونھوں نے ہاتھ اوٹھایا۔ اور وہ ملک نواب وزیر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ میں پناہ لینا

حافظ رحمت خان کے مارے جانے اور روہیلوں کی فوج کو پوری شکست ہونے کے بعد انگریزی
فوج نے تین روز تک مقام کیا۔ ہزیمت یافتوں کے تعاقب کو نہیں گیا اسلئے تمام بھاگی ہوئی
جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ پہنچ گئی۔ نواب فیض اللہ خاں کثرت عقل و دانش اور تجربہ کاری
دوسرے سرداروں سے ممتاز تھے شہروزہ چلکر رامپور آئے۔ اور سامان و اسباب اہل عیال لیکر
مراد آباد اور نجیب آباد ہوتے ہوئے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام کوہستان نجیب آباد سے [illegible]
کوس کے فاصلے پر شمال کی طرف تھا اور اپنی حفاظت کیلئے مورچہ تیار کرایا۔ ہر روز اونکے
پاس روہیلوں کی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ احمد خاں بخشی اور [illegible]
میدان جنگ سے شہروزہ چلکر آنولے آئے۔ اور رات بھر [illegible] سامان و
اسباب اور اہل و عیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستقیم خاں کہ نہایت عاقل اندیش
آدمی تھا معرکہ سے نکلکر پہلی سے اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچ گیا۔

دوندیخاں اور حافظ رحمت خاں کی اولاد کا حال

محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بسولی میں اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہے کیونکہ انکو ساتھ
نواب شجاع الدولہ کا کہ عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ اور حافظ رحمت خان کے بیٹے پیلی بھیت
کو بھاگ گئے۔ گلستان رحمت کے مولف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب کے بیٹے ذوالفقار خاں کو

بریلی کی حفاظت پر مامور کیے گئے تھے۔ اوس نے بریلی میں شہر کے رئیسوں کو جمع کرکے شجاع الدولہ
کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد ہی شجاع
الدولہ کے سواروں نے بریلی پر قبضہ کر لیا۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے ناتجربہ کاری کی وجہ
پیلی بھیت سے نہ نکلے حالانکہ کوہ کماؤں کے مقام سے نہایت قریب تھا۔ سواری اور باربرداری
افراط سے موجود تھی کاش اگر اونکو سواری اور باربرداری نہ بھی ملتی تب بھی پیدل پا نکلے ہوتے
چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا۔ محبت خاں شاہ ابو الفتح کی مسجد میں جن کا شمار
اوس وقت کے نامی مشائخ میں تھا چھپ گئے نصف شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا اور شجاع
الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی تھا اسی شب کو دیوان بہادر سنگھ
کے مشورہ سے شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جبکہ ذوالفقار خاں شجاع الدولہ
کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکاروں نے اوس سے دریافت کیا کہ اب کہاں کا قصد ہے۔ بیان کیا شجاع
الدولہ کے پاس جاتا ہوں۔ اونہوں نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی اونہوں نے خواجہ لطافت کو ذوالفقار
خاں کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو ڈیرہ ملازمت میں لیجاؤ۔ اوس دن تو ملاقات
نہوئی دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچ گیا۔ شجاع الدولہ
نے محبت خاں کے پاس مرتضیٰ خاں کو بھیجا کہ وہ اونکو ڈیرہ ملازمت میں لیجائے۔

۲۳ صفر روز شنبہ کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی
جب یہ دونوں بھائی نذر دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لئے فرمایا کہ خوب ہوا تم
یہاں آگئے۔ پھر نواب بیگ خاں سے کہا کہ ہم میں اور حافظ جیو میں بڑی محبت تھی۔ یہ
دن جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جیو سے بھی کوئی قصور سرزد نہیں ہوا جو کچھ کیا
بہار الدولہ عبد اللہ خاں کشمیری اور خان محمد خاں حافظ جی کے پاس بھیجے گئے۔ پھر ایک
روز خلوت میں دونوں بھائیوں کے لئے طلب کیا۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی
منظور ہے تو کل آپ پیلی بھیت تک پہنچیں وہاں عزت سے رخصت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر
سب متوسلوں کے دل مطمئن ہو جائیں۔ شجاع الدولہ نے منظور کر لیا۔ اور اوسی وقت محبت خاں
کو پیلی بھیت کو بھیجدیا۔ اور ذوالفقار خاں کو اپنے پاس رکھا پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا
اور محبت خاں کے روانہ ہو جانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ سیدی بشیر غلام حبشی کو جو ابھی
فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پیلی بھیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنے پاس ٹہیرا کر صبح کو ساتھ لیکر پیلی بہیت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کر لے
کسی کو نہ نکلنے دے۔ شیدی نے تعمیل کی اور ۱۴ صفر کو پیلی بہیت کا محاصرہ کر لیا جو رعایا اوس
سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تھی وہ بچ گئی باقی سب گھر گئی۔ محمد یار خان۔ اللہ یار خان نصرت
خان غلام مصطفیٰ خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
واطفال تھے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پھولے
نہین سماتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اونپر بحالی ملک
و دولت کے لئے آتے ہین اور بارہ تکلیف اون کے سروں پر سوار تھی وہ کیسے ایسے دشمن خاندان
افاغنہ کے پہندے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تھا ارادت خان پسر
حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے
ساتھ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا اور وہان سے
ہوکر فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ دو تین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۱۰ صفر کو پیلی بہیت کے متصل پہنچے۔ اور قلعہ دو پاسے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
واطفال محصور تھے خیمہ زن ہوئے اور ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گھوڑے
اور ہتھیار تحصیلدار کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال و اسباب نہ چھپائین۔ شیدی بشیر کے
آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتھیار و اسباب چھین کر بہت سے نکالدئے۔ اور کچھ قید کر لئے
اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بھیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبت خان نے
جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتی۔ اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کے
لئے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ۔ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب
محلسرا ہی مین چھوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین۔ اس حکم کی بموجب ۱۶ صفر کو
محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور ہمراہیون سے زر و زیور اور اسباب لیکر شیدی
بشیر کے سپرد کر دیا اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چہوڑ دئے۔ اور خود گھوڑے پر
سوار ہوکر اور ایک ہاتھی ساتھ مین لیکر شیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے
کیمپ مین چلا گیا۔ اسکے بعد شیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال
واطفال کو کشان کشان بجبر اور رسوائی کے ساتھ نکالکر رتھہ اور چھکڑون مین سوار کرا کر اوس
ڈیرے مین اوتارا جو اونکے لئے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کھڑا کیا گیا تھا۔ اور بسنت علی خان نے ملنگو

تین کمپنیاں ہمراہ لاکر اوس ڈیرے کے پاس پاس مقرر کر دیں اور اس بندوبست کے بعد
حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا پیغام دیا کہ میں آج چاہتا تھا
کہ تم کو طلب کر کے سرفرازی کا خلعت دوں - لیکن دنبل کی تکلیف کی وجہ سے جو شب گزشتہ سے
پیدا ہوا ہے طبیعت بےچین ہے - اگر ایک دو روز میں آرام ہو گیا تو وعدہ وفا کروں گا - حافظ
رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کھدوا ڈالی پر بھی کوئی چیز دستیاب نہوئی
شجاع الدولہ شہر پیلی بھیت کو حافظ رحمت خان کے سرداروں کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے
لئے چھوڑ کر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتوں کو ساتھ لیکر جو بریلی کو مع فوج انگریزی
آئے - حافظ صاحب کا بھتیجا خان محمد خان مع بھائیوں کے بریلی میں موجود تھا - اور نواب
شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گھڑیاں گن رہا تھا - کہ کب نواب موصوف آئیں اور مجھ پر مہربانی
وتفضلات مبذول کریں - شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال واطفال گرفتار کر کے اپنے ہمراہ
لیا - محب اللہ خان وغیرہ دوندیخاں کی اولاد تھے - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندیخان
کی بیٹی تھی پروانجات سنے - اور پھر بھی بریلی اور آنولے سے نہ ٹلے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز شقے بھیجکر تغافل میں ڈالدینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست
کی خبر پہنچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میاں حسن شاہ کی معرفت اس مضمون
کی بھیجی کہ اگر بیوہ کے باب میں کیا حکم ہے - میرا کوئی وارث نہیں ہے - اگر میری ضبطی اور تاراجی منظور
ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان بار کر کے آپکے لشکر میں بھیجدوں - اگر میری حرمت محفوظ رکھنے
کا اقرار کیا جاتا ہے تو میں اپنی حکومت کی فرمانبرداری میں حاضر ہوں میرا بھی آپ پر حق ہے اسلئے
کہ میں آپکے بھائی سعد اللہ خان کی ناموس ہوں جنہنے آپ کے بڑے بڑے کام کئے ہیں
اس درخواست پر نواب شجاع الدولہ نے کئی شقے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے
لکھا بھیجے - اور شاہ یوسف علی کو زبانی مضمون کے ساتھ بیگم کے پاس بھیجا کہ بیگم کو ہماری
طرف سے دین وایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کر دیجئے - اور بیگم کو کہلا بھیجا کہ تم کو تسلی کے ساتھ

آنولے کے شور و شر کے رفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو تمہارے مصارف کے لئے جو تین لاکھ روپئے مقرر ہیں ہم اوس سے زیادہ مقرر کرینگے۔ بیگم ان بیٹا مونکی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا۔

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ ملک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ اور سالار جنگ کی معرفت اوسنے ملا اور ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تھا۔ اور جسنے اپنے بہائیوں کی گرفتاری کا حال سنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلا جاوے۔ مگر فتح اللہ خان نے اوسکو لیا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ معتقد کارندے اور دولتخواہ تھے سبنے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کچھ دکار مقصود ہے تو چمپین صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو۔ سالار جنگ سے کچھ حاصل نہوگا۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جاتا ہے گا۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالار جنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم و تکریم کی بعضی صیادی کے داون گہات پورے طور پر اداکئے سے شکار رہا تھا۔ اون کو دلیر کرکے انشانا کی برابر لائی رخصت کے وقت شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالار جنگ کے سپرد کیا کہ وہ اوسکی خبرگیری کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچ خان سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بہائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس خصوصاً ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لئے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصود کو پہنچنے والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنیکی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی سپاہ لیے ہوئے ایلچ خان سفیر
شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلوں کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی سے آرہا تھا اور اوسکے
پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کردیا تھا مرزا کا لشکر انوپ شہر کے گھاٹ گنگا
عبور کرکے اہرات کے علاقے میں پہنچا کہ محب اللہ خان اوس لشکر میں داخل ہوا اور گرمجوشی اور
اور اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریائے
گنگا کو جلدی عبور کرکے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلیں تاکہ کوئی پٹھان اور کسی
پٹھان کا مال واسباب کہیں نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اونہوں نے بلا تلاش اور بغیر جنگ
محاصرہ دام بلا میں گرفتار پایا تو بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجالائے۔ ورنہ رستے میں متفکر تھے
کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ
نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس میں ہزاروں پٹھان نواب دوندیخان کے وقت کے
معرکے دیکھے ہوئے موجود ہیں اسلئے یہ دونوں ڈرتے ہوئے بسولی کی سمت آرہے تھے اور دو تین
کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کرکے لڑائی کیلئے آجاوے
تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آرہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے
اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کریں کہ کس ارادے سے آرہا ہے۔ ہرکاروں نے
محب اللہ خان کی سواری دیکھکر اپنے آقاؤں کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر
شاداں اور فرحاں آرہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہیں۔ اگرچہ ہرکاروں کی اس تقریر سے کسیقدر
تشویش رفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دہوکے اور فریب کی راہ سے اسطرح آتا ہو اور لوٹ لے جب
محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ رفع ہوا۔ اوسکی ظاہرداری و تالیف کرکے اپنے ہمراہ
لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کرکے اوسکو لٹوا دیا۔ اور جس حویلی میں دوندے خان اور
محب اللہ خان کے اہل و عیال تھے اوسے گھیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان
اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہوکر حویلی میں گیا۔ اور وہاں کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت
سے بیدار نہوا۔ اور اپنی ماں سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے اخلاق کے حالات بیان
کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ ہمارے اوسکے میرے ہی ہیں۔

نواب شجاع الدولہ کا اونولے کو جانا

نواب شجاع کچھ روز ون بریلی مین ٹھیرے اور یہان کا بندوبست کرکے آنولے کو روانہ ہوے
اور وہان پہونچکر جابجا اشتہار جاری کیے کہ جو لوگ روہیلون مین سے زراعت پیشہ ہون اونکو لازم ہے
کہ اب زیادہ سرکشی نہ کرین اور خوشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بےخوف و خطر رہین اور نواب
سعد اللہ خان کی بیگم کی ڈیوڑھی پر پہرہ کھڑا کردیا۔ اور آنولے کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا
جانا بند کردیا اور رات کو سند نہ کے سبب ان مین ٹھیرے۔ صبح کو دونون فوجین بسولی کی طرف
روانہ ہوئین۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ
بسولی مین مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دہ ہزار روپیہ اور جیغہ سرپیچ لیکر شجاع الدولہ کے
لشکر مین پہنچے۔ مرزا آغا باقر اور مرزا اسمعیل کو جنکی مصاحبت آجکل شجاع الدولہ سے گرم تھی
یہ روپیے اور جیغہ دیے۔ اور اون کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ
بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کے
وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہین۔ اور کسیطرح کا دلمین اندیشہ نہ کرین۔ تمہارے ساتھ
اچھی طرح سلوک کرونگا۔ اور رضا جوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کردیا کہ کوئی شخص ہمارے
لشکر کا ان کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر مین رہے
پھر کبھی اون کا حال نہ پوچھا۔ ایک دن محمد بلیح خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے
لشکر کے ساتھ آتے ہین۔ اور کسیطرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ نہ کیا
اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیون سے تعرض نہ کیا۔
شیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لیے بھیجا تھا تو اوس کو حکم دیا تھا کہ ہمنے محمد یار خان
کا مال و اسباب معاف کردیا ہے کسی طرحکی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔
جس وقت شیدی بشیر آنولے مین پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی مین پناہ لیکر
بیٹھے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خاں کی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے مئو سے کوچ کرکے دریائے سوت کے کنارے خیمے استادہ کرکے
اور انگریز بسولی کے قریب ٹھیرے اور حافظ بسنت کا کیمپ دوندے خاں کے مقبرے کے قریب اترا
شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لئے حکم دیا جس قدر شاہی فوج نے اسکی
سپاہ کے ہاتھ سے باقی رکھی تھی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے پورا کیا اور شجاع الدولہ نے
دوندے خاں کی حویلی کے آس پاس نجیب خان کے پہرے کے ساتھ اپنے پہرے بھی بٹھا
دیئے جب نواب کو پورا اطمینان ہو گیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بھیجا
کہ تم اپنی ماں کے پاس جاکر ہمارا انکا رقعہ طلب کرو اور فتح اللہ نے ماں کے پاس جاکر شجاع الدولہ
کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آپ بھی پھر مدینت کہہ گیا دوسرے روز
شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندے خاں کی حویلی میں پہنچے خواجہ سراؤں کو حویلی کے اندر بھیجکر
مستورات کا جائزہ لینا اور مکانات چھڑوانا شروع کیا۔ دوندے خاں کے عیال و اطفال اور
تمام بچوں کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکال کر رکھا اور جھلکوں میں بٹھا کر
تیلیوں کے خیموں میں اوتارا۔ شجاع الدولہ ہر روز دوندے خاں کی حویلی میں جاتے اور ادسے
کھدوائے اس خیال سے کہ خزاین اور دفاین نکلینگے۔ مگر خاک نہ نکلا۔ کنوئیں میں جو حویلی کے
اندر تھے غوطہ خور گھساتے۔ اون میں سے چند صندوقچے اور جلیوں کے دو تین ہاٹ برآمد
ہوئے۔ ان سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپے جو حافظ رحمت خان کی جنگ
میں خرچی امداد کی بابت انگریزوں کو دینے کا وعدہ کیا تھا بھیجے اور ان روپیوں کی وصولی کا بیان کرتے

پچیس لاکھ روپیہ کی ہنڈی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھ روپیہ کی ہنڈی راجہ چیت سنگھ زمیندار بنارس پر بھی اور ادا کے پٹنے کے لیے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ تحریر کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدینا ۔ کوبری صاحب اور منشی غلام باسط بھر روپیہ دونوں مقاموں سے وصول کر کے کشتیوں میں بار کر کے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہنچاتے

روہیلکھنڈ کے قیدیوں کی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو رتھ اور چھکڑوں میں بٹھا کر بیلی اور پیلی بہیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزاروں بیگناہ نامور اور معززوں اور عالموں کی خاندانوں کے ساتھ سالار جنگ کی معیت میں بسولی سے الہ آباد کو بھیجا اور وہاں قلعہ میں بند کر دیا اور ان کا علاقہ تمام و کمال ضبط کر لیا۔ محبت خان بھی ان قیدیوں کے ساتھ الہ آباد کو بھیجا گیا۔ سو روپیہ روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کے مصارف کے لیے اس تفصیل سے مقرر کیے گئے۔ پچاس روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندیخان کے لیے اور چالیس روپیہ روز محبت خان اور عظمت خان اور مستقیم خان اور رحمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفی خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لیے اور دس روپیہ روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لیے ۔ ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی ۔ ان نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی میں علیل ہونا

شجاع الدولہ کو روہیلوں پر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو اسکے اسلاف قبر میں ساتھ لے گئے مبارک ہوئی۔ تھوڑے عرصے کے بعد مقام بسولی پر اوس کی ران میں ایک پھنسی جسکو ہندی میں بد کہتے ہیں نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پہلی بہیت ہی سے ہو گئی تھی اور مشہور یہ ہوا اور زبانزد یہ ہو گیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا[1]

[1] دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ غیرت کی وجہ سے ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنے ساتھ لیگئی ۔ اور جب شجاع الدولہ ننگے ہوئے تو اوسکے مار دیا ۔ مگر اس شہرت کی کوئی اصل نہتی[۱] اور بعض[۲] کہتے ہین کہ شجاع الدولہ نے خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران مین نیزہ مارا جب آنکھ کہلی تو ران میں درد پایا جسکے صدمے سے ہلاک ہوتے جاتے تھے ۔ مگر صحیح[۳] یہ ہے کہ یہ بھی جسکا مادہ[۴] آتشک سے تہا اور وہ مادہ اتنا بڑا تہا کہ اوسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کہانا پینا چھوڑ رہا رات دن تڑپنے لگے ۔ غش پر غش طاری ہوتا ۔ بیقراری کی حالت میں دنبل مذکور کو شگاف دلوا دیا پھر تو اوس سے اور بھی شدت بڑہی ۔ اور شریان کی طرف سے دوسرا منہ کرلیا ۔ پیپ اور لہو برابر کے شامل آنے لگا ۔ ڈاکٹروں اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے میں نہایت کوشش کی ۔ مگر کسی صورت سے صحت نہوئی ۔ روز بروز ترقی ہوتی تھی ۔ جراح یہان تک دعوے کرتے تھے کہ کسی لکڑی کو شگاف دیکر مرہم لگایا جاسے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ بھی بھر جاوے ۔ خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہوسکتا ۔

سیدی بشیر کا انولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو انولے کی ضبطی کے لئے بہیجا ۔ اور اوسکو سمجہا دیا کہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان ۔ اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میان حسن شاہ کی حویلیوں سے مزاحمت نکیجے باقی تمام انولے کو لوٹ لے ۔ یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا ۔ اور رہیلوں سے سخت عداوت رکہتا تھا ۔ اوس نے جاتے ہی پہنچکر تمام انولے کو تباہ و برباد کر دیا ۔ کوئی تحقیقات [illegible] کی اپنی آتش غضب میں تر و خشک سبکو جلا دیا ۔ راد ہا کشن ایک عطار تہا اوسکے دونوں [illegible] سوانٹ لیتے اوسکی اس ظلم ناک کار روائی نے تمام انولے میں تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھ موجود تہا اوس نے طلب کے لائے حاضر کر دیا ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نہ رکہا ۔ پیر روز یہی طرفہ تماشہ ہوتا تہا

مولوی غلام جیلانی خان کی شجاع الدولہ کی ملاقات

[۱] [۲] [۳] [۴] [illegible]

اور اونکی حویلی کا ضبطی میں آجانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلوں میں ایک ممتاز رسالدار تھے۔ اور اونکی اولاد اب بھی رامپور
میں باقی ہے اور معزز رہتی ہے۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونھوں نے آنولہ میں چھوڑا
بالا اونھیں کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولہ سے نکلی تھی۔ مولوی غلام جیلانی
خان بسولی میں راجہ الہ اس کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کے بیٹے
بیٹے تک عہدہ سے گئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے۔ لشکر خان جب آنولے کی طرف
کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا۔ وہ ان باقی سب قید کر لیا
مولوی صاحب کے متعلق اشخاص کو قید کر دیا۔ مولوی صاحب بسولی میں شجاع الدولہ
کے لشکر میں موجود تھے۔ عبد الرحمن خان اور محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندھاری
کی سفارش لشکر کے پاس آنولے میں لائے۔ اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت
ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ بیل اور کپڑے ضبطی میں آئے اور جسقدر گھوڑے اونٹ تھے
چھکڑے وغیرہ سامان کسبیلی میں ان کے پاس تھا وہ بہات دونوں رسالداروں کی وجہ
سے محفوظ رہا۔

**شجاع الدولہ نے روہیلوں کو ایسی بے رحمی اور بے خبری
سے ساتھ پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخوں اور پارلیمنٹ
کے ممبروں اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان
کی تاریخ میں جو کوئی ہمدردی نوع انسان اس مقام پہونچتا
ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہے**

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈل ڈالا اور سارے ملک میں ہلچل ڈالدی۔

اور تمام شہر و نہر جیاڑو چھیڑ دی - کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکھا تو گورنر کو لکھا - مگر وہ اسوقت مجبور تہا
کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین ٹہیرا تہا کہ فتح کے بعد کیا کیا جاے - غرض کرنیل
مجبور رہا - نواب کو سمجھاتا تہا کہ یہ ظلم مت کرو - مل صاحب نے اپنی تاریخ مین کہا ہے
کہ نواب وزیر نے انگریزونکی کمک سے روہیلون کی کمال بے رحمی کے ساتھ جیسا کہ ایشیا کی
ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا - تاریخ ہندوستان جس گرٹ مین لکھا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خان کی
موت نے اونکی ملک کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تہا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تہا - اور اوسکی بدقسمت باشندے
ہر ایک طرح کے ستم کا شکار رہتے - کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا برگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک شاہد تہا
اور ایسا منظر دیکہا جو مذکور کے قابل نہین - مولف تاریخ مذکور لکہتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقرہ سے لارڈ
مکالے کے اوس کلام کی لغوی سکو نکلتی جو اونہون نے اپنی فصاحت بہر تقریر مین کہا تہا - وہ یہ تہا - اوسکی بعد وہ جنگ
ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکھنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک شعلہ
جوالہ تہا ایک لاکھ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گہر چہوڑ کر چلے گئے - اور یہ سمجھے کہ بہوک اور بیماری
مرنا اور شیر و چیتے کے منہ مین پڑنا اوس قاتل کے پھندے مین پہنسنے سے اچہا ہے جس کے ہاتھ عیسائی
گورنمنٹ نے اونکے جان و مال اور عزت و آبرو چار دہ تہیلے سے بیچ ڈالے ہین - مولوی ذکاء اللہ صاحب
نے تاریخ ہندوستان مین لکہا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ نسل کا عنصر جو اپنی بہادری اور
شجاعت کا دعوے کرتے ہون وہ بیگناہون کے گانون کی آگ مین جلتے اور بچونکو ماؤنکی چہاتی پر قتل ہوتے
ہوتے صاحب عصمت عورتونکی بے عصمتی ہوتی ہوئی دیکہا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنیسے نروکین
غرض ان بہادرون نے آدمیونکو شیرونکے منہ مین بہیجا - اور شیرونکی جگہ خنزیرون کو بٹہایا نتیجہ لڑائی کا
یہ تہا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو
خاک مین ملا دیا شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تہا کہ اوس نے گورنر سے پہلے
ہی کہا تہا کہ مین اونکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کر دکہایا کوئی قطعہ زرخیز اس ملک کا
ایسا نہ تہا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا - جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو
اوس نے ایک مراسلہ وارن ہیسٹنگز کو بہت خشونت آمیز بالایم عبارتین لکہہ بہیجا - اور خاص بات پر کہ
کہ وہ روپیہ کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تنبیہ کی -
اس لڑائی پر بہت سے مورخون اور مقننون نے بڑی بحث کی ہے - گلیگ صاحب لکہتے ہین کہ ملکی ضرورتون کے اقتضا سے
دیکہئے یا احسان انسانی کے لحاظ سے غور کیجئے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہیسٹنگز نے

بہادر سنگھ پر اتنی کنا کشی اور نقاہت اور سختی ہوئی کہ صدمے سے مر گیا۔ جی گوپال پسر بہادر سنگھ
نے بھی کندن لال گماشتہ بہادر سنگھ کے ہاتھ سے اتنی اذیت اٹھائی کہ معاملات سے اپنا حق سے
دست بردار ہوگیا۔ کندن لال نے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے
ملک کا ٹھیکہ لیا تھا۔ اور بریلی میں پہنچ کر نوابانہ حکومت کر کے عیش و عشرت سے بسر کی۔ جب چالیس لاکھ
روپیے فراہم نہ ہو سکے تو اپنا لوٹ اور ساہوکاروں کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے بیشتر
آباد کیا تھا اور سینکڑوں بستیوں کو دو برس میں ویران اور پریشان کر دیا اور کندن لال کو اس کا
بد انتظام ٹھہرا کر یعنی کچھ وقت سے بلا کر راجہ سورت سنگھ نے اس کے نادان کو ضبط کر کے اور جائدادیں
معزول کر کے قید کر دیا۔

اسلامی مقدس چیزوں کی اہانت و بیحرمتی

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ میں اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف شیو پرشاد
لکھتا ہے کہ مسجدیں ویران ہو گئیں۔ خانقاہوں اور مقبروں میں تنکے کوبرے پڑا کرتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ
آنولہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد میں دارالاسلام تھا۔ اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش سے
ساتھ آبادی میں ترقی دی تھی قلعہ اور مسجدیں تعمیر کرائی تھیں۔ آنولہ کی دینداری پر بلاد اسلام
رشک رہتا تھا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخوان محمد رحیم کی مسجد میں کہ جو
ایک مقدس اور مشہور جگہ ہے رنڈیاں اور فاحشہ عورتیں رہنے لگیں۔ اور علانیہ مسجد میں بیٹھ کر
کسب کراتیں۔ بدفعلی میں مشغول ہوتیں۔ اور کوئی یہ تعرض نہیں کرتا کہ تم مسلمانوں کے ایک مقدس
مقام میں ایسا کیوں کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودھ کی روہیلکھنڈ میں حکومت کا اثر تھا اب دوسرا پہلو انکی حکومت
کی برکات کا حال سنئے۔ جام جہاں نما اور تکملہ ذکر ملوک میں لکھا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اسلام کے
مراسم اور دینداری کی باتیں جیسی اس قوم میں جاری تھیں دوسری جگہ نہ ہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت
قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ حافظ صاحب میں خود بہت سی
فضائل موجود تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ علم دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کرم
اور تقوی اور دیانت سے متصف تھے۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ میں بخشی سردار خان فتح خان خانساماں اور دوندے خان وغیرہ کا انتقال ہوکر انکی اولاد میں نفاق و فساد پیدا ہوا تھا تو اکثر رسالہ داروں اور جماعہ داروں کی کمریں کھولدیں تھیں۔ بہت دنوں سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے۔ کوئی تجارت کرنے لگا تھا۔ کوئی کھیتی کرتا تھا۔ جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے افغانوں کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ بال بچوں کو ساتھ لیکر راتوں کو پیادہ پا اپنے مکانوں سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اسوجہ سے ایک بھاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی۔ مگر تمام پٹھان نہایت بے نوائی کی حالت میں وہاں پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجھیانی۔ سنبھل۔ امروہہ۔ پیلی بھیت وغیرہ سے جو لوگ نکلے وہ یک بینی و دو گوش تھے۔ بدن پر لباس بھی درست نہ تھا۔ سامان جنگ درکنار لٹیرے تلنگوں نے سالم کپڑا بھی بدن پر نہ چھوڑا تھا۔ نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کھولدیا۔ اور تمام لوگوں کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزاروں آدمی آپکے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک زبردست فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کے ستانے کے لئے نجیب آباد کی طرف بھیجا۔ کیان برسات مولفہ رائے [illegible] لال عرف مہو لال ساکن قنوج سے معلوم ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو۔ اور ہم تم کو ملک دینگے۔ مستقیم خان نے جواب میں ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک کو دغا کر ملک دینا اور سرفراز فرمانا چاہتے ہیں۔ غلام سرکار کا غلام ہے۔ پھر شجاع الدولہ نے شقہ بھیجا کہ تم تجویز کرو ہم اسکو سرفراز کریں۔ اسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام بتلایا۔ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی بابت بھی شقے بھیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردینگے مگر کسی نے منظور کیا نواب فیض اللہ خان صاحب نے دیدار بیجا کی معرفت چمپین صاحب سے خفیہ خط و کتابت شروع کی جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئیں تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بناکر کرنل چمپین صاحب کے پاس بھیجکر دوستی کو مضبوط کیا۔ اس سفارت کا اصلی منشا یہ تھا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ بیٹوں میں سے اب بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان ہی ہیں۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان کے سپرد کیا جاوے تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا خراج دیتے رہینگے۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم مصارف جنگ کی بابت ادا کرینگے۔ اس سفارت کا

مضمون کرنیل چمپین نے لارڈ وارن ہسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا - لیکن انگریزی حکومت نے
روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کردینے کا پہلے سے اقرار کرلیا تھا - اسواسطے لارڈ موصوف نے
کرنیل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنا نچاہیئے - شجاع الدولہ کو اختیار ہی
اس خط وکتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے گذر گئی گرمی کا موسم ختم ہوگیا - اتنے دنون تک
نواب فیض اللہ خان ایک دم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نرہے - اور جابجا منادی کراکر روہیلو نکو
اپنے پاس بلاتے رہے - یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہوگئے
اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کرلیا -

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزونکی ترتیب دی
تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا - اور سب کو کھانا کھلاکر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا
بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا - اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت تحائف
اونکے پاس بھیجنا شروع کئے - پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہاں سے
لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہیئے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے - برسات کا موسم شروع ہوگیا تھا
کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روز بارش ہوتی ہے - اس صورت مین باربرداری
اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے - یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس جہمی
رتھ خیمہ اور سواری قناتون کے انگریزی لشکر مین بھجوائے اور آخر جمادی الاولی سنہ ۱۱۸۸ھ مین شجاع
الدولہ نے خود بسولی کی چھاؤنی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[1] مین کوچ کیا اور
دریائے سوت کو عبور کرکے خیمہ زن ہوئے - اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سازو سامان
کی درستی مین کیا - اور ایلچ خان کو تحریک کے لیے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا - انگریزی فوج بھی
بسولی سے روانہ ہوئی - اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھین - شجاع
الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ پتھرگڈھ پر قبضہ کیا - اور یہان کئی مقام کرکے
موہن پور کیچاٹ فوج کو ٹھہرایا - یہ گانون چھینس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہی - اور لال ڈانگ کی کنارے
جا پہونچے اور دوپہرے کھڑے کرکے مورچے قایم کرائے - شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے
آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کیمپ پہاڑ سے ملا ہوا ہے - اور راہ مین کئی ندی حائل ہین اور

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اپنی سپاہ ہردوار وغیرہ کے گھاٹوں کی حفاظت کے لئے متعین کردین اوس نے اپنے چیلے افراسیاب
کو بہت سی فوج کے ساتھ بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق ہردوار کے گھاٹ کی نگرانی
کرے اور غلہ کا ایک دانہ بھی افغانوں کے پاس نہ پہنچنے دے اوس نے ناکہ بندی کرنا شروع کی تاکہ کوئی چیز
روہیلوں کے لشکر مین گنگا پار نہ پہنچ سکے اسواسطے اب جو کچھ ان پر تکلیف شروع ہوگئی اور بھوک
اور بیمار نے اونکی جماعت کو روزبروز گھٹانا شروع مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تھے وہ ادہر عین
طاق تھے پہاڑ پر دوڑتے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑ پر جانے لگے۔ اور غلہ کی گٹھریان پیٹھ پر
اوٹھا کر لانے لگے خود بھی کہاتے اور فروخت بھی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے
تکلیف پاتے تھے اب غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا۔ گھوڑے بھی بل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے
اور چونکہ ہری گہاس کے عادی تھے۔ ہزارون تلف ہوتے۔ اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے۔ سورج
کے لوگ کہتے تھے کہ یہان گہاس جو پاؤن کے موافق نہین۔ البتہ پہاڑی گھوڑون کو جنہین گھونٹ کہتے ہین
موافق ہی عہدہ دارونکے گھوڑے معمولی راتب پانے کی وجہ سے فربہ تھے محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز
مورچون اور میدان کی جنگ طرفین مین کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہدنامہ

روہیلون کو ابھی تک یہی گمان تھا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب وہوا کے نقصان کی تاب
نہ لاکر بہت جلد اوٹھانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماری کی کثرت۔ اور روہیلون کے بے تعداد حملونکے
فوج فاتح نے محاصرے سے دست بردار ہونے کا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلونکے اکثر سردار تنگ آکر
صلح کرنے کی طرف مائل ہوئے۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنل چمپین کو اس معاملے مین ایک
صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کی خیالات بہت وسیع تھے اور اونکی طلب بہت زیادہ
تھی۔ ملک میان دوآب مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے
تجویز کی مگر اون کے مصاحب کار احمد خان خانسامان نے اون کو اس عطیہ پر راضی
نہونے دیا۔ اس تقریر مین بھی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور ہنوز کوئی تصفیہ قرار نہ پایا تھا
ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوجے مورچے بوسی آگے بڑھکر دو میل تک روہیلون سے کچھ قریب ہوگئے
اور [illegible] کردیے۔ اور روہیلا [illegible] تک جا پہونچے۔ روہیلونکو خوف ہوا کہ [illegible]

دوسرے پہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ
روز صبح سے ملاؤں میں یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کر لیا ہے۔ اب پٹھانوں کا
تخم یہاں سے مٹا دونگا۔ اور بالفعل جو زمین انکو دونگا۔ اونکی انانیت کا ٹھکانا نہ خدا کی طرف سے اونکو
لارڈ ہیسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنل چمپین کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ۔ کرنل
چمپین نے چٹھی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ میں اب یہاں نہیں
ٹھہر سکتا کلکتہ کو جاؤنگا۔ جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متحیر ہوئے اور نہایت منت
پذیری کے ساتھ کرنل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھے ایکبار نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرا دیں۔
اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے دیا اور اسے رخصت کر کے ڈیرے پر آئے۔ اور اون کو اس
بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خان کے پاس جا کر اونہیں سمجھا کر میرے
پاس یا اپنے لشکر میں لے آئیں۔ اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیجدیں۔ نواب شجاع الدولہ یہ باتیں
کر کے کرنل چمپین سے رخصت ہو کر اپنے خیمے میں آئے۔ اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اوسکو
یہ پیغام دیکر کرنل صاحب کے واپس بھیجا کہ میں پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو
دیتا ہوں۔ اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے
پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلا کر خلعت سرفرازی عطا کرینگے۔ پھر اونکی باپ کے
رسالدار آپکا ساتھ چھوڑ دینگے۔ چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لئے ایک شقہ
الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہاں بھیجدو[1]۔ کرنل چمپین نے اپنی طرف سے تورک صاحب اور
بارنی صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بھیجا۔ سوال و جواب طے
ہوگئے تو کرنل چمپین خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے۔ اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا۔
اور اونکا اطمینان کر کے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ میں لے آیا۔ کرنل صاحب نے ایک خاص خیمہ
نواب صاحب کے ٹھہرنے کے لئے استادہ کرایا۔ اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس
لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی۔ اور ایک مرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے ڈیرے
پر بازدید کے لئے آئے۔ شجاع الدولہ نے ضعف کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

[1] یہاں تک فرح بخش سے نقل کیا ہے۔ اس کے آگے گلستان رحمت و گل رحمت و اخبار حسن
وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ [2] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور انکی اصلی جاگیر پر کہ شاہ آباد اور سرساوان اور جو محلے تھے چھوڑ گئے اسباؤں اوسکا یہ
اور بلاسپور اور بہیر اور ٹھاکردوارہ اور سترگڑھ اضافہ کرکے نوپرگنے جو دو لاکھ چھتر ہزار روپیہ
کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں مذکور ہے کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خان کے اہل و عیال اور دوندے خان کے
اہل عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطے شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت
حکم دیکر محبت خان کو الہ آباد سے واپس بلا لیا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہوچکی
عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷ اکتوبر ۱۷۷۴ء مطابق رجب ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔
اس عہدنامے میں یہ بھی تھا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوجیں پانچہزار آدمیوں سے زیادہ نوکر
نہ رکھ سکیں گے۔ اور اس فوجیں سے بشرط ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار
سپاہ دینا پڑا کریگی۔ اور اگر وزیر خود فوج کے ہمراہ جاینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اونکے ہمراہ
رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے نکال باہر نکالدینگے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزوں کا عہد و اونکے سوا اور کسی سے تحریر کی
رسم جاری نہ رکھیں گے اور وزیر کے دوستوں کو اپنا دوست اور انکے دشمنوں کو اپنا دشمن تصور کرینگے
اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہینگے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اوسکی تعمیل کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک حال رہینگے۔ جام جہاں نما میں
لکھا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خان سے چالیس لاکھ روپیہ بطور نذر شجاع
الدولہ نے لئے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنیل چمپین کی معرفت پندرہ لاکھ روپیہ نواب فیض اللہ خان
نے نواب وزیر کی نذر کئے تھے۔ اور فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خان نے پچاس لاکھ روپیہ
کے قریب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز و سالم خان اور کرنیل چمپین کو دیکر صلح کی
نواب فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئے اور انہوں نے
وقت رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چھ بھائیوں میں سے دو بھائی باقی رہ گئے ہیں۔ محمد یار خان جو ایک مدت
آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کر دیجئے شجاع الدولہ نے قبول کرکے
اجازت دیدی نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت
کر دینے کے بابت میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجی۔ اور اوسپر دستخطی حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ
اپنے بھائی بیمار کی زبانی ہی تھا۔ یار خان کو کہلا بھیجا کہ بہتر ہے تم رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خان نے ہمراہ

چلے جاتو محمد یار خاں نے جو بہار کی بات کا اعتبار نہ کیا۔ بلکہ شیو پرشاد مولف فرح بخش کو جو بہار کے
ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بدون جائداد کے میں آپکے لشکر سے نہیں جاؤنگا
شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی و پر
شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت
نماندہ شمارا بخواہش و آرزو تمامی آمدہ اند لہذا یک چیزی جائداد مقرر خواہند نمود والا بعد چندے در فیض آباد
نزد اینجانب بیایند از فضل الہی جائداد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا مولف کہتا ہے کہ معاہدہ کے
بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے
سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اونکے عیال
و اطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں بھیجدیا۔ اور فرح بخش کا مولف بتاتا ہے کہ صلح
کی کاروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی روشناس
اور ملاقی تھے کرنل چیمپین کے مواجہ میں گنگا پار اوتار دیے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خاں وغیرہ
پسران بخشی سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جیمس گرینڈ میں مذکور ہے کہ ۱۷۸۱ء میں جو ایک
بیان لندن میں شائع ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے
گئے تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتھیار تھے ان
روہیلوں کو اس ملک سے نکالنے کے واسطے انگریزی فوج ہمراہ ہونگے صلح میں رام گھاٹ کے پاس کچھ عرصے
تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی۔ لیکن صرف جنگی تعداد سات لاکھ تھی اونہوں نے
فاتحین کے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں جس زمانے میں ایک ادنے مرتبے سے اعلیٰ مرتبے
کو پہونچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اوسکے
دشمن تھے مگر مصلحت سے وقت دوست بنکر تھا سردار میں مصروف تھے یہانتک کہ اپنی لڑکی
ساتھ منسوب کردی تھی۔ اور ہمیشہ اوس کے قلب کی تالیف کرتے رہتے تھے مرزا نجف خان نہایت

جوانمردی اور فتوت کا آدمی تہا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کو دلی بات سمجھتا تہا اور پرانی
رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو اداب بجا لاتا تہا۔ ہم لکھتے ہیں کہ روہیلوں کی قسمت پلٹا کہا گیا
اور اونکا ملک چھن گیا اونکی ملکات میں سے حصہ بقدر ملک مثلاً ہجری میں مرہٹوں کی مدد سے نواب ضابطہ خان
سے نکلکر نواب نجف خان کے قبضے میں آیا تہا اوسمیں سے بعض حصہ جیسے چاندپور نگینہ اور پتھرگڑھ
وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ فتح اللہ خاں اور محب اللہ خان اپنے دوندیخان کے ملک سے
ملحق تہا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اوس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تہا اور
جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خاں اور اولاد دوندیخان و پسران بخشی سردار خان
و اپنے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اوس میں سے بعض حصہ گنگا کے شرقی اور شمالی سمت جیسے
اوسی میں ملحق تہا جیسے شاہجہانپور بریلی۔ آنولہ پیلی بہیت اور بداون وغیرہ۔ اور بعض ملک آب کیطرف تہا
جیسے سنبھل مرادآباد اور امروہہ وغیرہ۔ اور کچھ ملک کاسگنج اور دریاگنج اور سہدیا گنج وغیرہ وہ تہا
کہ احمد خان بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد میں مرہٹوں کو دیا گیا تہا۔ اور وہ سب ملک
مقبوضہ مرہٹوں کے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتھ سے انکو شکست عظیم حاصل ہونے کے
بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خاں اور احمد خان بنگش اور دوندیخان اور نجیب الدولہ
نے باہم تقسیم کر لیے تھے۔
غرضکہ ان تمام علاقوں کی تقسیم کے لیے مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر
آیا تہا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت میں سے بادشاہی حصہ مانگا۔ وزیر نے عہدنامے سے انکار نہیں کیا۔
اوسکی نقل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپین کے پاس بھی بھیجی تھی۔ مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے
پاس جو نقل عہدنامہ کی ہے اوسمیں یہ شرط ٹھیری تھی کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئیں
اور چونکہ وہ خود نہیں آئے اسلیے عہدنامے کی تمام شرائط باطل ہو گئیں۔ مگر کرنیل صاحب کے پاس
اوسکا نسخہ موجود تہا اوس میں کہیں اس بات کا ذکر نہ تہا جب اوسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اونسے
اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلوں کا ملک فتح کر دینا تہا اگر شجاع الدولہ نے اپنا
عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب نجف خان اور بادشاہ اونسے لڑیں تو تم کسی کیطرف
نہ ہونا۔ مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سونپ دیا
اور نجیب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک گنگا کے اس پار تہا جیسے چاندپور نگینہ۔ اور پتھرگڑھ
وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا۔ اور تھوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا تہا کچھ ملک حافظ رحمت خاں

اور اولاد دوندیخان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا نجف خان نے خود لیا اور
بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا
اور شجاع الدولہ روہیلونکے ملک کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور اونہوں نے پچاس ہزار کے
قریب پیادہ و سوار ملک روہیلکھنڈ اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لئے
مقرر کئے شیدی محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لئے قلعہ پتھر گڈھ میں رکھا
اور اپنے بیٹے سعادت علیخان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور اونکے ساتھ مرتضیٰ خان بڑیچ اور لطافت اور
گوپال راو مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے میں مقرر کیا اور بہت
بہادر اور راجہ اوگر کو اٹاوے میں۔ اور بسنت علیخان کے کمبو کو رامپور کے ساحت میں مقرر کیا۔

لال ڈانگ سے محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ معاہدے کی تکمیل کے بعد غرۂ شعبان ۱۱۸۸ ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے
اور اونکے کوچ سے پانچویں دن روہیلے لال ڈانگ سے اوترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے
یہاں اونکے متعلقین اور بال بچے پڑے ہوئے تھے۔ اون سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل
پہنچے تو محبت خان ۲۶۔ رجب ۱۱۸۸ھ کو یہاں آئے ملا [۱]۔ شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے
اور وعدہ کیا کہ فیض آباد پہونچکر جو تمہارے حق میں تجویز کیا ہے عمل میں لاونگا۔ پانچویں رمضان کو لکھنؤ پہنچے
اور شوال میں فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفاے وعدہ میں سہل انگاری کا عذر کیا۔
اور ہزار روپیہ ماہوار خرچ کے لئے مقرر کردئے۔

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

---

[۱] فرح بخش میں اسیطرح ہے ۱۲

[۲] لال ڈانگ سے غرۂ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر الملوک مولفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
کے تکملے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مراد آبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل میں محبت خان
کا ملنا گل رحمت میں بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کیطرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان داروغہ
توشکخانہ کو جو نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور سودائی کے جو شجاع الدولہ
کے لشکر میں بیگم کیطرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت
آنولے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائیں۔ مرزا اور سپاہی آنولے میں آئے جب یہ حکم سنایا
تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا۔ آنولے کے تمام باشندے رو رہے تھے۔ محل کی عورتیں
ہائے ہائے کرتی تھیں۔ اور ہر چند شقے شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کے لئے بھیجی تھی
اور اوسمیں خدا اور رسول و دین و ایمان اور حضرت پنجتن کی قسمیں لکھی تھیں انکو دیکھتی تھی اور آہ
آہ کرتی تھیں۔ جو کوئی اونکا شور و شین سنتا تھا وہ بھی سر دھنتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اوس دن اور رات آنولے
میں حشر برپا رہا۔ کھانا پینا سب موقوف تھا۔ غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئی

بخشی سردار خاں کے دو بیٹوں کا حال

احمد خاں پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی۔ کیونکہ احمد خان نے
اونسے رام گھاٹ پر ملاقات کر کے عہد و پیمان باہم کر لیا تھا۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گھاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خان نے
پھر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کوڑیا گنج میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر پہلے عہد و پیمان کو
تازہ کر لیا تھا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا اس سے نواب
شجاع الدولہ اوس پر بہت غصے تھے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا
شکر ہے اوس نے مجھکو روہیلکھنڈ کے آدمیوں کے خون میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا
مگر میں احمد خان کو ضرور قتل کراونگا۔ اور اپنے افسروں کو حکم دیدیا تھا کہ احمد خان کو جہاں پائیں
قتل کر ڈالیں۔ مگر احمد خان شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ میں جا چھپا اور
برابر مورچوں کی تیاری اور نواب فیض اللہ خان کی خدمتگذاری میں مصروف رہا جب نواب
فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں نواب
فیض اللہ خان سے کہا کہ ہمکو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے۔ مگر چونکہ وہ آپکی رفاقت میں ہے
تو ہم نے اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شجاع
الدولہ کے حکم کا ٹالنا کسی کی مجال نہ تھی۔ نواب فیض اللہ خان نے مجبور ہوکر قبول کیا اور یہ

اور احمد خان اور اوسکی بہائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کر دیا۔

شہامت خان ابن بخشی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تہا۔ اور ہر ایک طرح سے اونکی ساتھ اخلاص رکہتا تھا۔ خلا اور ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گہوڑے طلائی اور نقرئی زیوروں سے آراستہ کرکے اور اچھے اچھے شال دوشالے اونکی پاس تحفۃً بہیجا کرتا تھا۔ اور اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجہتا تہا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پہولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دلجمعی سے آنولے میں بیٹھا رہا اور ہر وقت اس انتظار میں تہا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجہتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش صاحبونکے اغوا سے آنولے میں بیٹھا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھ جو نواب شجاع الدولہ کیطرف سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کیلئے آنولے میں آیا ہوا تہا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سید عیار کی تواضع کر دیا تہا صدق علی نے جو دیکہا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنے پاس رکہہ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے از بس مسرور تہا کہا کرتا تھا کہ میرا خاندان شاہ صدق علی صاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزاروں شکر کرتا تھا کہ ایک بستی کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شیدی بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس ہولی کی چہاونی میں جمع کردیں۔ بشیر کو پٹھانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکھ بہیجا کہ بیٹے شہامت خان کا سارا مال جمع کراکے فلاں دوکان پر رکہوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہی لے لیا جاوے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکہتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بہیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کرکے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہوکر کہنے لگی کہ تمام روہیلکہنڈ میں یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبرون مین سے تین ممبر فرانسس اور کلیورنگ اور مانسن
روہیلونکی لڑائی کو سراسر ظلم و ناانصافی سمجھتے تھے - اور ابتک اون کو یہ علم بھی نہ تھا کہ
لڑائی ختم ہوگئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے - اونہون نے کرنیل چمپین کے نام
مراسلے مین لکھوایا کہ ہماری چٹھی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھہ روپیہ جو روہیلوں کے استیصال کے
واسطے ٹھیرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے
نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کرسکتے ہیں تو جسقدر روپیہ وصول ہوسکے وصول کرو اور
باقی روپیہ کی ضمانت لے لو - اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ
کو روہیلون کے ملک سے نکالکر اودہ کی سرحد قدیم میں لے آئے - اور اگر نواب اسپر راضی نہوں
تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمات سے جدا کرکے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آئے -
مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جاے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہوگئی اور اوسکے
اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھہ روپئے سرکار کمپنی کو وصول ہوگئے - اور نواب وزیر اپنی دارالسلطنت
مین اسلئے آگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین - اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ مین آگئی ہے
جو سرحد اودہ کے قریب واقع ہے - اسپر گورنر جنرل نے ممبر کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب
نواب وزیر سے مت کرو - مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے مین وہ کہتا ہے وہ ممبران کونسل کو زہر
معلوم ہوتی ہے اور اوسکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی - اوسکے کہنے پر کچھہ خیال نہیں کیا کہ کون ایکلے
مراسلے مین فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنیل چمپین دارالسلطنت اودہ مین نجاے اور نواب کی
ملاقات سے چودہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اوسکو لکھے گئے ہین

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھے - فیض آباد پہونچکر کئی مہینے علیل
رہکر اوسی بند کے صدمے سے ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ جنوری سنہ ۱۷۷۵ع[1]
کو راہی شبستان عدم ہوئے - منتخم خانی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولوالعزم تھے اسلئے

[1] مفتاح التواریخ مین یون لکھا ہے - اور خزانہ عامرہ مین ۲۳ ذیقعدہ ہے - اور سیر المتاخرین و تاریخ
مظفری مین ۲۳ - ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۸ ذکر ملوک مین ۲۵ ذیقعدہ ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہر آلود سے ہلاک کردیا ہے ۔ غلام علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎

کرد از عالم فانی رحلت ۔ ہاسرو غالب صاحب صولت ۔ گشت تاریخ چو آن یکتا مرد ۔ رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

چون شجاع صفدر و میدان صیال	رفت سوے ملک باقی زین سرای پرگزند
شد شجاعت بیسروپا و سخاوت عزم ہم	تلخ شد از ماتمش از گریہ و زاری بلند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سروپا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کرے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین ۔ تو گیارہ سو اٹھاسی پورے ہوجاتے ہیں ۔

دیگر

چون شجاع الدولہ شتافت از جہان	عالمی در ماتمش مغموم شد
رفتہ از ذیقعدہ بست و چار روز	رفت شب زین عالم فانی گذشت
بود سال فوت آن والا نژاد	یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

ہاے کیا کیا اولوالعزمیاں دکھائین کیسی کیسی خونریزیان کین ۔ انجام یہ کہ خاک ۔ بموجب آیہ کریمہ **لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون** موت سے تاخیر نہین ہوسکتی ۔ لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہین جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر مین علانیہ ہوجاتے ہین ۔ حضور صاحبقرانات شجاع الدولہ کے جو وجوہات مولف سیر المتاخرین کے دل مین پیدا ہوتے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہین ۔ شجاع الدولہ نوجوان ارزومند دنیا سے گذرے اور جسقدر انہوں نے اقتدار پایا تہا اوس سے ہنوز ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے ۔ اگرچہ صفات حمیدہ بھی اونکی ذات مین تھے ۔ مگر بعض باتین ایسی بھی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی پاداش مین حق تعالے نے بہت جلدی ہین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹہانے کی مہلت نہ دی ۔ اور ہزار افسوس ہے کہ ساتھ رہگراے ملک عدم ہوے ۔

(۱) میر قاسم علی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی۔ گو خان مذکور اس کا سزاوار تھا۔ لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم نہ تھا کہ جو کوئی اپنی پناہ میں آئے اور اوس کے ساتھ کلام الٰہی اور انبیا اور آئمہ طاہرین کی قسموں کا واسطہ کر کے عہد و پیمان کیا جائے اوسی کے ساتھ بدعہدی کر کے دغابازی کرے اور لوٹ مار کر کے ایسے امیر با توقیر کو ننگا و بھوکا نکالدے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ خواروں کے حق میں ایسے بدگمان ہوئے کہ اوس جماعت کو جو لاکھوں سے زیادہ تھی بکلیہ روزینہ اور وجہ معاش سے کردیا اونکی اراضی اور دیہات کو ضبط کرلیا۔ جس کے نتیجے میں خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گھر کے دروازے بند کر کے شرم سے منہ نہ دکھایا۔ اور جان دی۔ اور بعض نے فقیری کا پیالہ میں لیکر در بدر بھیک مانگنا شروع کی۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تھا کہ اونہیں کو سزا دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تھا کہ اس سے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالےٰ کسی نیک و بد کی روزی کبھی نہیں بند فرماتا (۳) عموماً اپنے چھوٹے آدمیوں اور بالتخصیص اونکی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ بہت کم کرتے تھے۔ اور نہ اونکی عرض و معروض پر کان دہرتے تھے (۴) اپنے مکانات کے بنوانے میں کسی کے محل اور جھونپڑے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کے مکانات مع مال و اسباب سیلداروں کے ہاتھ سے کہدوا کے۔ اور خاطر خواہ اپنی عمارات بنوائیں۔ اس ظلم و بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون سنتا تھا۔ مؤلف سیر المتاخرین نے سبب قریبی کو چھوڑ دیا تعصب کی پٹی اوسکی آنکھوں پر چڑھی ہوئی تھی اسلئے وہ اسے نہیں دیکھ سکا۔ اور وہ سبب قریبی روہیلوں کا نہایت قساوت اور بے رحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے۔ ہزاروں امرا۔ علما۔ فضلا۔ مشایخ اور گوشہ نشینوں کی جاگیریں اور ملکیں محض تعصب مذہبی اور قومی کی وجہ سے ضبط کر کے نان شبینہ کو محتاج کردیا۔ اور اون میں سے ہزاروں کو نہایت سختی کے ساتھ قید کیا۔ اون کی عبادتگاہوں کو خراب و برباد کرایا۔ اون کی عورتوں کی ننگ و ناموس کو خاک میں ملوایا۔ اونکی گاؤں کو آگ میں جلوایا۔ بچوں کو ماؤں کی چھاتی پر قتل کرایا لاکھوں آدمیوں کو گھر سے بے گھر کردیا۔ اور اون کو قتل کرا کے اونکی لاشیں چیل کوؤں کو کھلوا دیں۔ اونکی ساتھ اللہ اور رسول کی قسمیں کھائیں۔ پنجتن اور قرآن کا درمیان میں واسطہ کیا۔ اور پھر دہوکا دیا۔ اور کسی وعدے پر لحاظ نہ کیا۔ غرضکہ روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بے کسوں کی مظلومی سے غیرت الٰہی جوش میں آکر شجاع الدولہ

انتقام لینے کو آمادہ ہو گئی - اور اوسکو ملیا میٹ کر دیا - اور جن لوگوں نے انکے خون سے
ہاتھ رنگے تھے اونکے گھروں میں سے یک لخت حکومت و ثروت شامل ہو گئی - اور منتقم حقیقی نے
مکافات میں ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلوں کی بیکس عورتوں پر زر و مال
کے لئے تشدد کیا تھا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور مان وغیرہ پر پانچ چھہ برس کے
ہی عرصے میں ظہور میں آ گیا - باوجودیکہ اونکی ریاست بنی ہوئی تھی - سیر المتاخرین کے مولف کو
دو وجہ سے روہیلوں سے سخت عداوت ہے - ایک تو اوس کے باپ نے نواب علی محمد خاں کے
ہاتھ سے بریلی میں زک پائی تھی - دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوٰۃ تھے
اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تھا - اور وہ اسی تعصب عداوت کی وجہ سے روہیلوں کو اپنی
کتاب میں افاغنہ ملاعنہ اور افواج شام اور افاغنہ عفریت نژاد اور دون زادان کے
ساتھ یاد کرتا ہے - شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پر ایک دنبل نکلا تھا
چونکہ اونکے باپ اور نانا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تھی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی
کا خوف پیدا ہوا - اور پانچ لاکھہ روپیہ نذر مانا - اور بعد غسل صحت کے ایفا سے نذر موعود فرمایا
مگر مقدر تو مرگ موروثی تھا آخر کار بدسے یہانتک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہو گیا - اور
اوسی بلا میں مبتلا ہو کر تسلیم لقا کی راہ لی - شجاع الدولہ نے ۴۴-۴۵ برس کی عمر پائی
سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں پیدا ہوئے تھے - اور سنہ گیارہ [illegible] میں ۲۳-۲۴ برس کی عمر میں تخت نشین
ہوئے تھے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی - اونکی وفات کے دن فیض آباد میں شور محشر برپا تھا کوئی
شخص ایسا نہ تھا جسکی آنکھوں سے آنسو نہ گرتے ہوں جسطرح ایام محرم میں بعض مجالس میں شورش
ہوتا ہے یہی حال اونکے واقعہ جانکاہ میں گذرا تھا - تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و
اور شان و شوکت کے ساتھ اوٹھایا گیا - مرزا علی خاں اور سالار جنگ ابنائے محمد اسحاق خاں
جو شجاع الدولہ کے سالے تھے مع عمائد کے جنازے کے ہمراہ ہوتے ابھی مدفن تک
نہ پہونچنے تھے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا اماتی ملقب بآصف الدولہ جانشینی
کی تمنا میں بہت مضطرب ہوتے - اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بھائی
کو مسند نشین کر دیں پس مروت و حیا کو بالاے طاق رکھہ کر اپنے متوسلوں کو حکم دیا کہ جلد ہمارے
ماموؤں کو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کر کے حضور میں لائیں[1] - خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

گلاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوئے جہاں انکے والدین کے تفویض ہوئے تھے۔

ازواج و اولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزاروں کو پہنچگئی تھی۔ لیکن انمیں سے ۵ صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی امۃ الزہرا بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحاق خان ابن غلام علی ابن مرزا حسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۲۴ تھیں۔ انمیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطنوں سے ہیں۔

صاحبزادوں کی تفصیل

(۱) مرزا یحییٰ عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے

(۳) نواب عضد الدولہ شجاعت علیخان عرف مرزا جنگلی۔

(۴) نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھوا میر تخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بخفوحت نکالے گئے۔ عظیم آباد مر گئے)

(۵) نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا جاپڑ

(۶) محمد علی خاں (یہ مرزا جاپڑ کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) نواب رستم علیخان۔

(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخان

(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔

(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خاں۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حید خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان - یہ صاحب نواب سعادتعلیخاں کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے - امام بارہ نواب آصف الدولہ میں اوترے - ہر روز دربار میں جا . روشنی کے وقت جایا کرتے تھے - عطر کا بہت شوق تھا - ایکدن نواب سعادت علیخاں کی فرمایش کے موجب بہت تحفہ عطر لے گئے - اونھوں نے ناپسند کیا - اونھوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور بے پاس خاطر چپکے کہکر چلے آئے - بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلاے معلی کو چلے گئے - زیارت کرکے بصرے میں آئے اور بالیونکے مہمان ہوئے - کچھ بیمار ہوئے انتقال کیا - تابوت روانہ نجف اشرف ہوا -

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخان بڑے

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخاں چھوٹے -

(۱۷) نواب مرزا شیدہ علیخان -

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخاں -

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخان بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخان

(۲۲) نواب نجابت علیخاں -

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخاں -

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخاں -

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی نہوئی تھی - اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتیں کیں - نواب آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خانان خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ ہوا تھا - اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے - اور شادی میں شریک تھے -

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی ۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی ۔ اور بے اولاد رہی ۔

(۲) حسینی بیگم ۔ یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے نات بھائی سے کتخدا ہوئی ۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی ۔ اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے ۔

(۳) جھنی بیگم ۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا مجوؔ سے بیاہی گئی ۔ فیض آباد میں جھولے سے گر کر مر گئی ۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی ۔

(۴) عزت النسا بیگم ۔ اسکی شادی جھنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخاں کے عہد حکومت میں مرزا مجوؔ کے ساتھ ہوئی ۔ اور بے اولاد رہی ۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم

(۶) زیب النسا بیگم ۔

(۷) جینا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم ۔

(۹) حاجی بیگم ۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم ۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم ۔

(۱۶) انجم النسا بیگم ۔ مشہور رہی کہ انجم النسا بیگم کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھیری تھی ۔ اس عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا وہاں نجف خاں بھی مر گیا ۔ انجم النسا ادعد ملکشاہ کے عہد میں کہ سنہ ۱۲ ھجری مطابق سنہ ۱۸۱۵ء عیسوی تھے روانہ عتبات عالیات ہوئی ۔ بادشاہ معہ جمیع شاہزادوں اور امرا کے

کربلا سے خدا بخش میں پہنچانے آئے۔ بندر بمبئی سے اپنی جزرسی کے سبب کسی مغلیہ عرب پر سوار
ہوکر روانہ ہوئی۔ جہاز کے صدمہ کی سن پیری کے سبب کہ ۶۰ برس کی ہو چکی تھی متحمل نہیں ہوئی۔
انتقال کیا۔ جنازے کو صاحب جہاز بوجہ جلد روانے لے گیا۔ شاید نجف اشرف میں
دفن ہوئی۔

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخان کو یہ منظور رہا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ
غریب ہوں اونکے شادی کر دیجائے۔ مگر سوائے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن
رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تابعداری نہ ہو سکے گی۔ تنہائی کے ساتھ عمر دراز
رہیں۔ انکی تنخواہ ستر روپیہ رکابی فیض آباد میں تھی۔ حسب الطلب نواب سعادت علیخان
کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں۔ پنج محلہ رہنے لگیں۔ جہاں اور محل نواب آصف الدولہ
کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علیخاں نے ان سب کی تنخواہ اڑہائی اڑہائی سو روپیہ ماہوار
مقرر کردی۔ محمد تحسین علیخان ناظر رہا۔ ایک دفعہ قلت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات
سے تنگ کر محل سے باہر نکل پڑیں۔ صحن دروازہ اور صحن باغ کے راستے بند کر دیئے۔ پنج محلہ میں
سرکاری کوٹھی تھی۔ بیبیاں نے اپنا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے
سب کی تنخواہ پانسو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کردی۔ اور انہوں نے کچھ اسباب منقول اپنی لوٹ کا
واپس کردیا۔ اور نواب سعادت علیخاں کو اکثر کہتی تھیں کہ تم ہو تو ہی ہم ہیں۔ اگر انصاف کرو
تو ہم واجب الرحم ہیں۔ نواب صلہ رحمی کے خیال سے درگذر کرتے تھے۔ نواب سعادت علیخاں
کے انتقال کے بعد انجم النسا اور زینب النسا اور حبیبا بیگم نواب غازی الدین حیدر بادشاہ سے
خفا ہو کر لارڈ ہاسٹنگز کے پاس بنارس گئیں۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے قلت
شاہرہ کی بابت عرض حال کیا۔ جواب ملا کہ آپ نے کیوں اتنی تکلیف اٹھائی۔ ہم خود لکھنؤ
جاتے تھے جیسا مناسب ہوتا کیا جاتا۔ ناکام پھر آئیں۔ غازی الدین حیدر نے سب کے
سات سات سو روپیہ مقرر کردیئے۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں طفولیت میں مرگئیں۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے۔ ایسے شخص باہم بھائی

سمجھے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ میں تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے چھ شخصوں سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ ٹکیلہ والی ریوان مکندپور کے دو بھائی[1]

(۲) نواب سعد اللہ خاں پسر نواب علی محمد خاں روہیلہ[2]

(۳) نجیب الدولہ امیر الامرائے دہلی والی نجیب آباد[3]

(۴) مہاجی سیندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی ہے[4]

(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی[5]

نواب آصف الدولہ یحییٰ خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحییٰ خان اور عرف مرزا امانی تھا اواخر ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدہ میر آتشی اور غسل خانہ کی خدمت دی تھی ان کا تنے سکا دہرا بدن کے دہرے چھوٹا تھا اس وجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی جسکو ایک نظر دیکھ لیا وہ چیز پھر انکے ذہن سے نہیں اتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دھوم دھام سے کرتے تھے۔ جس دوکان میں سر بازار تعزیہ ملاحظہ کرتے تو دو سے زیادہ پٹکے کسی سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپیہ نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تھا لیکن اور جشن شب برات بھی ہر سال لاکھوں روپے صرف کرتے تھے۔ ان کے باورچی خانہ کا صرف روزانہ بائیس روپیہ سے زیادہ تھا جب ہاتھی پر شکار کو جاتے تو ان کے ہمراہ چالیس چالیس ہاتھی باندھ لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ کو شجاع الدولہ کا جام حیات لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

---

[1] دیکھو گلستان پرکاش ۱۲ [2] دیکھو فرح بخش [illegible] گل رحمت ۱۲ [3] دیکھو تاریخ فرخ آباد تحفہ آرون ۱۲
[4] دیکھو عماد السعادت ۱۲ [5] دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد اونکے جنازے کو دفن کے لئے لے چلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے ۔ آصف الدولہ نے اپنی مسند نشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار اونکے واپس لانے کو روانہ کئے ۔ اول تو اونہوں نے دنیوی ننگ و ناموس کا لحاظ کرکے مراجعت سے عذر ظاہر کیا ۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہو کر واپس ہوئے ۔ اور اونکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے ۔ آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس[1] اور مسٹر گلڈ ہی کو جو ان ایام میں کہیں باہر رہتے تھے اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے ۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو ۔ اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی ۔ باتوں میں آصف الدولہ کی تسلی کرکے انجام کار پر نظر فرمائی ۔ مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہو جانے ہماری مسند نشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگونکو دیا جاوے گا ۔ اونہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا ۔ اور بموجب آئین وراثت کا بھی مستحق ہے ۔ دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں ۔ بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے ۔ پس اس خیال سے دستار وزیر ریاست اونکے سر پر باندھی ۔ اون دونوں انگریزوں نے تہنیت ادا کی ۔ اعیان دولت حاضر ہوئے ۔ اور لوگ بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے ۔ ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ کرنے پائے تھے کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی ۔ اور کوئی جھگڑا اونکی جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا ۔ کیونکہ کوئی اور مدعی سلطنت نہ تھا ۔

تاریخ مسند نشینی آصف الدولہ

گشت از بانگ آصف الدولہ پر رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضی خان جو ایام صاحبزادگی سے میر ساماں تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نائب

---

[1] دیکھو قیصر التواریخ ۱۲

بنایا اور مختار الدولہ ہیبت جنگ خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ ہفت ہزاری منصب اور نوبت اور ماہی مراتب بھی عطا کیا اور جہنلی کا شقہ اور انکے چھوٹے بیٹے مرزا بزرگ کے نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال رائے پسر نول رائے کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانسامانی حسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ سراؤنکو سپرد کیا۔

حسب نسب مختار الدولہ

سید مرتضیٰ عرف آغا جانی بن سید محمد باقر بن مصطفیٰ المخاطب بہ مصطفوی بن سید احمد الملقب بہ طباطبا خان صحیح النسب ایران سے تھے۔ سید احمد نادر شاہ کے عہد میں ایران سے نکلکر اپنے بیٹے مصطفیٰ کو ہمراہ لیکر ہندوستان میں آئے تھے اور زمانے محمد شاہ اورنگ زیب کے عہد حکومت تھا شاہجہان آباد میں موسوی خان کے مہمان ہوئے اور فرخ سیر کے عہد تک بحالت رہی نواب برہان الملک کے ساتھ ولایت سے شناسائی رکھتے تھے۔ اون سے ملاقات کرکے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی پالی تھی وہ لڑکی سید مصطفیٰ سے عقد منعقد کردی ایک لاکھ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ بھونہ پار علاقہ لکھنؤ میں اون کو جاگیر بھی دی۔ سید مصطفیٰ اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکھنؤ میں انتقال ہوا اونکا راجگھاٹ میں دریائے گومتی کے کنارے مقبرہ ہوا۔ سید مصطفیٰ صفدر جنگ کے عہد میں خیرکوٹ اور نگینہ وغیرہ کے حاکم تھے اور وہ سید مصطفیٰ کی بہت خوشامد کرتے تھے اور نہایت عزیز رکھتے اور جبر اوٹھاتے برہان الملک سعادت خان سے ناخوش تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفیٰ شجاع الدولہ سے زیارت عتبات عالیات کی اجازت لیکر جہاز میں سوار ہونے کے لئے بنگالے کیطرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اون زمانہ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں میں لڑائی جاری تھی اسلئے اودھر کا راستہ بند تھا۔ مجبور بنگالہ میں قیام کیا۔ نواب علیوردی خان عالیجاہ والی مرشد آباد نے قدردانی کی۔ سید مصطفیٰ کا بنگالے میں انتقال ہوگیا۔ انکے کئی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

؎ دیکھو فرح بخش

سید مکرم (۳) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر۔ محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲) محمد سعید (۳) میر بابا (۴) محمد شفیع۔ اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان۔ اقتدار الدولہ (۲) سید مرتضیٰ خان مختار الدولہ (۳) سید اسمٰعیل نصیر الدولہ معزز خان۔ جب میر قاسم خان نے انگریزوں کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفےٰ خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط ہوجانے کی وجہ سے لکھنؤ کو چلی آئی۔ شجاع الدولہ نے تو ان کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ آغا صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد میں آصف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ اونہوں نے سید مرتضیٰ خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا۔ اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑھی کا کام اقتدار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا۔

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

فرح بخش میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی مسند نشینی سے ہفتے عشرے کے بعد ارکان دولت اور عزیزو اقارب کے مزاجوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ نواب موصوف کہ نہایت نیک طینت تھے امورات دنیا و مافیہا سے بیخبر ہوگئے کوتہ اندیشوں اور ناتجربہ کاروں کے اغوا سے اپنے باپ کے دولت خواہوں سے بدظن ہوگئے اس وجہ سے ارکان دولت کے دلوں پر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اون سے علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی۔ محمد ایلچ خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ کا تھا۔ اور انگریزوں سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا وہ اُنسے مل گیا۔ اسیطرح اور نوکر بھی اپنی اپنی فکر میں مصروف ہوئے سیر دلکشا خوبی میں آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نہ تھا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بھائی سید محمد کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ اودھ کا نائب کرادیا اور دوسرے بھائی معزز خان کو معز الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنے ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کردیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام نوکر مختار الدولہ کے دست نگر تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ اوس کے برخلاف دم مار سکے۔ اور انگریزوں نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گھٹانے کے لئے اس بات پر آمادہ کردیا تھا کہ جہانتک ہوسکے فوجین کم کرنا چاہئے۔ ادہر نواب شجاع الدولہ کی تمام فوج سفر و رفتی۔ اونکو یہ زعم تھا کہ ہمکو ہرگز کوئی موقوف نہیں کرسکتا۔ آصف الدولہ اونکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ تھوڑے سے جرم

نافرمانی موقوف فرمائیں

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حنفی مذہب ایک مفلس آدمی کا بیٹا دریابور یا ڈمی کا رہنے والا تھا۔ پہلے راے لالچند فوجدار اٹاوہ کے فراشوں میں نوکر تھا پھر مسعود خان خواجہ سراے بادشاہی کے پاس رہنے لگا۔ پھر شجاع الدولہ کی سرکار میں آکر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی چستی و چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زبانی احکام لوگوں کو پہنچاتا تھا مغلیہ ملازمان شجاع الدولہ اوسکے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ لکھا پڑھا نہ تھا تھوڑے سے عرصے میں صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد میں عہدہ نیابت کسی سے نامزد نہتھا۔ مگر ایلچ خان کاروبار ریاست انجام دیتا تھا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تھے اسلئے نائب کا کوئی اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضی کو اپنا نائب بنایا اور اوسکو مختار الدولہ کا خطاب دیا تو چونکہ محمد ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوس نے انگریزون سے میر مرتضی کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزون نے میر مرتضی کے لئے تجویز کیا تھا وہ واپس کرا دیا اب میر مرتضی اور ایلچ خان میں عناد بڑھ گیا۔ آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال کی فکر میں مصروف ہوتے اور بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف معلوم کرکے کرنیل کالینس سے کہا کہ میرا یہان ٹھیرنا اب مشکل ہو میرے حق مین یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب سے مجھے یہان سے کسی جگہ رخصت کرا دیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت و خجالت حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجھو وہ تجویز کرکے مجھے مطلع کرو میں سعی کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے مجھے دہلی کو رخصت کرو دیجئے کچھ دنون وہان بسر کرونگا۔ کرنیل صاحب نے ایلچ خان کی راے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہنچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہان بیکار بیٹھا ہے اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام سامان سے زیادہ ضروری ہے مناسب یہ ہے کہ خان مذکور دہلی کو بھیجدیا جاوے وہ بادشاہ کے مزاج میں رسائی رکھتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت حاصل کرلیگا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہیں۔ آصف الدولہ نے کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی نذر کے لئے بہت سے تحائف

اور بارہ لاکھ روپیہ کی ہنڈویاں دیکر رخصت کیا۔ ایلچ خان اپنا تمام سامان اور بال بچے لیکر
دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں پہنچکر بہرہ ور التفات ہوا۔ اور بادشاہ نے خلعت خاصہ
عطا کیا۔ اور قمر الدین خان کی حویلی رہنے کو دی۔ مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ ایلچ خان نے
بادشاہ سے بارہ لاکھ روپیہ نذرانہ پر خلعت وزارت کی درخواست کی۔ فرح بخش[2] میں لکھا ہے
کہ خان مذکور نے بادشاہ کو بہت راضی کر لیا تھا۔ قریب تھا کہ خلعت وزارت اور دوسرے عطیات
آصف الدولہ کیلئے حاصل ہوں چونکہ مختار الدولہ کو یہ خبر پہنچی کہ عنقریب ایلچ خان خلعت وزارت
حاصل کر کے واپس آتا ہے تو اونہیں یہ فکر ہوئی کہ اب ایلچ خان کیطرف آصف الدولہ کا التفات پیدا
ہو جائیگا۔ اور میری اہانت کو ضرر پہونچیگا اسلئے نواب آصف الدولہ کو متواتر لکھا کہ جیسے ہو سکے
بادشاہ سے خلعت وزارت آصف الدولہ کے لئے محمد ایلچ خان کی معرفت حاصل نہیں بہت جلد نیاز علی
خان کو مع تحائف و ہدایا اور پیشکش کے بادشاہ کی حضور میں بھیجا ہوں۔ مختار الدولہ بھی نہایت بد باطن تھا
اور اسکی دلی یہ خواہش تھی کہ بادشاہی کام کو میری ہی معرفت حاصل ہو۔ اوس نے مختار الدولہ
کی مرضی کے موافق بادشاہ کے مزاج کو ایلچ خان کیطرف سے منحرف کر دیا اور خلعت وزارت
ادا کرنے میں دیر لگائی۔ مجد الدولہ ایلچ خان کے معاملات میں عمداً سستی و تعطل کرتا تھا اور
نظروں میں تھا کہ یہ سونے کی چڑیا جال سے نکلنے نپائے۔ گوپال پنڈت وغیرہ افسران سپاہ جو ریاست
لکھنؤ کی طرف سے ایلچ خان کے ساتھ تھے اونہوں نے اپنی تنخواہ شاہجہان آباد میں طلب کی
ایلچ خان نہایت ممسک تھا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کی برابر تھی۔ اس حیلے حوالے
میں رکھا کہ آجکل میں خلعت وزارت لیکر چلتا ہوں۔ اور شاہ عالم کے درباری اوسکو ذلیل قوم
سمجھکر اکثر مسخرہ پن کرتے تھے۔ ایک دن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی بات کہی کہ خان
مذکور کو جواب میں نہ آیا۔ فرط خجالت سے گوپال پنڈت سے جو تنخواہ کا متقاضی تھا کہا کہ راجہ رام ناتھ
میرے رخصت کے معاملے میں خلل انداز ہے اوس سے سمجھنا چاہئے سپاہیوں اور افسروں نے غضب
میں آکر اوس کے مکان پر بلوا کیا۔ راجہ رام ناتھ اوس عالم اضطراب میں کسی طرف سے نکل گیا لیکن حکم بادشاہی
ایلچ خان کے نام نافذ ہوا کہ دار السلطنت میں یہ ترکیبیں خلاف مصلحت ہیں۔ ناچار ایلچ خان
نے باون ہزار روپیے اپنے پاس سے دیکر سپاہ کو رخصت لکھنؤ کیا۔ ایلچ خان بخوبی سمجھ گیا تھا کہ

---

[2] دیکھو فرح بخش ۱۲

مجد الدولہ جو تیا سازی کرتا ہے اور مجد الدولہ میری تذلیل کے درپے ہے ایسا ہو کہ مجھکو
یہاں کسی بلا میں مبتلا کریں اور پھر یہاں سے نجات نہ مل سکے اس سے بہتر ہوگا کہ میں یہاں سے بھی
نکل جاؤں اسلئے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات میں کوئی شبہ نہیں لیکن ارکان دولت
دشمنوں کے اغوا سے حضرت دو ذلت کے درپے ہیں اسلئے علاحدہ ہوتا ہے۔ بادشاہ نے
تیمہ آستین عطا کر کے رخصت کیا۔ خاں مذکور نے یہاں سے رخصت حاصل کر کے [illegible] مرام
آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور زیادہ مجھکو رسوا
کر کے تخریب کے درپے ہو جائینگے۔ اسلئے نواب نجف خاں کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرے میں
مصروف تھا لکھا کہ مجد الدولہ میرا تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خاں ایسے فرد کا گوش
بر آواز تھا ایلچ خاں کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچ خاں اکبر آباد کو چلا گیا ذو الفقار الدولہ محمد
نجف خاں نے ایلچ خاں کا اکبر آباد میں پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف غنیمت
جانکر بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر ڈیگ میں اوسکو بلایا۔ اور نجف خاں ایلچ خاں کے
دیدہ میں گیا۔ اور دوستی کے مراسم بخوبی بجا لایا جس سے ایلچ خاں نہایت محظوظ ہوا۔ اور
نجف خاں کی اطاعت میں بہت مصروف ہو گیا۔ اور اوسکی رفاقت کو غنیمت سمجھا نجف خاں نے
معاملات قلعہ اکبر آباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کر دی۔ اور نجف خاں اوس کی صلاح پر تمام
کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکھ روپئے فوج شاہی کے خرچ کے لئے دئیے۔ آصف الدولہ
نے کمینوں کے اغوا سے ایلچ خاں کی حویلی کو جو فیض آباد میں تھی ضبط کر لیا جس میں پرانے
چیتوں اور تانبے کے ٹوٹے پھوٹے برتنوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ لال محمد ایلچ خاں کا [illegible] آصف
الدولہ کے پاس رہ گیا۔

قلعہ الہ آباد میں روہیلکھنڈ کے قیدیوں کو تکلیف پہنچنا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی میں روہیلکھنڈ کے بعض قیدیوں کو جو لکھنؤ میں تھے
رہا کر دیا۔ مگر محب خاں [illegible] اور خان محمد خاں و کمال الدین خاں اور رحمت خاں اور عالم [illegible]
[illegible] اور حرمت خاں اور احسن خاں۔ اور ملا عالم خاں۔ اور ملا محمد واجد خاں۔ اور قاضی
محمد سعید خاں اور صوفی خان شاہ اور مرزا افتخار خاں [illegible] اور [illegible] سر کو [illegible]

اولوالعزم آدمی تھے نہ چھوڑا اوسی زر وصول کرنے کی بھی توقع تھی اور نہ حافظ رحمت خان کے دود مان سے خاندان کو چھوڑا بلکہ کئی مہینہ کے بعد محبت خان کو بھی الہ آباد بھیجدینا چاہا۔ مگر مرزا علیخان آصف الدولہ کے ماموں نے شفاعت کی جس سے ورنج گیا۔ تاہم بعض حدیث سہاجون کے اغواسے حافظ صاحب کے خاندان کی ایذادہی میں خفیہ کارروائی شروع کی محبت خان کی ملاقات اور تنخواہ بالکل بند کردی اور آصف الدولہ کے ایماسے سید معزز خان قلعہ دار الہ آباد قیدیوں پر سختی کرنے لگا۔ اور سو روپیہ یومیہ جو اونکی خوراک کے لئے شجاع الدولہ کے عہد سے مقرر تھا اس کے دینے میں عذر وحیلہ کرنے لگا۔ اور تھوڑا تھوڑا دیتا تھا۔ اس عرصے میں آصف الدولہ مہدی گھاٹ کو گئے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران حافظ رحمت خان جو لشکر کے ساتھ تھے بے سروسامانی کی حالت میں ہمراہ گئے۔ مہدی گھاٹ کے مقام پر جان برسٹو صاحب رزیڈنٹ گورنر کا مرسلہ آیا اور اوس نے محمد ذاکر کی زبانی محبت خان اور ذوالفقار خان کا یہاں موجود ہونا نہایت بے سروسامانی کی حالت میں سنا تو انکے پاس ہرکارے بھیجکر اپنے پاس بلایا۔ مگر انھوں نے علانیہ رزیڈنٹ کے پاس جانا مناسب سمجھا اسلئے خفیہ رات کے وقت ملے اوس نے انکی تسلی وتشفی کی اور انکی بہبودی میں کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور انکے ڈیرے اپنے ڈیروں کے پاس کھڑے کرائے اور انکی عسرت کی خبر سنکر اپنے پاس سے پانچ ہزار روپے انکو دئے اور کہا کہ تم بے اندیشہ اپنے حالات ہمسے بیان کرتے رہا کرو[۱]

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعد اللہ خانکی بیگم کا اسباب ضبط ہوجانا اور پھر اوسکا واگذاشت ہونا

فرح بخش میں لکھا ہی کہ نواب سعد اللہ خانکی بیگم فیض آباد میں رہتی تھی اور اپنا اسباب بیچ بیچ کر گذر کرتی تھی۔ اور ہمیشہ پریشان حال رہتی تھی۔ وہاں کوئی اونکی خبرگیری نہیں کرتا تھا۔ نواب سعد اللہ خان نے جو سلوک شجاع الدولہ کے ساتھ کئے تھے اوسکا عوض یہ دیا گیا کہ آنولہ سے اونکی بیگم کو حراست میں رکھکر فیض آباد کو لے گئے اور وہاں قید کردیا نواب آصف الدولہ

---

[۱] دیکھو اخبار حسن ونگل رحمت ۱۲

اوس پر طرفگی یہ کی کہ مسند نشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کر لیا اور مفت بدنام خلایق ہوئے
اس لیے کہ اسوقت بیگم کے پاس سوا کپڑون اور گہنون اور ظروف کے زرنقد نتہا یہ سارا قصور
اہلکارون کا ہی جو نیک و بد مین تمیز نہین کرتے۔ اونہون نے نواب کو اس لوچ حرکت پر کیون
آمادہ کیا۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے احترام الدولہ
کالون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچھہ لکہا صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے لوچ
کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ شقے جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بہیجے تہے اور اونمین وعدہ
کیا تہا کہ تمہاری بخشش کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کیے جاینگے دکہاے۔ نواب نے
شرمندہ ہوکر تمام اسباب واپس کیا۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکے لکہنو کو دار السلطنت قرار دینا اور اپنی مان سے جبرا روپیہ لینا۔ اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدے دینا

سیر المتاخرین دگیان برکاش مین لکہا ہی کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین
گذرا برسات کے بعد آب وہوای فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مان اور دادی
کو لیکر فیض آباد سے لکہنو کا عزم کیا۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ
ہمارے سپرد کرو۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت تہی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکہتے تہے
اس باب مین آصف الدولہ اور اونکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخرکار
بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کے لیے اونکو فارغخطی لکہدین غرضکہ
تیس لاکہہ روپیے[۱] اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغخطی لکہدی۔ آصف الدولہ
لکہنو مین پہنچکر وہان مقیم ہوے۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین
ایام صاحبزادگی سے چند ہندوستانی تقرب رکہتے تہے۔ اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوے

---

[۱] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

اتفاقاً اس نے بھی اس منصوبے کی خبر پالی بچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے فرح بخش مین ذکر کیا ہی کہ مختار الدولہ نے حبشیون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا - ایک دن عجب لوگ اوسکی اذیت اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے - اور ہجوم کر کے اوس کے یہان آ پہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے مین گھسکر اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کرین - میر بہادر علی کہ سادات بارہ مین سے ایک شریف آدمی تھا اور حبشی مذکور کا بڑا رفیق تھا اور ممنون احسان تھا اور شجاع الدولہ کی طرف سے اوسکی نیابت کا کام انجام دیتا تھا اوس نے حبشیون کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا چاہیے - حبشیون نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو پکڑ کر پہرے مین بٹھا دیا - اور کوئی دقیقہ اوسکی بے حرمتی مین باقی نہ چھوڑا - بشیر دو شبانہ روز بجا پیون کے طویلے مین سائیسون کے زمرہ مین چھپا رہا آخرکار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال و اسباب جو قارون کے خزانے سے کم نہ تھا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریاے گنگا کو عبور کیا - اور فرح بخش مین یون ہی مذکور ہی اور سیر المتاخرین کے مولف نے کہا ہی کہ میر بہادر علی نے شیدی سے دشمنون کے ستانے سے پیشتر یہ کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طرح ممکن سمجھین اپنی راہ لین اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہی - آپ لوگ شیدی کے ہمراہ ہو کر اوس کو دریا کے پار کہیں افغان کے ملک مین پہنچا دین - یہ کہکر بشیر کو گھوڑے پر سوار کیا - اور چند معتبر آدمی ہمراہ کئے - اور کہا کہ آپ حتی الامکان یہان سے فرار ہوجیے - اس عرصے مین لوگ بشیر کے خیمے پر آ پہنچے طرفہ شور و شر پیدا کیا حبشی مذکور نے اس معرکے مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا مسند زادہ ہو آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدھ گھڑی تک کسی کی جرات نہوئی کہ بشیر کے خیمہ مین داخل ہو کر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شیدی بشیر گنگا پار ہو کر آصف الدولہ کی سرحد سلامت نکلگیا یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گھسکر اوسکو ڈھونڈا تو نپایا - بشیر اکبرآباد مین ایلچ خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے لشکر مین جو ڈیگ کو محاصرہ کئے ہوئے تھا طلب کر کے معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لاہور - رہتک و ہانسی حصار وغیرہ اوس کے سپرد کر کے فرمایا کہ وہان کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ادا کیجیے اور پنجاب کے صوبے اور سپاہ جمع کر کے بشیر نے وہان پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا - اور موسیٰ خان بلوچ کو موافق کر کے لاہور علاقہ رہتک مین مقابلہ کیا - ملا رحمداد خان روہیلہ نے تحصیل الہ کے

آنکی تخریب کے لیے آصف الدولہ کو آمادہ کر لیا۔ مہتا گر پہاڑ سنگہ نے تاڑ لیا کہ خیر نہیں ہے اسلیے
اپنے حاضر ہونے میں حیلہ و تعلل کیا اور حاضر ہونے سے پہلے جہانسی کی طرف رخ کیا آخرکار
مجبور ہو کر بعد آصف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا نواب نے اوس پر بہت مہربانی کی اور
اوسکی تعریف میں مختار الدولہ کی شکایت کی۔ نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ
تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب میں مصروف نہیں کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے
منحرف کرتے رہتے تھے۔ تاہم نواب گوسائیوں کے باب میں مختار الدولہ کا مشورہ نہیں مانتے تھے
مذکور نے یہ ٹھان لی کہ اگر نواب نے نہ مانا تو جان برسٹو صاحب سے موافقت کر کے دونوں
گوسائیوں کو اٹاوے اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہیے۔ گوسائیوں نے اپنی فوجوں
اور چیلوں کو کالپی اور محاصرہ جہانسی سے طلب کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور بیدل و دلخفا ہو کر
ترک روزگار کا ارادہ کیا نواب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہو کر راجہ جھاؤلال کی معرفت
اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی۔ مگر اب جہانسی کا فتح کرنا
مشکل ہو گیا۔ کیونکہ محاصرہ کے اوٹھتے ہی شیو راو اور بالا راو وغیرہ مرہٹوں نے بہت سا سامان رسد
اور فوج جہانسی میں جمع کر لی۔ اور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کر لیا تھا۔ اور قلعہ جہانسی کا انتظام کر کے
مورچے جدید بنا لیے تھے۔ نواب آصف الدولہ اگرچہ گوسائیوں کے حال پر مہربان تھے لیکن وہ مطمئن
نہ تھے اور مختار الدولہ کی کج سلوکی سے خائف تھے اسلیے مہتا گر جہانسی کے انتظام کے بہانے سے
آصف الدولہ سے رخصت ہو کر تھوڑے دنوں بندیلکھنڈ کے ضلع میں مقیم رہا۔ اور اوس ضلع کو ویران کر کے
اور بندیلکھنڈ کی آبادی جلا کے الہ آباد کو ایلچ خان کے پاس چلا گیا کیونکہ دونوں میں مدت سے عہد و
پیمان ہو رہا تھا وہاں سے ایلچ خان کی تحریک کے ذریعے سے نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ میں
مصروف تھا چلا گیا اوس نے اوسپر بڑی مہربانی کی۔ نواب نے ڈیگ کو فتح کر کے محالات سکہانہ وغیرہ
بارہ لاکھ کی آمدنی کا ملک مہتا گر کو جاگیر اور رسالے کی تنخواہ میں دیدیا فرح بخش کا تکلف اوس جاگیر کے
بعد کہا ہی کہ امراؤ گر ابھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے بہت تنگ ہے
اوسنے اٹاوہ وغیرہ میں تو آپ کا ملک گوسائیوں کی حکومت سے نکالکر زین العابدین خان کو اوسکا
منتظم کر دیا ہے۔ وہ اپنے منشاء کا انتظام کر کے زر تحصیل اقساط کے موجب خزانہ میں بہیجا ہے
بالفعل آصف الدولہ کی سرکار میں مختار الدولہ مسلط ہو رہا ہے۔ اور اوسکے تمام ساختہ پرداختہ قبول
ہے اور جو مال گذاری کی وجہ سے جان برسٹو سے ملا ہوا ہے۔ دونوں تمام ریاست پر حاوی ہیں

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش مین لکھا ہی کہ دوندیخان اور حافظ رحمت خان کی اولاد اور حیدر روہیلکھنڈ کے علما و فضلا و شرفا قلعہ الہ آباد مین قید تھے اونہون نے متواتر عرضیان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت مین بھیجین - اور استدعا کی اس قید سخت سے ہم کو رہا کر دیجئے - نواب موصوف نے رحم کہا کر مسٹر جان برسٹو لکھنو کے انگریزی رزیڈنٹ کو ان کی رہائی مین کوشش کرنے کے لئے لکھا رزیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے مین بہت دباو ڈالا - آصف الدولہ نے تین لاکھ روپئے ان محبوسوں کی رہائی کے عوض مین طلب کئے - اور یہ رقم اس طرح پوری کی گئی - کہ ایک لاکھ اسی ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے - اور ایک لاکھ بیس ہزار روپئے نواب محمد اللہ خان کی بیگم نے دئے اسطرح تین لاکھ روپئے جمع ہوکر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے انہون نے آصف الدولہ سے قیدیون کی رہائی کا حکم سید معز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کر کے بھیجا اس نے ایک مہینے تک سامان کی تیاری کے بہانے مین تعلل کیا - اور آخرکار ۲۹ شعبان سنہ ۱۱۹۸ ہجری کو جان برسٹو صاحب کے ہرکارون اور اپنے آدمیون کے ساتھ ان قیدیون کا قافلہ لکھنو کو روانہ کیا - یہ لوگ گوڑ مانکپور کی راستے سے ۲۹ شعبان سنہ ۱۱۹۸ ہجری کو لکھنو پہونچے - کچھ دن خواجہ یاقوت کے باغین خیمون کے اندر رہے پھر کرایہ کی حویلیون مین رہنے لگے - نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تھی اور فتح خان خانسامان کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بھیجدیا - روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریر کے بعد آصف الدولہ کو ایک لاکھ روپئے سال کی پنشن ان لوگون کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار خیرآباد کے نام حاصل کر کے جان برسٹو صاحب نے لوگون پر تقسیم کردی[1]

[1] دیکھو گل رحمت ۱۲۳

انگریزون کے آصف الدولہ کے ساتھ معاملات

ڈلین احمٹ تو پہلے ہی گئے تہے اور اون کی جگہ برسٹو صاحب بہیجے گئے تہے - شجاع الدولہ کے مرتے
ہی گورنر کی کونسل مین فرنسس اور کرنل مونسن اور جنرل کلیورنگ کی غلبہ آرا سے
یہ امر فیصل ہوا کہ شجاع الدولہ کے ذمے جو روپیہ واجب الادا ہے اوس کو بہت جلدی سے وصول
کرنا چاہیے - اور یہ کہنا چاہیے کہ جو عہد و پیمان اون کے باپ کے ساتھ سرکار کمپنی کے ٹہیرے تہے
وہ سب اونکے ساتھ قبر مین گئے - اور کوئی اونمین سے باقی زندہ نہین اب جو نیا سود امداد و اعانت
کا لگے تو اوسکی قیمت از سر نو ٹہیرائی جائیگی پرانے عہد و پیمان نہ دیکھے جائینگے برسٹو صاحب عقل کے پتلے تہے اونہون نے
آصف الدولہ کو اپنا شیشے مین اتارا اور اونکی مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ وہ علانیہ یہ کہا کرتے تہے کہ مسٹر جان
برسٹو میری جان ہے - میرا بھائی ہے - میرا مالک و مختار ہے - جو کچھ وہ کہے وہ کرو - سیر المتاخرین مین
لکہا ہے کہ مختار الدولہ بغیر اوسکی صلاح کے معاملات مین دم نہین مار سکتا تہا - اوس نے مختار الدولہ کو اس
بات پر آمادہ کیا کہ بنارس وغیرہ کا علاقہ جو راجہ چیت سنگہ بن بلونت سنگہ کی زمینداری مین ہے اور
جسکی مالگذاری چھبیس لاکھ روپئے کی ہے - اور ستر لاکھ روپئے کے قریب محاصلات ہے سرکار کمپنی کو
دلا دیجے - اوس احمق نے آصف الدولہ کو جان برسٹو صاحب کی طرف سے امید و بیم مین ڈالکر
راضی کر دیا - لیکن مل صاحب تاریخ ہند مین اس مطلب کو یون ادا کرتے ہین کہ کونسل کے
اون تینون ممبرون نے ہیسٹنگز کی مرضی کے خلاف نواب وزیر اودہ کو دباکر بنارس قلمرو سرکار
انگریزی مین شامل کرا لیا - غرضکہ رزیڈنٹ کی رسائی سے ۲۰ ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری مطابق
۲۱ مئی ۱۷۷۵ع کو نیا عہد نامہ لکہا گیا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو شجاع الدولہ کے
ہاتھہ فروخت کیئے گئے تھے آصف الدولہ کے قبضے مین اوسی حیثیت سے رہین گے
جیسے کہ ملک اودہ اون کے پاس ہے - اور سرداران انگریزی وعدہ کرتے ہین
کہ وہ صوبہ اودہ اور کوڑہ الہ آباد کی حفاظت کرین گے - جب تک مرضی کورٹ آف ڈائرکٹرز
کی دریافت ہوگی - اور نواب نے اپنے ملک کی اس حفاظت کی بابت انگریزی کمپنی کو تمام
اضلاع ماتحت راجہ چیت سنگہ کے مع محصول خشکی و دریا دیدئے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سرکار
بنارس - سرکار چنار گڑہ - کلکینس گنڈہ - اضلاع جونپور - ... - ملبوس خاص - بہدوہی
سرکار غازیپور - پرگنہ سکندر پور - قریہ شادی آباد - ... انکا خراج ۲۲ لاکہ

... ہزار ۴ سو ۹۴ روپیہ مقرر تھا اور نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ اب بریگیڈ انگریزی سپاہ کی تنخواہ
جو مدد اور امانت کے لئے اونکے ہمراہ رہیگی ماہوار ادا کرو دولاکھہ ساٹھہ ہزار روپیہ مہینہ ہوگی
اور اس عہدنامے مین نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور
سمرو قاتل انگریزون کو اپنے ملک مین آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکھین گے۔ اور اگر وہ اونکے
قابو مین آجاوینگے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کردین گے۔ اور یورپ کی کسی اور
قوم کو اپنی ملازمی مین بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نرکھین گے۔ اور جو کوئی انگریزی کمپنی
کے پروانے کے بغیر اونکے ملک مین آجائیگا یا اوس مین گذرے گا یا رہیگا یا معلوم ہوگا کہ ملک مین ہے
تو وہ اوس کو آنے نہ دین گے بلکہ اوس کے آنے مین مانع ہونگے۔ اور اگر آ بھی جائیگا تو اوسکو واپس
بھیجدینگے۔ تمام یورپین کسی قوم کے ہون جو نواب مذکور کی ملازمت مین اس عہد کی روسے برخاست ہوے
اور اونہون نے وعدہ کیا کہ اونکو نوکر نرکھین گے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہوکر آیا ہے
یا آئندہ آویگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کردیا جاوے۔ اور طرفین نے
یہ بھی قرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو کہین گے تو وہ اوسکی رضامندی
اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا۔ اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچھہ بھی لحاظ نہ کیا جائیگا۔
اور نواب نے ایک اقرارنامہ مہری علحدہ اس مضمون کا بھی لکھدیا کہ زر بقایا سے انگریزی کمپنی
بابت کوڑہ الہ آباد و روہیلکھنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار
بر وقت واجب ہونے کے ادا ہوگا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ہستنگز صاحب گورنر اگرچہ
اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا۔ مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد
مین وہ خود بنارس تک آیا تھا۔ اور ملک مذکور کی درخواست کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے
بہت سے عذر کرکے ٹالے بالے بتاتے تھے اور نہ دیا تھا۔ اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرفسے
رزیڈنٹ تھا ایسا بڑا کام کرکے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسیقدر ملول
ہوا۔ اور اسوجہ سے اوسنے ان شرطون کو منظور کرنے مین یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف اون
عہد و پیمان کے ہین جو شجاع الدولہ کے ساتھہ ہوے تھے۔ اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت
جبراً قہراً نواب سے جو شرطین چاہو ٹھہرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سب کو منظور کرلینگے
مگر اون کا ایفا نہ کرسکین گے۔ جب کورٹ آف ڈائرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت سا
ملک ہاتھہ آیا ہے۔ اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹھہرا ہے تو اونہون نے مراسلہ ۲۴ ستمبر

داخل کردین آصف الدولہ نے آشفتہ ہو کر مختار الدولہ سے کہا کہ انکی سرتابی کی سزا دو اوسنے عرض
کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہین اور کچھہ غرض نہین رکھتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمھین یہ تکلیف گوارا
نہین تو ہم خود جاتے ہین - جب اونہون نے دیکھا کہ خود بدولت سوار ہوتے ہین تو مجبور ہو کر فوج متعینہ
کو لیکر اونکی سرکوبی کو گیا - وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکھتے تھے میر احمد مرحوم کا بھانجا مگر لاچار صف آرا ہو
مستعد جنگ تھا کہ مختار الدولہ بھگا دین - لیکن جبکہ اوس کے پاس اور فوج کمکی پہنچ گئی - اور ہجوم بکثرت
اور سامان جنگ اوس کے پاس تھا اس لیئے اوس نے پامردی کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہو چکے
اور باقیماندہ بھاگ کر جا بجا ہوتے - یہ واقعہ محرم ۱۱۹۰ھ ہجری کو مقام اناوہ مین ظہور مین آیا آصف الدولہ
کے اکثر نوکر جو سلطنت کا زور بازو تھے اس لڑائی مین کام آئے - اور وہ اس رنج سے نہایت خفا ہو
اکثر خاص خاص لوگ اور بعض خواجہ سرا جن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تقلید سے ترتیب دیا تھا
ہر ایک کے ساتھ چھ پلٹنین مع توپخانہ اور اسباب متعلقات کے رہتی تھین - صاحبزادے کا یہ حال دیکھہ
اودہ سے چلے جانے کے خیالات مین مصروف ہوئے - سیر المتاخرین کا مولف تو یہ کہتا ہے کہ مین لکھنؤ مین
آیا تو ان بے عقلون کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب اس آیت کے اولئک کالانعام بل ہم اضل
سبیلاً صادق آیا جاتا ہے اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیرت اور ولی صفت
کو عموماً متحمل و سبکے بردبار بتاتے ہین بہت احمق کہتا ہے - اور اونکے چال چلن کو ناپسند کرتا ہے اور لکھتا ہے
کہ اونہون نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کر دیا -

باسی پلٹن کی بربادی

گورسہاے نے تاریخ اودہ مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ جنگ افاغنہ کے عزم سے گنگا کو
عبور کیا تو ملک دوآبہ کو راجہ ہمت بہادر کو تفویض کر دیا راجہ کے ساتھ میر افضل علی بھی تھا نواب کی وفات
کے بعد بھی آٹھ ماہ تک یہ دونون متصرف رہے - مختار الدولہ نے میر افضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے
مخالفت کرے اور اوسکے لشکر کو تباہ کر دے - مین کسی شخص کو یہان سے بھیجونگا - تم اوس کے اتفاق سے
کام کیجو اور مین جانتا ہون کہ وہ ملک سرکاری علاقہ نہین رکھتا ہے - اور جو کچھہ تمہارے سپاہیون کی تنخواہ مقرری
ہم اوس سے ڈیوڑھا دین گے - اور سوائے فوج موجودہ کی جو کچھہ فوج اور نوکر رکھو گے اوسکی تنخواہ بھی ملک
محسوب ہوگی - اور دو لاکھہ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی - لیکن کسی کو اسپر اطلاع نہو افضل
علی نے بپاس حق نمک مختار الدولہ کے مشورے پر عمل کیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس جا ولال

کے ساتھ رہتا تھا اوس کا شقہ بھیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکھا دیا جاے شخص
مذکور نے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا خط اور مختار الدولہ کا شقہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کے داروغہ
مرزا الہو کے پاس بھیجدیا مختار الدولہ نے اون خطوں کو چاک کر کے شخص متوسط عنایت کا امیدوار کیا
اور راجہ جہاؤ لال کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ ایک خط اس مضمون کا میر افضل کو لکھیجین کہ سرکار دولت
بہادر کی حکم سے تخلف نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سے لکھا
کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلیئے عداوت اختیار کر رکھی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت مین
حضور مین بھیجی ہی بہتر یہی کہ باہم شیر و شکر ہو کر رہو۔ میر مذکور اصل کار سے غافل تھا۔ اور خط پہنچتے ہی
راجہ کی ساتھ آمادہ جنگ ہو۔ راجہ بھی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ دوراندیش آدمی تھا چند
آدمیون کو درمیان مین واسطہ کر کے تصفیہ کر لیا اور پھر ایک مختار الدولہ کو لکھا۔ اور ایک عرضی حضور مین
لکھی کہ میر افضل علی جو مجھسے لڑنیکو آمادہ ہوا تھا مگر فدوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار کہ حضور
سے شقہ میر مذکور کی نام صادر ہو جاے کہ جو جو فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
افضل علی کو یہان بلا لیا جاے۔ اوس نے عرض کیا کہ میر مذکور خود بوجود ہمت بہادر کے ساتھ لڑنے کو
تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ نئے ملک کو اپنے تصرف مین لاے۔ الغرض شقہ اوسکی طلبی مین صادر کیا۔
وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا جبکہ لشکر کے متصل پہونچا تو بسبب اسکے کہ شام ہو گئی تھی قریب دو کوس کی لشکر
سے اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور مین حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پا کر حضور مین عرض کیا
کہ میر افضل بسبب اوس کاوش کے جو مجھسے رکھتا ہی لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ ہاتھی
تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جاؤ اور وہ جالنے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے پچھلی رات
سے میر افضل کی سپاہ کے چارون طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جما دیا اور قبل اس کے کہ میر
افضل کی فوج بیدار ہو ادھر سے آتشباری شروع ہو گئی ٹھہر نہ سکتا [illegible] جدال و قتال گرم تھا جبکہ
سپاہیان میر افضل نے دیکھا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ ہمکو گھیرے ہوئی ہی تو
بھاگنے لگے میر افضل اپنی دو تین ہاتھیون کے ساتھ آمادہ مرگ ٹھہرا تھا اوس وقت مختار الدولہ نے
عبدالرحمن خان قندھاری کو قسم کہا کر بھیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہنچیگی وہ حاضر ہو جاے
خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے پوچھا کہ تمنے کسلیئے بے سبب ہمت بہادر سے مخالفت
کی تھی جواب دیا کہ راجہ جہاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت
حضور مین لکہی ہے۔ جب یہ جواب مختار الدولہ کے پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگا کر

حضور مین پیش کردیا۔ سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین نواب نے جھاؤلال کو قید کردیا۔ جھاؤلال شجاع الدولہ کے عہد مین
نوکر ہوا تہا نواب آصف الدولہ کی خدمت مین مقرب ہوگیا۔ اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخانہ کی اردوگی
میان بسنت کو ملی اور پہلے سے چلنگے اوسکی سپرد تھے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا۔ اور لطافت علی کا حال

سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ کے سردار ایسی ایسی حرکات دیکھ کر اپنی اپنی فکر مین مصروف تھے
چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو ہی نہین تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس مقتدر رہا تہا بہرحال اوقات
بسری کررہے تھے منجملہ اونکے محبوب علیخان خواجہ سرا شجاع الدولہ کیطرف سے کوڑہ اور اٹاوہ کا حاکم تہا اوسمین
کسی قدر صاحب جرات وغیرت بھی تہا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت بیزار رہا کیا کرتا تہا لیکن
فوج اور عمدہ اسباب جنگ اوسکی ساتھ تہا اون کے پیادونکی رجمنٹ کا نام برق انداز تہا سپاہ پیادہ
وسوار کے اون کے پاس دس ہزار آدمیونکی جمعیت تھی۔ اور کوڑہ و اٹاوہ کے اطراف مین حسب الحکم
شجاع الدولہ نہایت کروفر کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ آصف الدولہ کو اوس کا بھی استیصال مد نظر ہوا۔
اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جائے یا اپنے چند لوگونکے ساتھ حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان کو بھی
معلوم ہوگیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر طور کوئی بات اوس کے خلاف کرینگے وہ بھی
نمکحرامی کا داغ لگاکر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے مخفی مسٹر جان برسٹو سے اوس کے
استیصال کے باب مین مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین چار پلٹنین چند کپتانونکی ماتحتی مین مقرر
کرکے محبوب علیخان کی تنبیہ کے لئے بہیجین۔ اور یہ اسطرح بہیجی گئین کہ جسکا منشا ظاہر مسافرت
معلوم ہوتا تہا۔ یہ لشکر محبوب علی خان کی سپاہ کے قریب رہگذر کے بہانے سے پہنچادیا گیا۔ اور
کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور وہ چلتے ملکہ شہر مین
اپنے مکان کو چلا گیا۔ فوج و توپخانہ شہر کے باہر چھوڑا۔ بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے
پچھلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کرکے کوچ کیا۔ اور صبح ہوتے ہی
محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قضائے حاجت کو گیا تہا کوئی کہین
کسی کام مین مصروف تہا کوئی سوتا تہا۔ کوئی جاگتا تہا۔ محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی
صرف چند تلنگے پہرے پر موجود تھے وہ حسب قاعدہ مزاحم ہوتے۔ انگریزی فوج نے کچھ نہ تا اور

اور چھبیس لاکھ روپیہ بابت قرضۂ سابق کے کچھ نقد اور کچھ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور
اونٹ وغیرہ ورثہ پدری لیا اور اب کچھ دعوے میرا اونپر باقی نہین رہا یہ سب بتوسط افسران انگریزی کے
ذریعہ سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سے ترک کیا اور مین یہ بھی وعدہ کرتا ہون کہ اپنی والدہ سے مزاحمت
بہ نسبت جاگیر اور گنجیات اور بارہ دری اور باغات اور ٹکسال اودہ و فیض آباد کے جو اون کو نواب
مرحوم نے دیا نکرونگا۔ اور اونکی حین حیات اونکو قابض ان سب پر رہنے دونگا۔ اور جب تک میری
والدہ زندہ رہین گی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا۔ وہ اپنی جاگیر اپنے ملازمین
کی معرفت تحصیل زر کرین مین اونکو نہ روکونگا اگر میری والدہ حج کرنے جاوین تو اونکو اختیار ہے جسے چاہین
اپنی جاگیر وغیرہ مین بطور مہتمم چھوڑ جاوین یہ کلیتہ اونکے اختیار مین ہی۔ مین اوس مین مزاحم نہونگا خواہ
وہ یہان رہین یا حج کو جاوین یہ سب جاگیر وغیرہ اونکی قبضہ مین مستقر رہیگی۔ اور کوئی شخص اوس سے
مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ مہتمم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوس کی مین مدد اور حفاظت کرونگا۔ اور
جب وہ حج کو جاوین تو اون کو اختیار ہے جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین
اپنے ہمراہ لے جاوین مین مزاحم اوس کا نہونگا اور مین کچھ وقت کسی قسم کا مطالبہ کرنے جواہر علیخان
اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور سحو بلدارون کو نہ دونگا۔ میری والدہ کو
اختیار رہیگا اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرائط کے لحاظ رکھنے کی بابت
خدا اور اوس کے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ
دیتا ہون۔ سرداران انگریزی اس قول نامے مین شریک میرے ہین۔ وہ سب یہ کہ مین زر قرضہ
اپنی مان سے طلب نہ کرونگا۔ میرا کچھ دعوے اب اونپر نہین ہی۔ اور مین ہرگز اس عہد نامہ سے
انحراف نہ کرونگا۔ اگر مین احیاناً خلاف ورزی اس عہد نامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ مین
سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا۔ سرکار انگریزی طرفین کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہان سے خلعت وزارت حاصل ہونا۔ نواب کا بادشاہ کے حضور مین زر نقد اور اسباب اور تحف بھیجنا

مولوی ذکاء اللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ اودہ مین نوابی

کرلیتے تھے خزانہ اونکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ باقیں اونکی چڑہی ہین۔
گھر مین بھی فساد تہا باہر بھی۔ ملک مین بدنظمی ہو رہی تہی۔ غرض ایسے مشکل مین پڑ رہے تھے
کہ جس سے نواب کو خود اندیشہ اور رفیق انگریزون کو خوف تہا۔ ساتھ اسکے سوء سمرا مین یہ افواہ
اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق بن گئے ہین آصف
الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل نے نواب کو سمجہایا کہ نجف خان سے آشتی
کرلین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو ابتک وزارت کا خطاب بادشاہ کے
یہان سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا ملنا نہ ملنا برابر تہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تہے
مختار الدولہ نے مجد الدولہ سے سازش کرکے اپنے خاص ذریعہ سے خطاب و خلعت وزارت کا
بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچ ہزار سپاہ بادشاہ کے پاس لیجا کر یہ خطاب حاصل کیا چنانچہ
خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے
لئے بادشاہ کیہان سے روانہ ہوا۔ یہ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا
بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول ایک خلعت کو ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کے
پاس لیجاؤ اوس کے صوابدید کے بعد آصف الدولہ کے پاس پہنچاؤ۔ اور یہ بات ذوالفقار الدولہ
کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تھی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو
آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال و جواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر
پہنچے جو اون دنون ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تہا۔ پہر قطب الدولہ اوس سے رخصت ہوکر
اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع خدم
و حشم کے استقبال کرکے قربان پارٹی برپا کی۔ اور نواب نے بہی استقبال کیا۔ اور خلعت
پہنکر بادشاہ کے خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ
کی اوسی دن مختار الدولہ مارے گئے[1]۔ وزیر نے ایک لاکہہ روپئے اور ہر قسم کے تحفے و
ہدایا اور اسباب و سامان مع چتر اور تخت رواں کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت
بادشاہ کو بہیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سرپیچ جڑاؤ اور شمشیر مکلل اور مالائی مروارید
اور ایک ہاتہی اور آٹھ ہزار روپئے دئے۔ اور راجہ دیارام کو بہی خلعت دیا۔ اوراد کے

---

[1] دیکہو مرآۃ آفتاب نما۔ ۱۲

رفقا کو علم و قدر مراتب دوشالے عطا کیے۔ اور بادشاہ نے کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار
الدولہ کے لئے اپنی نیابت کا خلعت مع فیل و عماری زر اور سائبان اور زربفت کی جھول
اور سپر بھیجا اور مجد الدولہ کے لئے دو ہاتھی اور ایک گھوڑا روانہ کیا۔ بعض کتابوں میں
لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے ایک خلعت آصف الدولہ کے لئے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا۔
اور دونوں بادشاہوں کے ہاں سے مختار الدولہ کو بھی خلعت ملے۔ تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے
کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو مسندنشینی کے بعد **ہزبر جنگ** خطاب دیا تھا۔

مختار الدولہ کے قتل کے لئے سازش ہونا اور اوس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختار الدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ نواب آصف الدولہ کے
خاص اشارے سے مختار الدولہ مقتول ہوئے۔ تاریخ مظفری اور افضل التواریخ اور فرح بخش
اور سیر المتاخرین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ کی اون کے قتل پر مرضی تھی
تو بعض صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات محض افترا ہے۔ مؤلف عماد السعادت بھی لکھتا ہے کہ جب وقت
مرزا محمد امین بن مرزا محمد یوسف کو رپنے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ میں مختار الدولہ کو
درمیان سے اوٹھاتا ہوں تو نواب ممدوح نے اجازت نہ دی اور نواب سالار جنگ نے
بھی جنکی بیٹی مختار الدولہ کے فرزند سے منسوب تھی ایک دن سنا تو نواب وزیر سے پوچھا کہ مختار الدولہ
کے قتل کے باب میں کیا حکم ہے۔ اوس وقت بھی آصف الدولہ راضی نہ ہوئے۔ اگر مختار الدولہ
کو مختار الدولہ کا موقوف کرنا منظور ہوتا تو کون روک سکتا تھا۔ پھر قتل کرانے کی کیا وجہ؟
بعض اہل تحقیق نے اس واقعہ کی اصلیت یوں بیان کی ہے۔ اور یہ خیال اون لوگوں سے
زیادہ تر بیان کیا ہے جو اوس وقت میں ریاست میں اقتدار رکھتے تھے کہ مختار الدولہ شہر ایران کی
نشو و نما کے بعد ایران سے آئے تھے۔ [illegible] غرور و نخوت جو اہل ایران کو اکثر
میں ہوتا ہے [illegible] کو [illegible] دیکھتے تھے۔ اور اسی سے نہایت کج ادائی کے ساتھ ملاقات
کرتے تھے۔ باقی ... نواب وزیر کی نظروں میں کب جچتے تھے۔ راجہ جھاؤ لال
اور بسنت علی خاں نے ایک دن نواب وزیر سے عرض کیا کہ یہ لوگ جو حضور کے ساتھ

بزم شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہے مختار الدولہ ہم کو آب شمشیر سے سرد کر دیں گے یہ بحث وار
خالی گیا۔ مکرر پھر عرض کیا کہ کروڑ روپیہ کا محاسبہ مختار الدولہ سے لینا چاہیئے اسپر بھی نواب
نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر سے جوہر نہ دکھایا تو انہوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ جسوقت
بندگان عالی بستر خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو مختار الدولہ آتے ہیں اور نواب انکی صورت
دیکھکر آنکھ کھولتے ہیں اور کمپنیاں سلامی کے واسطے دولت خانہ کے اندر آتی ہیں
بہتر یہ ہے کہ اس دم مختار الدولہ کے گولی مار دیجائے۔ نواب وزیر کو اس مشورہ پر اطلاع نہ تھی
مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے۔ اور انہی اور مختار الدولہ کے
قرابت تھی - اور صورت اس قرابت کی یہ ہے کہ نواب علی مردان خاں شاہجہانی کے پوتے نواب
کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تھیں ان میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی
ایک لڑکی بیندو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب بہ مصطفوی خاں سے منسوب تھی اس
بیندو بیگم کی ایک بیٹی پیاری بیگم نامی مختار الدولہ کی زوجیت میں تھی - اس قرابت قریبہ کی وجہ سے
مرزا حسن رضا خاں نے مختار الدولہ کو ان کے منصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک
پیاری بیگم اور اقبال الدولہ زوجہ و پسر مختار الدولہ کی گردن پر رکھا کہ بیٹے مختار الدولہ کو قاتلوں کے
ہاتھ سے بچایا ورنہ اسی وقت کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض یہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہوئے
اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گئے دو مرتبہ سرکاری عصابردار بھی بلانے کے لئے آیا مختار الدولہ
نے کسل طبیعت کا عذر کر دیا جب تیسری بار عصابردار یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے
گھر میں مہیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ مناسب ہے کہ جلد آؤ جناب عالی تمہارے انتظار میں ابھی تک
خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوتے تو مختار الدولہ نے مجبور ہوکر چھ سات سو سوار سرکار کے ہمراہ اور کئی عزیز
و اقارب اپنے ساتھ لئے اور پہلے مسٹر جان برسٹو رزیڈنٹ کے پاس گئے کہ ان کو بھی اجملہ
اپنی کیفیت سے مطلع کریں - یہ معاملہ سفر مقام اٹاوہ میں پیش آیا تھا نواب آصف الدولہ کو جو خبر
ہوئی تو وہ بھی سوار ہوکر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے - نواب صاحب کے پیشتر
پہنچنے میں چند منٹ کا تفاوت واقع ہوا ابھی مختار الدولہ نے باتیں شروع کی تھیں کہ نواب وزیر کی
آمد آمد کی خبر ہوئی مختار الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا - نواب نے مختار الدولہ
کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمنے کیا اندھیر کی تھی کہ ہمارا دو تین کروڑ روپیہ خراب کیا - اور اسکا
حساب نہ سمجھایا - مختار الدولہ نے یہ ارشاد سنکر اپنی مہر جان برسٹو صاحب کے حوالے کی

اورجواب دیاکہ صاحب میرے ضامن ہین ایک کرور دو کرور روپئے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون
مین اوس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی اون مفسد
پردازون کے نام سے اطلاع فرماوین کہ مین اسقدر روپیہ اونسے لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یہ بھی
دولتخواہی سے خالی نہین - نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلادیا - مختارالدولہ نے عرض کیا
کہ میری دولتخواہی یہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو تباہ تھا بخوبی انتظام کیا
دوسرے نواب شجاع الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند لکھدی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
رونق ہوئی تیسرے مسندنشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تھے کہ آصف الدولہ عیاش
اور صاحبزادہ مزاج ہین ریاست کی لیاقت نہین رکھتے دولتخواہ نے اوسوقت کرنل کلیسن اور مسٹر کلوی
کو برخلاف مسٹر بہول صاحب کے حضور کی مسندنشینی کے لئے آمادہ کیا - چوتھے قلیچ خان شاہجہان آباد
سے خلعت نہ لاسکا تھا مینے بدون صرف زر روپیہ کے واسطے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ قندہار سے
بھی خلعت منگا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولتخواہی کا دعوی نہ کیا اب جو انتظام
پورے ہوچکے تو ہر ایک خیرخواہی بگھارنے لگا - بہرصورت ان باتون کا انصاف حضور کے ہاتھ مین
ہے - اگر ان باتون پر بھی مزاج عالی مین کدورت ہے تو اس وزارت سے ان جوتیون مین ہزار درجہ بہتر ہے زیادہ
ہوس نہین جبتک جناب عالی کا سایہ ہے لیکن جب دولتخواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب
رزیڈنٹ نے بھی اقرار ضمانت کیا - یہ باتین ہوچکین تو نواب وزیر نے مختارالدولہ کو نوازش لطف مین
لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تمسے بہت خوش رہا اور اب بھی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسقدر
میرے ساتھ چلکر اپنے مخالفون کو مجھسے لو - جناب مختارالدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھاکر اپنے خیمہ مین لائے
ابھی انکی سواری خیمے مین نہ پہنچی تھی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سنلی اور اوپر پریشانی سے
ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامی دیکر بھاگ کر اپنی فوج مین جا چھپا - اسیطرح اور بھی روپوش ہوگئے
فقط راجہ جھاؤلال کی شامت سر پر سوار تھی حاضر رہا - اوسکو نواب نے بلاکر مختارالدولہ کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکھو - مختارالدولہ نے جھاؤلال کو ایک خیمے مین قید کردیا - فقط اسی قدر
ملامت کی کہ مدارات اور ہتھیار اس کے پاس نہ جانے پائین - اور پہرہ سر پر رہے - اسکے سوا کھانے
کھانے اور کپڑون اور پان کھانے مین کوئی فتور نہ تھا - دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ
ہاتھ مین لیکر مختارالدولہ کے پاس گیا - اور قسم کھائی کہ مجھکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین
مختارالدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتھ سے لیکر خلعت دیا - اور فرزند خانہ زاد بنایا - ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسیطرح پر تا کوئی صدا نہ اوٹھی

مختار الدولہ او بسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا۔ اور سعادت علیخاں کا بدنامی اوٹھانا

یمین الدولہ سعادت علیخان چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے۔ اور اس عہد حکومت میں مختار الدولہ نے جان برسٹو سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کرکے بلا لیا تہا۔ یہ نہایت مدبر تھے حکام کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری تہی۔ لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد میں ممتاز تھے۔ اور علامہ تفضل حسین خان اونکی اتالیقی میں رہتے تھے۔ سعادت علیخاں بھی اتاوے میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے۔ اور سلطنت کی تمنا دامنگیر تھی۔ اونھوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختار الدولہ کے عروج پر پانی نہ پھرے گا گوہر مدعا کا ہاتھ آنا دشوار ہے۔ بسنت علیخاں سے موافقت پیدا کی۔ اور بسنت علیخان وجہاولال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا۔ اور مختار الدولہ و آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی۔ راجہ جہاؤلال و مفضل علی و طالب علی و خیالی خان و مراد علی و نور الدین اس کام پر مامور ہوتے۔ اور میر باقر اور یوسف خان جو محمد بشیر کے ساتھ والوں میں سے اونہوں نے بھی شراکت کی۔ اور تفضل حسین خاں بھی اس سوال و جواب میں شیر و شکر تھے۔ بسنت علی خاں نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف ہوا۔ اور آگے سے زیادہ حاضر باشی مختار الدولہ کے پاس شروع کی۔ ظاہر دوست صادق اور جان نثار بنا۔[1] سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علی خاں خواجہ سرا کہ جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تہا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی تہا مختار الدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہیں کرتا تہا۔ اسلئے نکو باہم گرنا چاقی ہوئی اور وسائل او ... ایک صفائی ہوئی۔ اسی زمانہ میں ایکمرتبہ الہی بخش بڑھیچ کہ آمیزش کی صورت نہوئی۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خودمختاری مختار الدولہ کے جو سٹر جان برسٹو سے متفق تہے

---

[1] دیکہو طلسم ہند ۱۲

آزردہ ہوکر اونکے معزول کرنے اور قتل کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جنرل اس سازش کو پاگیا تاکہ مختار الدولہ کو کسیطرح سے مارکر آصف الدولہ کا مورد عنایت ہو اور باطنی مرزا سعادتعلیخاں سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مارکر آئے تو تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہوکر پہونچ جانا بندہ آصف الدولہ کے پاس پہونچکر اون کا کام بھی تمام کر دیگا اور آپ کو مسند ریاست ملجائیگی جب یہ مشورہ طے پاگیا تو بسنت علیخاں نے از سر نو مختار الدولہ سے براہ مکر و فریب ملاپ کیے۔ اور فرح بخش میں ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ کو نیابت حاصل ہوئے عرصہ نہ گذرا تھا کہ اعیان سلطنت کے استیصال پر کمر باندھی اور بتدریج ہر ایک کو برباد کر دیا۔ اور جو ہاتھ لگا اوسکو قید کرکے بڑی سختی اور عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔ اول جو شخص اونکے پنجے سے اپنی جان بچا لیگیا وہ ایلچ خاں ہے کہ رنگ صحبت بدلا ہوا دیکھکر حصول خلعت وزارت کے بہانے سے دہلی کو چلاگیا۔ اور مختار الدولہ کی دیانداری کی وجہ سے بادشاہ کے ہاں سے بدون حصول خلعت اکبرآباد کو نواب ذوالفقار الدولہ کی حمایت میں چلاگیا۔ دوسرا احمد بشیر ہے کہ جب اوس نے دیکھا کہ مختار الدولہ میری بربادی کے درپے ہیں۔ تو بھگر گرفتہ علاقہ نجف آباد سے کنارہ کشی کرکے اکبرآباد کو چلاگیا۔ تیسرا الونیا گر گوسائیں ہے کہ وہ اٹاوہ سے بہند کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے اکبرآباد کو چلاگیا[۹۵] اور بہند کو چلا کر اور لوٹ کر ذوالفقار الدولہ کے پاس پہونچا۔ پرگنہ فتح آباد اور سعدآباد اوسکی جاگیر میں ذوالفقار الدولہ نے مقرر کیا۔ انقلاب روزگار دیکھئے کہ تھوڑے دنوں سے نواب آصف الدولہ کے مزاج میں مختار الدولہ کی طرف سے کدورت آگئی تھی۔ اور مختار الدولہ کی طرف سے بھی ایسی روبہ وہ حرکات جو آصف الدولہ کی رنجش اور خفگی کا باعث ہوتیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور آثار نافرمانی صادر ہوتے تھے نواب اونکی حرکات و سکنات سے تنگ آگئے تھے۔ اسلیے اونکی گرفتاری و قتل کے درپے تھے بسنت علیخاں جو نواب آصف الدولہ کا رازدار تھا اونکے ارادے اور منشا پر مطلع ہوکر مختار الدولہ کے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ بلکہ خاص آصف الدولہ کی اجازت[۹۶] سے اس کام پر مستعد ہوا۔ اور مختار الدولہ کی دعوت بہ عداوت مقرر کی اور ۲۷ صفر ۱۱۹۰ ہجری کو چہارشنبہ کے دن کہ آخری چہارشنبہ تھا اوس نے سامان دعوت تیار کرکے مختار الدولہ کو نیوتہ دیا۔ اور اون سے یہ چاہا کہ

ٹ٩٥ جیسا کہ فرح بخش اور تاریخ مظفری سے ثابت ہے ۱۲

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشائے رقص و سرود و
آتشبازی کے واپس دولتخانہ ہوں - چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا ان
دنوں آصف الدولہ اٹاوے میں مقیم تھے - بسنت علیخان نے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے مختار الدولہ
دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوئے - اور بسنت علیخان کے ڈیرہ کی طرف روانہ ہوئے
مختار الدولہ کے بعض ہوا خواہوں نے منع کیا کہ وہاں نہ جانا چاہئے - لیکن قضا نے آنکھوں پر غفلت
کے پردے ڈالدئے تھے کچھ سماعت نہ کی - دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا بسنت علیخاں
نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ اون میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بھانجے
مراد علی و لطیف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے - جب مختار الدولہ بسنت علیخان کے
گھر پہنچے تو اوس نے دروازہ تک استقبال کیا - اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اوتا
کر مسند پر لا بٹھایا جسقدر جمعیت جلو اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اوسکو رخصت کر دیا دو ایک
سوا ہے چند طوائفوں کے اور کوئی نہ تھا - اور جلا لو طوائف بھی جو مختار الدولہ کی مرغوب تھی وہاں موجود
تھی اور سونا دگن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر تھے - بسنت علی خان نے اول عمدہ عمدہ
کھانے کھلائے - اس زمانے میں گرمی شدت سے پڑتی تھی - اور لو چلتی تھی - بکثرت اکثر امیروں
نے تہ خانے بنوائے تھے - بسنت علی خاں نے بھی ایک تہ خانہ بنوا کر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ
کیا تھا جب دھوپ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی - اونکا جام حیات
لبریز ہو چکا تھا اونہیں بسنت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے - غرضکہ دربار کے کپڑے
اوتار کر آرام تمام استراحت فرمائی - اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا - دور ساغر کا رنگ جما
بعض اقربائے مختار الدولہ مولف سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب میں زہر ملایا تھا اگر وہ آپ
تو بھی زہر سے مرجاتے - جب دوپہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کر کے
ارادہ خواب آخرت فرمایا یہانتک کہ کوئی پاس نہ تھا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش تھے -
فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو خواجہ جہاو لال کے [illegible] نے بسنت علی خاں کے ایما
سے اونکا کام تمام کر دیا - اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے
مع دو تین اور ہمراہیوں کے منکر و نکیر کی صورت تہ خانے میں آکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اونکے
مقتول ہونے کی تاریخ تعمیہ کے ساتھ بہ سہ مرتضی خاں [illegible] شد از حیات سے
سپہر گرداں شوم ؛ سر قاتل گرفت ہاتف گفت ؛ بہر تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچا کر نکل گئے۔ اور جینے میں خبر پہونچائی۔
بسنت علیخاں خواجہ سرا دو تلنگیں کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو مع
توپخانہ تیار کرایا تھا محافظوں نے کمپنیوں کو روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ
دردست بین نشیمن آکر تسلیم بجا لا کر عرض کی کہ دشمن حضور کو حسب الحکم قتل کیا۔ آصف الدولہ بیحد
مسرور ہوئے۔ مگر ظاہر داری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلودہ ہوکر کہا کہ اے
نمک حرام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی۔ بسنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر
عرض کیا کہ راجہ جہاؤلال کے فلاں ہمراہی نے اوس بیگناہ کو مار ڈالا ہے۔ اور تاریخ مظفری میں
لکھا ہے کہ بسنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا
مار ڈالا۔ سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت علی کو شمشیر بکف دیکھکر آصف الدولہ نے اپنی
جان کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے مجلس جہانکنا
شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نواب سنگھ اور جانی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے
ہیں وقت ہاتھ سے جاچکا تھا عرض کیا کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ
شمشیر پھینک دے۔ اوس نے دور ڈالدی۔ جب نہتا ہو گیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا
کہ اسکو قتل کر ڈالیں۔ نواز سنگھ اور ہولاس سنگھ اور موتی سنگھ وغیرہ مردم حضوری نے جو بسنت
کی دشمنی پر کمربستہ تھے فوراً تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سر تن سے اوڑا دیا۔ اور قتل کرنے کے بعد
گالیاں دیکر پاپوش کاری بھی کی۔ اور نواب وزیر فوراً اوٹھ کر جینے کے بالاخانہ پر جسپر کبوتر خانہ
نصب تھا پہنچے۔ غلام محمد خاں عرف بڑے مرزا جو بسنت علی خاں کا بھانجا متبنی تھا۔ اور بعض نے
چچا یا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضارا اوسوقت بھی آن پہنچا اور بسنت علی خان کو مقتول
دیکھ کر متحیر ہوا۔ بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفاظت کے لئے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا۔
جانی خان نے بھی تلوار لیکر مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے خصومت نہیں
اگر کوئی معترض نہو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاؤں۔ سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ نے ڈر کر کہا کہ تجھ سے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا۔ جب بڑے مرزا بالاخانہ
نیچے اوترا چوکی کے خاص برداروں سے کہا کہ مفسد کو دستگیر کر لیں۔ نواب نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

---

۱ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ ۲ دیکھو فرح بخش ۱۲

پناہ دی ہے۔ تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب پوشیدہ مرزا نے سنا کہ لطافت علی خان مارا گیا تو
ننگی تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا۔ اور لطافت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کسنے مارا ہے
حاضرین میں سے ایک شخص نے غصے کے ساتھ بولا کہ میں نے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں ٹھور کیا
وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھ سے
تعرض نکرے گا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھ سے کسی کو کام نہیں وہ وہاں سے
چلا گیا اور فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نوازش کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت
دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبر آباد
کو نجف خاں کے پاس پہنچا۔ اس عرصے میں لطافت علی خاں کی پلٹنیں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے
کی منتظر تھیں سراپردے تک آ پہنچیں۔ جب معلوم ہوا کہ لطافت علی خان مارا گیا اور نواب بالاخانے
پر ہیں تو اپنا سا منہ لئے ہوئے پھر گئیں۔ مگر اوس وقت لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا۔ قریب تھا کہ سپاہی
لوٹ مار شروع کردیں۔ مگر نواب سب کی تسلی کے لئے ہاتھی پر سوار ہوکر خیمے سے باہر نکلے۔ اور علیخاں
خواجہ سرا جو مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا۔ علاء الفضل حسین خاں نے یہ تمام سانحہ
سعادت علیخاں تک پہنچایا۔ اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے
مشہور کرتے ہیں۔ سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں سلطنت میں
بدنام ہوئے نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یارائے قیام تھا۔ لاچار ہوکر اوسی
امراؤ گر گوشائیں کے خیمے میں پہنچکر دہائی دی سیرالمتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس نے سعادت علیخاں سے
یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو مسند سے اوٹھا کر مجھکو مسند آرا کرو تو تمہیں بڑے مرتبے پر
پہنچادوں ہرکارہائے اخبار نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر جلد سوار ہوکر
امراؤ گر گوشائیں کے خیمے میں گئے۔ اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوشائیں
نے سخن سازی کی راہ سے قسم کھائی اور کہا کہ میں کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور رکھتا نہیں آپکا
نواب آصف الدولہ یہاں سے اوٹھکر جان برسٹو صاحب کے خیمے میں چلے گئے۔ اور مختار الدولہ
کے قتل کے بارے میں کلمات حسرت آمیز کہنے لگے۔ جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا
جس وقت نواب آصف الدولہ نے ریزیڈنٹ کے خیمے کی طرف رخ لیا گوشائیں نے سعادت علیخاں
سے کہا کہ اس وقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ
یہاں سے تشریف لیجائیں۔ نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں۔ اوس وقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر تمکو حمایت سے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھیجا دو
گو شتا میں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی ۔ مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سو کوس
راہ طے کر سکتی ہے نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑے پر بیٹھکر مع تفضل حسین خان وغیرہ
چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے ۔ اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے ۔ یہاں
نوازش علیخاں خواجہ سرا نے مختار الدولہ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور
اوردہیں اٹاوے سے دو کوس نکلکر اوسکا مقبرہ بنوایا ۔ اور بسنت علیخاں کی فوج کے آدمیوں نے
اوسکی لاش کو بڑے کروفر سے اوٹھایا اور خاک میں ملایا ۔ اور کہا نے تقسیم کئے ۔ مختار الدولہ نے
لکھنؤ میں دریاے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سیدوں کا احاطہ تعمیر ہے لاکھوں روپیوں کے
مصارف سے مظفر حسین خاں کے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں ۔ اور سیدوں کا احاطہ
اوس زمانے میں مختار الدولہ کا احاطہ مشہور تھا ۔ اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہو گئیں اور
کچھ ضبط ہو گئیں ۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے بسنت علیخاں کا علاقہ مرزا
حسن رضا خاں اور راجہ ٹکیتا رائے اور راجہ صورت سنگھ کے سپرد کر دیا ۔ رائے پشر چند خزانچی
کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں بسنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا
تھا اوسکو راجہ جہاؤ لال نے بسنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بیجرمتی اور ذلت کے ساتھ
قید کر دیا تھا ۔ اب اوس سے جہاؤ لال نے مختار الدولہ اور بسنت علی خاں کا تمام مال و اسباب
وصول کر کے قید سے رہا کر دیا ۔ مگر ابھی منا لال دیوان بسنت علی خان قید میں ہے ۔ لالہ
عالم چند کہ دیوان کا پیشکار ہے اوس طوفان بے تمیزی سے رہائی پاکر کمپ میں پہنچگیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ مرزا سعادت علیخاں خلف شجاع الدولہ ۲۰ صفر کو مختار الدولہ کے
قتل کے دن ڈر کے مارے گھبراکر اپنے ڈیرے سے نکلکر امراؤ گر کے ڈیرے میں گئے اور
حمایت چاہی ۔ امراؤ گر نے ثبات و لیاقت حفظ و حراست جان و مال مرزا سے موصوف اپنے
میں نہ پائی ۔ اور آصف الدولہ کی جوابدہی سے عہدہ برا ہونا اپنی قوت سے باہر دیکھا

جواب صاف دیا کہ مجھ سے کچھ نہو سکیگا مرزا مایوس ہوکر گھوڑی پر جو سے لیکر اکبرآباد کیطرف
گھبراکر چلے گئے۔ راستہ بھول گئے تو گنواروں نے فتحپور کے پاس اونکا مال و اسباب لوٹ لیا
مرزا راہ بھولکر گوہد میں راجہ چھتر سنگھ کے پاس پہنچ گئے راجہ نے تعظیم و تکریم کی اور ایلچ خان کے
پاس اکبرآباد میں پہونچا دیا۔ جبکہ ایلچ خان کو سعادت علیخاں کے اکبرآباد کے قریب پہنچنے کی خبر
ہوئی تو گھوڑے ہاتھی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پر بھیجدیا۔ جو علامت
استقبال کرکے کپڑوں کے خوان اور گھوڑے ہاتھی اور اشرفیاں اور روپے نذر کیے۔
اور بہت سا سامان مرزا کے پاس مقرر کردیا۔ اور بڑی خاطرداری کی چند روز مرزا اکبرآباد
میں رہے اور مدارالدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتھ منسوب تھی
نکاح کیا۔ اور اسکے بعد ذوالفقارالدولہ کے پاس چلے گئے۔ سیرالمتاخرین میں لکھا ہے
کہ ذوالفقارالدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور کمال عزت کی اور کپڑوں
اور جواہر کے خوان اور گھوڑے ہاتھی دیے اور دلجوئی کرنے لگا۔ اور آمد و رفت میں بہت
پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخاں کے تکلیف کھینچنے کا روادار نہ تھا
اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخاں اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال
کرکے اپنی مسند پر بٹھاتا اور خود نیچے بیٹھتا۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خاں نے
یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخاں کرتے۔ اور عقل فاسد کی داروغگی مدارالدولہ
کرتے اور قائممقامی کی خدمت کرم قلی خان بن مدارالدولہ کے لیے مقرر ہو کہ ایکدن سعادت علیخاں
اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہوکر دریائے جمنا سے عبور کرکے شاہدرے میں جا اوترے
اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کرکے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلیں۔ ذوالفقارالدولہ نے
اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہوکر کرم قلی خان کو بھیجکر سعادت علیخاں کو سمجھا کر لوٹا لیا
اور راضی و خوش دل کرلیا۔ اور بیانہ وغیرہ تین محال ونکی جاگیر میں مقرر کردیے اور دو پلٹنیں
کہ مقابلہ کرنیل مارکس کے تھے اور انسے کچھ فتنہ سے بھاگ کر آئی تھیں وہ سعادت علیخاں
کے سپرد کردیں اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکھنڈ
سعادت علیخاں کے تحت حکومت ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کردیں
اگر آپ تعویق و اعماض کرینگے تو مرزا بہ ارادہ ناصواب کوئی حرکت کرینگے۔ آصف الدولہ نے
یہ تحریر دیکھکر ایلچ خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکھنؤ میں پہنچکر نیابت کا کام کرنے

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاوے
اور اوسکو ہدایت کی کہ جان برسٹو صاحب پر یہ امر ظاہر کرکے اُنسے درخواست کرے کہ وہ اس کا
تصفیہ کردیں تاکہ فتنہ خانگی خاموش رہے۔ ایلچ خاں جان برسٹو صاحب کے دیکھنے کو گیا۔
اور اوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ چند پرگنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدیے جاویں
اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بھیجکر منالیا جاوے۔

ایلچ خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خاں
بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معز خاں اونکے منجھلے بھائی کے تفویض کریں۔ مگر اونہوں نے قبول
نہ کیا اس عرصے میں انور علی خاں خواجہ سرا جس کا اعتبار الدولہ خطاب تھا امور نیابت کو سرانجام
دیتا تھا۔ چند دنوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں کے سپرد ہوئی۔ لیکن یہ
حرف ناآشنا تھا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس بھاری عہدہ پر اس کا تقرر
تسلیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیابت کے لائق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا۔ جو شجاع الدولہ
کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی مخاصمت کی وجہ سے خواہش وزارت لانے کے بہانے سے نکل گیا
تھا۔ اور پھر بروز سج اکبرآباد میں تھا مرزا نجف خاں کی طرف سے یہاں کا صوبہ تھا اوس زمانے
میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایرج خاں کے پاس پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ اوس سے
لے لیا چاہئے ڈیگ سے اکبرآباد کی طرف آرہا تھا۔ سعادت علیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل
مقصود تک نہ پہنچا تھا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بھیجے
اگرچہ ایلچ خاں اکبرآباد سے چلا جانا خود ہی چاہتا تھا۔ کیونکہ نجف خاں کے روپیہ طلب
کرنیکے وہ ہمیشہ اوس سے طلب کرتا رہتا تھا تنگ آگیا تھا۔ مگر اوسکو آصف الدولہ کی
تحریر پر اعتماد نہ تھا۔ مسٹر جان برسٹو سے حفاظت آبرو کا وعدہ چاہا۔ جب اوسکی تحریر پہونچی تو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

غنیمت جان کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضیٰ خاں
بڑیچ اور محمد بشیر خاں کے اکبرآباد سے بے اطلاع اور مشورۂ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے
تلنگریات کو شاہدرے میں بہیر چھوڑ کے وہاں سے کوچ کرکے کڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا فرخ آباد
اور شکوہ آباد کی راہ سے بنی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریاے گنگا کا پل
بلاتوقف تیار کردیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گہاٹوں اور کشتیوں پر انگریزوں کا اختیار ہے
ہمارے متعلق نہیں اسلیے ایلچ خاں قنوج کے پاس سراے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا
اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسٹنٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع
اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کرکے جریدہ اوتر کر چلے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ
جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ غلام بموجب طلبی حضور کے دس ہزار پیادہ
و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اوتر لینے کا امیدوار
ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک خط جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد
ایلچ خاں اور مرتضیٰ خاں بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیدیجائے۔
اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہیے۔ آخرالامر محمد ایلچ خاں اور مرتضیٰ خاں بڑیچ نے
آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کرکے پانسو جوانوں کے
ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گہاٹ نانامئو تکیہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے موہان پہونچکر
متوقع حصول اجازت اور عقیدت کی عرضی وزیر کے حضور میں بھیجی نواب نے فرط کرم اور نوازش
سے مرزا حسن رضا خاں و داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بہیجا۔ مرزا نے بموجب ارشاد
استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کرکے ۳ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو سہ شنبہ کے دن
نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدردانی کی اور خلعت ہفت پارچہ اور
پالکی جہالردار اور ہاتھی اور گہوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی سادہ اوسکے
بیٹے [illegible] خاں کو دی۔ اور ۲۳ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری امورات بعنوان کل
ایلچ خاں کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوئے۔ نواب نے
تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کردی کہ ایلچ خاں کو نائب مطلق سمجھ کر
کرکے [illegible] مالی و ملکی اوس کے پاس پہونچا کریں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف ورزی کریگا
اوس کے حق میں بہت بہتر نہوگا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھ کر الہ آباد [illegible] سے

سید معزز خاں کو علیحدہ کر کے حبیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڑھ کی حکومت سید محمد خاں سے نکال کر بسنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے اور بالیسی وغیرہ کے محالات پر سیتا رام کو مقرر کیا۔ اور ساندی پالی کا علاقہ علام نبی خاں کے تفویض کیا اور اودھ کے تعلقہ پر الماس علی خاں کو قایم کیا۔ اور کوڑے کی خدمت میر سلیمان کو جو نواب سیف علیخان عالی جاہ والی بنگالہ کا خانساماں تھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بھائیوں کو محمد ایلچ خاں نے علیحدہ کرنا چاہا تو جان برسٹو صاحب نے اونکی طرفداری کر کے کہا کہ خان مقتول کے بھائیوں کو اپنی اپنی جگہہ بدستور سابق بحال رکھو۔ ایلچ خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا صلاح دولت نہیں۔ ایرج خان نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا۔ بلکہ انکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاو کیا یہانتک کہ اقتدار الدولہ کو دھوپ میں بٹھایا اور سکا نوں میں زنجیر لٹکا کر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آپ روانہ دربار و بہرائچ مسدود کیا۔ اور سپاہ سلطنت میں بہت تخفیف کی۔

بشیر کا باقی حال

ایلچ خاں نے آصف الدولہ کے پاس پہونچکر ظاہر میں تو بشیر خاں کے عفو قصور کی درخواست کی اور در پردہ نواب کے مزاج کو اوسکی طرف سے اور مکدر کر دیا اور آصف الدولہ نے اس مضمون کا ایک شقہ لکھا کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کر کے جہاں دل ہو چلا جائے بشیر خاں کے پاس بھجوا دیا مشارالیہ آصف الدولہ کی عنایات او ایلچ خاں کی شوخ طبعی سے مایوس ہو کر لکھنو کا ارادہ ترک کیا وہاں ٹھیرنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو راجہ ہمت سنگھ کے پاس چلا گیا جس سے پہلے سے دوستی رکھتا تھا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ کتاب پر ساتی نہیں لکھا ہے کہ آخر کار بشیر خاں نابینا ہو گیا تھا۔

امام بخش غلام محمد اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ کسی کا ایک غلام محمد امام بخش نام نہایت بے آقا زورا ناظر بیاہ تھا۔ آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بھاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہونچا اور مقرب ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے شرو فسادات سے مطلع ہو کر مدتوں قید رکھا۔ اور رہائی

دراز کے بعد رفقاے عزیز کی سفارش سے رہا کرکے اخراج کا حکم دیا تہا وہ مخفی پرگنہ ٹانڈہ کے
نواح میں رہتا تھا - اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تہا شجاع الدولہ کے مرتے ہی
طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختار الدولہ اور بسنت علی خاں کے مقتول ہونے کے بعد
وہی غلام بچہ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے تلنگے
اور چار پانچ ہزار ترک سوار تھے جنرل ہوا مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ [illegible] کی جہت سے
کر ملاقات ہوئی اور میں نے اوسکی بات چیت سنی خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور بدصورت و بدسیرت
میں جملہ مخلوق سے بدتر تہا دو روپیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے قابلیت ذاتی کی وجہہ سے
نرکھتا تھا وہ تو اس لائق تہا کہ لشکر میں بہنگ فروشی کی دوکان کرتا حسن رضا خاں نائب باوجود
تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا - مگر تہوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی طبیعت
اوسکی مصاحبت سے سیر ہو گئی نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ اپنے لشکر سے خارج کیا اور حکم
دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سواری کو جانور دیگا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جائے گا
وہ بد انجام برہنہ پا لکھنؤ سے بدر ہوا - تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد
کو [illegible] چونکہ آدمیوں نے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس لئے لوگوں پر یہ بات
ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اس وجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی - اور اوس نے زبان آوری
کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کرکے سرکار دربار آراستہ کر لیا - اس عرصہ میں
مبارز الملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتہ ہو کر بنارس کی طرف لوٹ رہے
تھے اونہوں نے یہ خبر سنکر عظیم آباد والے صوبہ دار کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اونکے
پاس حاضر ہوا - اور اس بات سے انکار کیا کہ میں نے یہ دعوے کیا تہا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں -
سعادت علی خاں نے اس کا جرم معاف کرکے چھوڑ دیا - جو لوگ اوس کے پاس جمع تھے اونہوں
نے یہ حال دیکھ کر سارا مال و اسباب لوٹ لیا - اور وہ تباہ حال ہو گیا - آخر کار مفقود الخبر
ہو گیا -

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ ہم کو مکرر آصف الدولہ کی حضوری خلوت میسر آئی بظاہر شعور
و خرد سے بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور بیہودہ نوکروں میں مصروف تھے

الفت کو دیا تھا کیا حسن اتفاق ہے کہ دونوں اپنی اپنی حالت میں فارغ البال ایک دوسرے کو
مغتنم سمجھتے تھے - افسوس شجاع الدولہ کی وہ ریاست تھی کہ اس زمانہ میں سلاطین ہند کی
قایم مقام تھی لاکھوں بڑے بڑے آدمی اور شاہ زادہ زمیندار اور راجہ اس ملک میں بسر کرتے تھے
اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان آصف الدولہ کے اون میں سے کسی کا نشان بھی نہیں
چند روز کے بعد امراء گرگوشہ نشین بھی چلا گیا اسیطرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر
اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے - جہانپر بیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ ہزار پیادہ
جرار رہتے تھے - وہ مقام ویران ہوا چند پیادے بکسیر دو دو تین روپیے کی نوکری میں فخر
سمجھتے ہیں - اور پڑے رہتے ہیں - منشی نو لکہا رام تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ آصف الدولہ اور [illegible]
اودہ بھی اور [illegible] لوٹ نے خراب کر دیا تھا -

مختار الدولہ کے اقربا کا باقی حال

مختار الدولہ کے بھائی [illegible] اونکے بعض رفیقوں نے گزر [illegible] باقی اونکا مال
و اسباب ضبط ہوا دونوں بھائی کبھی کبھی باریاب حضور ہوتے تھے - اکثر خلوت اور گوشے میں
بسر کرتے تھے - جبکہ نواب وزیر کا لشکر اودہ سے پھر کر لکھنؤ میں آیا تو اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ
نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس کام میں بڑی دھوم دھام دکھائی - ہزاروں روپیوں کا [illegible]
فرش پا انداز میں بچھوایا اور سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ تیار کرایا اور نواب وزیر وہاں تشریف لے گئے
ناچ رنگ ہوا - کھانا تناول کیا - اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں - جو نواب آصف الدولہ
نے قبول کیں - وقت رخصت اقبال الدولہ نواب وزیر کو پالکی تک پہونچانے گئے اور وہاں سے
رخصت ہوتے ہی ابھی [illegible] تک نہیں پہنچے تھے کہ اسی وقت نواب کے حکم سے تلنگوں کے
[illegible] بصورت [illegible] آ پہونچے - اور حکم دیا کہ دیوانخانے [illegible] ضبط کر لو [illegible]
کچھ دنوں وہیں نظر بند رہے - اور پھر نواب کے گھر کی ضبطی ہوئی [illegible]
تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوئے - اور اونکے
[illegible] آہستہ آہستہ [illegible] لگے - پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گھر اکثر جایا کرتے تھے اور
اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے - پرگنہ ادبا کی جاگیر جسکی جمع ایک لاکھ
روپیہ تھی - اور جو اقبال الدولہ کے نام مقرر تھی بحال رہی - مختار الدولہ کی حیات اور [illegible]

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور بابی بیگم
دختر مختار الدولہ کی نسبت جو بطن محتلف سے تھی مرزا جھجو پسر نواب سالار جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی
تھی اور سالار جنگ مختار الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے
ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود متصدی اس
شادی کے ہوے اور دس ہزار روپیہ مختار الدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر چوتھی سر انجام
دیا - آفرین علیخان خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوے - اور اون کے روبرو رسمیں
ادا ہوئیں -
مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس عمل کے نہایت شائق تھے جہاں شادی ہوتی
ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی علے کو مقرر کرتے - الغرض مولف سیر المتاخرین کے قیام کے
زمانے میں بھی قایم خان و خیار علیخان کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا -
نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ کہا کرتے تھے - کیونکہ دولت النسا
نواب سالار جنگ کی بیٹی تھی - اور سالار جنگ نواب وزیر کا ماموں تہا - پرگنہ دلمؤ اقبال الدولہ
کی جاگیر میں تھا - یہ پرگنہ مرکہ ضیافت کے بعد ضبط کر لیا گیا - اور اس جاگیر کے عوض چکلہ بہرایچ
وغیرہ بارہ لاکھہ روپیہ کا علاقہ صیغہ مستاجری میں اونکے حوالے کیا گیا - اونہون نے اپنے علاقہ
مستاجری میں پہنچکر زمینداران سے جنگ گرم کیا - اور مختار الدولہ کے دوسرے بھائی
نصیر الدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھہ زر نقد لیکر دکن کو چلے گئے - مگر وہان تک پہنچکر
کچھہ دنون کے بعد لوٹ آے - اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہو کر
خانہ نشین ہوے - مگر چند سال تک پرگنہ ادریا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام برقرار رہی ایکبار
مع... بابت سائر میں عمال الماس علیخان اور عامل اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی - پیاری بیگم
زوجہ مختار الدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے مستاجری سائر
جاگیر کی بھی چاہی - مگر نواب نے یہ کیا کہ ادریا کو بھی الماس علیخان کی مستاجری میں ملا دیا اور مصارف
سپاہ کے وضع ہو جانے کے بعد سات ہزار روپیہ ماہیتہ نقد جاگیر کا مقرر ہوگیا - اسکے بعد چار ہزار
روپیہ ماہوار گھٹا کر تین ہزار روپیہ ماہیتہ جاگیر کی عوض رہگیا - غرض جسقدر التفات حکام انگریزی
سے مختار الدولہ کے لواحقین کی طرف مبذول ہوتا اوسقدر سرکار پردازان سلطنت اون سے
بدظن ہوتے تھے - یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا - اور آصف الدولہ و مختار الدولہ

کے مخالف مشہور تھی حالانکہ یہ بھی جاگیرا ور کمی مواجب کی وجہ ناخوش کی بدسلوکی تھی۔ آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیر الممالک صفدر جنگ بنت برہان الملک والدۂ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی انس کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرج خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبرآباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرج خاں کارگذار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار و کبار تھا تھوڑا سا انتظام کیا تھا۔ اور جان برسٹو سے سوال و جواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی و مالی میں دست انداز ہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اوسکی قسط مقرر کر دو مجھ سے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست بردار ی کیجئے اور مطابق عہد نامہ کمپنی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نا منظور ہو اور سوال و جواب کرنا ہو تو بندہ آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان برسٹو اوسکے طلب کرنے سے نہایت شرمندہ تھا متحیر تھا کہ کیا کرے۔ ایلچ خان اکبرآباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر سخت علیل ہو گیا۔ مختار الدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح النسب تھے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اور ۲۷ دن بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر میں پہلے سے مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہو گیا ۲۸ رجب ۱۱۹۰ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا شیخ شفیع اللہ سے پانچ لاکھ روپیہ مال کی فرد ایلچ خاں نے اپنی حیات میں چھوائی تھی۔ وہ اوسنے نواب آصف الدولہ کی نذر گذرانی نواب نے فرد کو ملاحظہ کرکے تمام مال ضبط کر لیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام نبی خان اور علی محمد خان پسران متبنے ایلچ خاں کو مرحمت ہوئے[۱]۔ ایلچ خان اور مختار الدولہ دونوں کی خود غلیوں کی تنبیہ ایک ساتھ قریب قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان برسٹو کو تقرر نائب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خاں شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانے کی داروغگی

---

[۱] دیکھو مفتاح التواریخ ۱۷۳

اور کسی قدر تقرب رکھتا تھا اور اس عہدہ میں بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور خلوت و جلوت میں حاضر باش
تھا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تھا اور آرام طلب عشرت دوست
اور کم محنت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران تھے کہ عہدہ نیابت
سے جو بات مقصود ہے وہ اس سے کیسے بر آئے گی - بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے -
خدا جانے کس مصلحت سے مسٹر جان برسٹو کی یہی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت
خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہو اور اس کا نایب دوسرا شخص کاروان اور ہوشیار کر دیا جائے - اور اس
خدمت کے لئے حیدر بیگ خاں تجویز ہوا - اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسمٰعیل بیگ خان نامی مغل ولایتی
کہ نہایت عیار اور دنیا دار تھا اس زمانے میں کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی
سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک اور اخبار کا داروغہ تھا - یہ اسمٰعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کا بڑی
موافقت اور اتحاد رکھتا تھا - اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ بویا کرتا تھا - ایرج خان کی بیماری کے
وقت سے اسمٰعیل بیگ خان جان برسٹو سے حیدر بیگ خان کے اس تقرر کے لئے کوشش
کرتا تھا -

حیدر بیگ خاں کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونوں کابل کی پیدایش تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے -
دونوں بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان میں
آئے صفدر جنگ کی سرکار میں نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان سلیم
زادہ بنی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظم گڑھ و سلطان پور وغیرہ چند محال ٹھیکے میں لئے
نہایت سخت گیر تھے یہانتک کہ دوستوں سے بھی غرض آشنا تھے تھوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ
روپے مالگذاری کے نور بیگ خان کے ذمے عاید ہوئے اور دونوں بھائی قید کر دئے گئے -
جبکہ روپیہ داخل نہو سکا تو اور زیادہ تشدد ہوا انکو دھوپ میں جلاتے تھے - کہانے میں بہت سا
نمک ڈالکر کھلاتے تھے - اور پانی نہیں دیتے تھے یہانتک کہ نور بیگ خان صدموں سے
مر گیا - اور حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی - اور بہار علی خان خواجہ سرا نے بہو بیگم سے

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش کرکے اونکی جاگیر کو ثریا[۵۱] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی جبکہ وہان بہی
حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبے کی علت مین کشاکشی مین مبتلا ہوا آخرکار سید محمد خان
اقتدار الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی - اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ
جہان آباد پر مقرر ہوا[۵۲] - محمد ایرج خان نے پہر اوس کو محاسبے مین جکڑا - مگر مرتضی خان بریچ نے
ضامن ہوکر آبرو بچائی - ایلچ خان کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خانکی پیشدستی کی
عزت پائی ہر چند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور فیض عنایت مسٹر جان برسٹو سے
آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی - مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسٹو کو
ہمیشہ سوال وجواب کاغذی در پیش رہتے تھے - صاحب علم کی تلاش تھی اسمٰعیل بیگ خان شوریدہ والہ
نے جو ڈاک خانہ اور ریذیڈنسی کے ہرکارون کا داروغہ تہا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت
کی تعریف کی اونہون نے حسن رضا خان کی پیشدستی مین مقرر کراکر امیر الدولہ کا خطاب دلایا -
غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتہی اور گہوڑا عنایت ہوا - حیدر بیگ خان دانشمند کارکردہ
اور لائق اور شریف تہا سیاق وسیاق مین ید طولے رکہتا تہا ذی علم تہا دفتر کی تہذیب وشائستگی
اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو دفتر مرتب تہا اوسے ترتیب دیا - گورنر جنرل نے بھی
حسن رضا خان کو نائب اودہ تسلیم کرلیا -

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال و عہد ونکا انتظام

حسن رضا خان جان سپار خان کا پوتا تہا جو شاہجہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تہا
اوس کے چار بیٹے تہے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴)
مرزا علی رضا - انمین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی - بیٹی مرزا علی خان سے
بیاہی تھی - نواب ظفر اسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے - اور مرزا عسکری کے بیٹون کو
مرزا نیچے اور مغلو صاحب کہتے تھے - محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی - اور صمصام الدین خان
کے جو بیٹا تہا وہ جوہر لیاقت سے محروم تہا اسلئے مشہور نہوا - مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور
تین ہی بیٹیان تہین - بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسی خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

---

۵۱ دیکھو طلسم ۹۲ ۵۲ دیکھو فرح بخش ۱۲

اونکی بیٹیوں میں سے ایک جنابی بیگم سلطان علیخان ابن بندہ علیخان داروغہ لنچھچہ کی ساتھ منسوب ہوئی تہی
اور دوسری لڑکی مرزا حیدر کی زوجیت میں تہی جو جان بیلی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے سرکار
انگریزی سے متوسلین قرار پایا تہا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت مین اوسکا ذکر کیا جائیگا
تیسری لڑکی مرزا جہنگو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتھ بیاہی گئی
یہ کلب علیخان بندہ علی خان کے چچا اور مردان علی خان کے پوتے تہے - مرزا علی خان کی یہ تینوں
بیٹیاں اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تہے اور وہ دونوں بیٹے مختلف بطون سے تہے
حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تہا مگر شخص بے علم تہے اسلئے جان برسٹو
نے حیدر بیگ خان کو اونکی پیشدستی مین مقرر کردیا - اور عہدہ دیوانی ٹکیت راے کایستہ سری
باستہ کے سپرد ہوا غرضکہ حیدر بیگ خان امیر الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت راے
تمام معاملات مالی و ملکی سرانجام دینے لگے - منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ حسن رضا خان بہت نیک
اور نیک کردار سچا اور رحمدل تہے اوس نے کاروبار مالی و ملکی مین تنہی نہ کی تمام ریاست کے کام
کا دارمدار امیر الدولہ کی ذات پر کردیا ہے جو کہ پورے طور پر کاروبار پر حاوی ہوگیا تہے پیلفلٹ
مین بیان کیا ہی کہ حیدر بیگ خان کار مزید مین مصروف ہوا صحبت شراب و کباب مین شاغل اور آمدورفت
دربار سے غافل ہوگیا اور زیادہ فوج و ملازمین مین تخفیف کرتا تہا باقی عہدوں کا اسطرح انتظام ہوا کہ
جرنیلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان فرزند سرفراز الدولہ سے نامزد ہوا - یہ شخص مرض صرع مین مبتلا تہا
اور مجنون سست آزاد مشرب تہا اور جرنیلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی اور اسی سال
کرنیل گاڈرڈ کلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار مین نوکر ہوا - فوج کا افسر ہوا اوس نے دو پلٹنین
جو ایرج خان سے ہر طرف کی تہین پہر جمع کین -

راجہ ٹکیت راے کا حال

یہ شخص رستم علی خان کو تدار جو اہم خانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تہا دس بارہ
روپیہ سے زیادہ دل زمانے مین درماہہ نصیب ہوا تہا یہان سے علیحدہ ہوکر اکبر علی خان وارث
دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا - تہوڑے دنوں مین اپنی خوش کلامی کی وجہ سے کہ شعر و
سخن سے طبیعت آشنا تہی انور علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک آمد و رفت جاری ہوگئی

رہا سنے نکالدی اور نواب شفیق اللہ خان کو بہی لکہا کہ آپ اپنی فوج حریت خان کے تعاقب میں روانہ کریں اور اسکو پہاڑ سے نکالدیں نواب فیض اللہ خان نے ملا صید خان بخشی اور خان و لد فتح خان خانزاد ان کے رسالے حریت خان کے پیچھے نانک متی کیطرف بہیجے ان دونوں فوجوں سے حریت خان کا مقابلہ ہوا۔ تہوڑی سی لڑائی ہونیکے بعد حریت خان کو نا کامیابون پر ہٹنا پڑا گیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایب قلعہ دار تال کا نون سے جو فرخ آباد کے قریب ہے بغاوت کی تو کرنیل گارڈنر لشکر لیکر اوسکی سرزنش پر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل نکاڈ گجرات اور دکن کی مہمون میں انگریزونکی کمک کیلئے مامور ہوا اور گدہ وغیرہ قبضہ و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصہ مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ صورت سنگہ کو جو بریلی کی نظامت پر بعد علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تہا معزول کیا اور اوسکی جگہ کندن لال مقرر ہوا۔ جیسا تو ظلم سے ثابت ہے مگر فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تہا اوسکے بعد راجہ صورت سنگہ کا تقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو صدمات سے معزول و موقوف کرکے قید کردیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمال الدین تورانی کا رسالہ توڑدیا تو یہ رسالہ مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تہا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تہا یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تہا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو ایک کروڑ لاکہہ روپیہ کو ٹہیکے مین ملا۔ میر زین العابدین خان معروف بہ کوڑی والا اوسکی طرف سے میان دوآب مین کسی پرگنہ پر حکومت رکہتا تہا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت مین بڑے اعزاز سے رہتا تہا اور اسطرح لاکہون روپیہ کا سرمایہ بہم پہونچا کر لکہنؤ مین ایک امام باڑہ اور مسجد لب دریا سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین تعمیر کرائی اور سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین جعفر گنج مین ایک مسجد تیار کرائی۔ ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین میر زین العابدین نے انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ

علت محاسبہ مین گرفتار ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی فدا علی صاحب نے اوسکی وفات کی تاریخ اسطرح نظم کی ۔ ۵ جون وفات میر زین العابدین ٭ خلق را افزود صد رنج و قلق ٭ ماہ شعبان بود پنجم لوح تحریر کرد عشق گردید چاک سینہ شق ٭ سال تاریخش بوشتن خاستم ٭ از سواد خامۂ غم بر ورق ٭ گفت ہاتف باد و حرف خزان دل ٭ گشت زین العابدین واصل بحق ٭ الفاظ حزن ادل سے حا اور زا کے عدد لیکر مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملاتے تو سنہ ۱۲۰۱ ہجری ہو جاتے زین العابدین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ کئی لاکھ روپیہ کا ترکہ نقد و جنس آیا یہانتک کہ بعض لوگ ستر لاکھ روپیہ کا ترکہ بتاتا ہے ۔ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد و جنس شوہر کے متروکے مین سے میرے پاس حاضر ہے اوس خواجہ سرا نے سیر چشمی عالی ہمت سے جواب دیا کہ مردے کا مال مردے کے پیچھے جانا چاہیے اسلئے مناسب یہ ہے کہ لڑکوں کو تقسیم کر دو مین محتاج اور کوتاہ ہمت نہین کہ اوس کو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹون کو تقسیم کر دیا سید زین العابدین کثیر الاولاد تھا اوس کے بعض بیٹون نے وہ زر نقد عالم شباب مین اوڑا دیا اور بعض اولاد نہایت رشیدہ نامور ہوئی اونکو نواب وزیر کی سرکار سے نقد منصب ملتے اونمین سے سید کاظم اور مہدی علی خان اور میر باقر علی خان تھے ۔

حافظ رحمت خان کے بیٹون کے ساتھ سلطنت کی بد سلوکی

سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین جان برسٹو صاحب معزول ہوکر مڈلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنؤ کا رزیڈنٹ مقرر ہوا تو پھر لکھنؤ کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین تساہل کیا محبت خان مجبور ہوکر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودھ نے گورنر جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہیے اس لیے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے ملاقات نہ کی ۔ مگر گل رحمت مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار روپیے دعوت کی اور ایک گھوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف الدولہ سے سفارش کرونگا ۔ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان[۱] آصف الدولہ کے رسالہ کلکتہ

[۱] حیدر بیگ خان کلکتہ کو دوبار گیا ایک بار وارن ہسٹنگز کے عہد مین سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین اور دوسری مرتبہ سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین لارڈ کارنوالس کے زمانے مین منقول از تاریخ مظفری ۱۲

کو گئے تو گورنر جنرل نے اوسکی نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھ لکھنؤ پہنچا لے آئے اور اوس کا درماہہ دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کر دیا اور جب خود گورنر جنرل لکھنؤ سے تشریف لے گئے تو اونہون نے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آپکے خزانہ سے رزیڈنسی کے خزانہ میں جایا کرے اور انہون نے محبت خان کو ملجا یا کر دی اوسوقت سے محبت خان کی تنخواہ لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت ملنے لگی اور جناب خود صاحب کا قائل کمپنی کے متوسلین میں شمار ہو گیا محبت خان انگریزون کو اپنا حامی سمجھ کر رزیڈنٹ کے دربار میں جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتا۔

نواب سعادت علیخان اور مرزا جنگلی بیٹے شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسند نشینی سے چوتھے سال نواب سعادت علی خان بیٹا مرزا نجف خان سے بچھڑ کر لکھنؤ میں آئے اور کچھ دنون سعادت گنج میں قیام کیا اور پھر بنارس میں رہنے پر مجبور کیے گئے اور وہین اونکے مصارف کے لیے روپیہ ریاست سے انگریزون کی معرفت ماہ بماہ پہنچتا تھا۔ اسیطرح مرزا جنگلی صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر میں چلے گئے ابھی زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ مرزا نجف خان نے وفات کی مرزا جنگلی نے بھی وہان سے مراجعت کی اور پھر چند دنون کی بعد عظیم آباد کو چلے گئے۔

کرنیل ہانی کے اجارے میں سے علاقہ کا نکال لیا جانا اور مرزا ابو طالب خان کا کچھ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابو طالب خان [illegible] محمد بیگ خان کو وہان کا کاروبار سپرد کیا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا کے ساتھ بخوبی گذری۔ مختار الدولہ کے بعد حیدر بیگ خان نے مرزا ابو طالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اسوجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی میں لکھی ہی۔ حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی میں کچھ صورت عناد پیدا ہوئی اسلئے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابو طالب خان کا بھی کاروبار برہم ہوا۔ ناچار یہ بھی [illegible] میں کلکتہ کو اس غرض سے چلا گیا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے داد خواہ ہو۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل اوس سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ لیکن وہ اسکی کچھ مدد نہ کر سکے۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت میں لکھنؤ میں قضا کی۔

خواجہ معین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ معین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص قادم حسین خان سنگالے والے کے رفقا میں سے تھا آئمہ اطہار سے بیحد محبت رکھتا تھا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم میں معمول تھا کہ عاشورہ کو تمام متاع و نقد و جنس اور عمارات اور زن و فرزند بلکہ اپنی ذات بھی بہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا تھا اور پھر زمین دوام سے زر نقد بہم پہنچا کر مول لیتا تھا۔ غرضکہ جس جگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا۔ پہلے شیخ آباد میں مامور ہوا وہاں چوری کا بہت زور شور تھا وہاں حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گھر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدا نخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور میں آئے تو سرکار اس کو عوض نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت میں گرفتار ہوتا اوس کو قتل کروا دیتا اور ہاتھ کاٹ ڈالنا تو ایک بات تھی۔ اس سبب سے چوروں کا نام باقی نہ رہا۔ اور جس جگہ تھوڑے دنوں کے لئے جاتا تھا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تھا اور اپنی قبر بنواتا تھا اور کہتا تھا کہ آخر ایک دن جہان سے اٹھنا ہے اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درستی کے لئے پانچ لاکھ روپئے اور سرفراز الدولہ نے دو لاکھ روپئے حاجی محمد کی معرفت بھیجے تھے تو خواجہ صاحب نے بھی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بھیجکر تعمیر میں شرکت کی تھی اور ہمیشہ چپڑی تسمہ زیب کمر اور لباس شجرفی در بر رہتا تھا۔ اور جب حکام کو عرضی لکھتا تھا تو اول یہ عبارت لکھ دیتا تھا ازنا برحق سو ہودے بیشک اس فقرے کے بعد قلم جانب مطلب اوٹھاتا تھا۔ اور غریبوں کو اوس نے لنگر خانے سے کھانا اور جاڑوں میں لباس سرمائی دیتا تھا۔ اوسکی انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی میں چند مدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا۔ پھر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکھنؤ میں آمد۔ اقبال الدولہ کی خرابی

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکھنؤ میں آیا۔ نواب وزیر سے ملنے آیا چونکہ استقبال کے ساتھ شہر لکھنؤ میں لانے سے بزم ضیافت آراستہ کی ان دونوں سرکار لکھنؤ کو دکرتے ہیں کے خلاف

جبکہ دار السلطنت سرنگاپٹم میں تھا سخت جنگ پیش تھی۔ جنرل صاحب نے نواب وزیر سے زر نقد اور فوج کے ساتھ مدد کرنے کی درخواست کی چنانچہ امراے لکھنؤ اور جملہ جاگیرداروں پر کچھ لاکھ روپیہ کا چندہ قرار پایا۔ مگر حیدر بیگ کو اس بات میں اعتراض تھا اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ نے پیش قدمی کی اور ساٹھ ہزار روپیہ دیا تو چندہ کا راستہ طوعاً و کرہاً جاری ہوا۔ حیدر بیگ خان اور سرفراز الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلئے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ جو اونکا دربار میں ملتا موقوف کیا۔

متفرق واقعات

(۱) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتویں برس راجہ جھمنت سنگھ ناظم اور حیدر بیگ خان سے ترقی تنخواہ کی علت میں مقابلہ پیش آیا بندیلوں نے اونکی مدد کی آخرکار فوج انگریزی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

(۲) اور اسی سال مہاراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست کا اسلئے تہا بھاگ کر آیا بنظیر چند خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا۔ اور راجہ کا خطاب ملا۔

(۳) جلوس آصفی سے آٹھویں سال لکھنؤ میں محکمہ عدالت قایم ہوا۔ مفتی غلام حضرت کشمیری اور قاضی غلام مصطفے سے فتواے مسائل شرعیہ و اختیارات عدالت متعلق رہے۔ مگر جوالا ناتھ کا فتنہ اتنا بڑھ گیا تھا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے مقدمات عدالت ضعف پذیر رہتے اسلئے عدالت کی افسری سید محمد نصیر برادر علم زادہ مختار الدولہ سے ناخوش ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے واسطے مقرر تھے انکی تنخواہیں سرکار سے مقرر تہیں لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ نہ ملنے کے ساتھ ملتی تھی۔ راجہ ٹکیت راے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر برداشتہ خاطر ہو کر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کے طفیل ملا مولوی دلدار علی اور میر مرتضی وغیرہ علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خان کی وجہ سے نام پیدا کیا۔ شیعہ و جماعت کی نماز جس کا رواج اس ملک میں نہ تھا جاری کی اور کربلا جا کر اجتہاد کا حکم وہاں کے مجتہدوں سے حاصل کر کے لوٹ آئے اور اپنا اجتہاد جاری کیا۔

(۴) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان حفید نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھ کر لکھنؤ میں آئے۔ نواب آصف الدولہ نے ہاتھی پالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی سفارش کی اسوجہ سے پھر اپنے وطن کو لوٹ گئے۔

مولوی ذکاء اللہ صاحب کہتے ہین کہ جو کچھ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا ہے
تہا وہ اونسے ادا نہو سکتا تہا روز بروز قرض بڑہتا جاتا تہا آصف الدولہ خود تو رات دن عیش و عشرت
مین مشغول رہتے تھے اونکے اہلکار رشوت اور تغلب مین مصروف تہے۔ اس سبب سے سارے ملک مین اندہیر
تہا۔ زمیندار سرکش تھے۔ رعایا افلاس اور تباہی کی حالت مین ڈوبی ہوئی تھی جب تک نواب کا تعلق انگریزون
سے ہوا تہا تین کروڑ روپیہ کی آمدنی اوسکے ملک کی تھی ۱۷۸۰ء مین ملک کی آمدنی اس سے آدہی بہی
ہوئی۔ اور آگے سالون مین اور بھی زیادہ خاک اوڑہی بعض باتین جو عہد و پیمان روہیلونکی لڑائی کے
بعد نواب سے ہوتے تھے تب عہدنامے پر شروع ۱۷۸۱ء مین آصف الدولہ پر دستخط کیا تہا اوس مین
یہ ٹھیرا تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک برگیڈ اودہ مین رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کے ذمے ہوگا۔ کورٹ
ڈائرکٹرز نے بھی اس امر کو منظور کرلیا تہا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگیڈ وہان رہا کرے غرض
اس سپاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے ذمے نہین لگایا گیا تہا اونکی مرضی پر موقوف تہا ۱۷۷۳ء مین ایک
برگیڈ انگریزی سپاہ کا جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھ پلٹنین پیادونکی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ
سوارون کا شامل تہا عہدنامے سے پہلے سے اور بڑہایا گیا اور لکہنؤ مین تعینات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف اس
پاس کے حملون کا تہا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسرونکے ماتحت ہوئی اس جدید برگیڈ کے خرچے
کے واسطے کوئی مقدار معین ہوئی اور مختلف اوقات مین تہوڑی تہوڑی سپاہ ضرورت کے وقت بڑہائی گئی۔
۱۷۸۰ء مین اس برگیڈ چہیدہ روزینہ کا خرچ آٹھ لاکھ روپیہ اور نواب کی سپاہ مین افسرون کا خرچ چار لاکھ روپیہ
تخمینے سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا۔ ایسا ہی خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تہا۔ اب
اوس پر گورنر جنرل کے ایک اور ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحائف
پنشن وغیرہ کا جدا صرف تھا۔ ۱۷۸۴ء مین نواب نے گورنر جنرل سے اس کمپو کے خرچ سے سبکدوشی کی
التجا کی اور کہا کہ مین اوس کی بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہون وہ تین برس مین سارے میرے ملک کی آمدنی
کہا گیا۔ اب میرے گہر کے آدمیون کو بھی کھانے کو کچھ نہین بچتا۔ شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تہائی تنخواہ
ملتی ہے ان ضرورتون کے سبب سے ملک کا خرچ بڑہانا پڑا اس سے اونکی تحصیل کم ہوا اور بھی زیادہ خسارہ
آگیا زمیندار اور کاشتکار رعایا بہاگ کر چلے گئے سپاہی اور پرانے متوسلین اور نجیب زادے حیران ہوکر
ملک کو چہوڑ کے چلے جاتے ہین۔ کچھ تہوڑی ہی سپاہ میرے پاس رہگئی ہے جو ملک سے خراج
وصول کرتی ہے۔ سب کے گہر مین فاقے کا گہر رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سپاہ کا

عہدہ سے نہین اوٹھ سکتا سپاہ کام کی نہین اوس کے افسر ایسے سرکش اور مغرور ہین کہ وہ ملک کا اپنے تئین
مالک سمجھتے ہین - ملک کا محصول نہین وصول ہونے دیتے اور سارے ملکی معاملات کو درہم برہم
کر دیا ہے - کب تلک یہ سب گلے پر چھری رہے گی - گورنر جنرل کب ایسی سنتے تھے اونہون نے خفا ہوکر
کہا کہ نواب نے خود ہی اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے
خرچ اوٹھانا اونکو فرض واجب ہی اوس کو بلا لینے یا گھٹانے کا اختیار ہم کو ہے - ہم جب چاہین ایسا کرین
نواب کو اپنے عہد کے موافق تنخواہ دینی چاہئے خواہ اس مین ملک کی آمدنی اونکی سپاہ کو ہو کہ نا ہو
یا اوس کو [illegible] کرین یہ اون کا اپنا قصور ہے کیون عیاشی اور بیکاری مین پڑے رہتے ہین جس سے
ملک کا یہ حال ہو گیا ہے - عہدنامے مین اوس سپاہ کے رہنے کی تعیین نہین تھی اس لئے ضرور تھا کہ اونکا
فیصلہ دونون مل کر لیتے لیکن دونون کا باہم اختلاف تھا - اسلئے زبردست فریق کے ہاتھ مین اختیار تھا
جو چاہے فیصلہ کرے - کمپنی کے نزدیک ہیسٹنگز صاحب کی ہٹ دھرمی تھی عہدنامے مین اور کورٹ
ڈائرکٹرز کے احکام مین صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھنے کا اختیار ہے جس کے
یہ معنی تھے کہ جب چاہین رکھین جب چاہین نہ رکھین - مگر اس وقت گورنر جنرل کو اور مشکلات درپیش
تھین کہ اگر انگریزی سپاہ کو وہ اودھ سے بلا لیتے تو ملک مین اندھیر مچ جاتا - میدان خالی دیکھ کر آس
پاس کے دشمن اودھ پر ٹوٹ پڑتے جو مثل بھوکے شیر کے اس تاک مین بیٹھے ہوئے تھے وہ ضرور ملک پر چڑھائی کرتے
اور یا اس کے ساتھ اودھ سرکار کمپنی کا قرضہ نواب سے کیسے وصول ہوتا وہ سارا مارا جاتا - مرہٹون سے
ڈر تھا الہ آباد کی حفاظت مین [illegible] اور اُن لڑائیون مین سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کمپنی
[illegible] معلوم [illegible] کیا ہوتا - حالت خود اختیاری کا قانون انصاف کے قانون پر غالب
تھا - نواب اودھ [illegible] سرکار کمپنی کے تابع ہو رہا بغیر اوسکی حفاظت و حمایت کے وہ ایک روز
قائم نہین رہ سکتا تھا - ہیسٹنگز نے جیسے کوئی اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ اونکو سپاہ رکھنی ہی
پڑیگی اوسکی [illegible] جو حق حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب پر اور اوس کے ملک پر یہ حق حاصل
تھا گورنر جنرل سے جب اس بات کی کیفیت ولایت مین پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیون کیا تو اوس نے
کہا کہ عہدنامہ کی عبارت پہلودار تھی اوس کے معنی مشتبہ تھے اسلئے زبردست کو اختیار تھا کہ جو معنی چاہتا
وہ عبارت مشتبہ کے مقرر کرتا - مگر یہ جواب ہٹ دھرمی پر مبنی تھا اور یہ ہوسکتا تھا کہ [illegible] عہدنامہ
مین کوئی عبارت مشتبہ تھی - سوا اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست دی تھی
کہ سپاہ [illegible] کی وجہ سے نہین دی - بلکہ اونکے صلاح کارون اور مشیرون کو یہ معلوم ہوا تھا

کہ سرکار کمپنی کے ممبران کونسل مین جو خیال نفاق چہپا ہے اوس مین وہ خود مختار رہنا ہوا چاہتی ہے اعلیٰ
نواب کو کمپنی درخواست پر مبارت ہوئی اس لئے جیسے اوس کا جواب ایسا سخت دیا تہا اگر اوس کا سبب
ہوتا تو مین کچہہ بابت نواب کی مانی نہتا - اب سرکار کمپنی کا قرض نواب پر سنہ ۱۷۸۴ء مین ایک کروڑ چالیس
لاکہہ روپیہ ہو گیا - پہر کونسل نے تقاضے پر تقاضا شروع کیا - نواب نے عذر پر عذر کرنے شروع کئے
کہ ملک مین بہرے جان نہین - میرے پاس کہانے کو بہی نہین - اسپر گورنر جنرل نے یہ ارادہ کیا کہ لکہنؤ
کو خود جاوین - اور آصف الدولہ سے روبرو گفتگو کرین - مگر نواب نے کچہہ کچی چکنی باتین بنا کر اوسکو
اپنے ارادے سے باز کیا اور خود بہی تہوڑے مصاحبون کے ساتہہ گورنر جنرل کے پاس چنار گڑہ
کے قلعہ مین آئے - ظاہر معلوم ہوتا تہا کہ اس ملاقات کا انجام بہتر ہوگا کیونکہ نواب تو یہ چاہتے تہے
کہ برگیڈ جو رہتا ہے اور رزیڈنٹ اور اوسکی سپاہ کے انگریز افسرون کا اور بہت سے اخراجات کا بوجہہ اوسکی
گردن سے اوٹہ جاوے اور ہسٹنگز صاحب کو روپیہ لینا منظور تہا - مگر اتفاقاً ان سے ان بنا تو پہر اتفاق کیا
گیا اور گورنر جنرل نے مان لیا کہ سوا اوس برگیڈ کے جسکا خرچ شجاع الدولہ کے زمانے مین بہی لیا گیا تہا
اور جسکی تنخواہ دو لاکہہ ہزار روپیہ ماہواری تہی اور اوس ایک پلٹن کی جو رزیڈنٹ کی حفاظت کرے اور
جسکی تنخواہ پچیس ہزار روپیہ ماہوار قرار پائی ہے باقی تمام سپاہ کے خرچ نواب کے ذمے سے اوٹہا لئے گئے
آصف الدولہ نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا روپیہ جو مجہکو دینا چاہئے اوس کے ادا کرنے کی بہت
استطاعت نہین میری والدہ اور دادی سے جو خزانہ لے لیا ہے اوس کو جنہین لینے کی مجہکو پروانگی ہے [ملہ]
چنانچہ دوسری شرط یہ قرار پائی کہ نواب کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط
کر لین - مگر جس جاگیردار کی سرکار کمپنی ضمانت کرے اوسکی نسبت نقد موافق محاصل جاگیر کے
نواب رزیڈنٹ کی معرفت دین اس عہدنامے مین چوتہی شرط یہ تہی کہ کوئی رزیڈنٹ فرخ آباد مین
مقرر نہو -

قولنامہ جو وزیر نے گورنر جنرل سے کیا

چونکہ میری درخواستین ملک کی حال کے متعلق پہلے پیش ہو چکی ہین اب مکرر درخواست گذارش کرتا ہون کہ جیسے
زبانی عرض کیا تہا اور امید ہے کہ آپ میرے تمام درخواستون پر لحاظ فرماوینگے - اور یقین ہے کہ

ملہ دیکہو تاریخ ہندوستان [illegible] ج ۱۲

انکی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونمین صرف آپکی مہربانی درکار ہے - اور کمپنی کو کچھ تعلق اوسے نہین ہے صرف اسقدر کہ جو روپیہ مجھے دینا ہے وہ کمپنی کو دیا جاتا ہے - مین اسواسطے عرض کرتا ہون کہ جو تعداد نفری سپاہی اور دوسری فوج کی کثرت سے ہوگئی ہے وہ کم کیجائے - اور ایک مقرر ہو جائے اور اونکی تنخواہ آمدنی پر نہ ڈالی جائے بلکہ خزانے سے نقد ملا کرے - اور اوسکی تعداد نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ خرچ خانگی اور علاقے کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مجھکو کچھ روپیہ مقرر ہو کر اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کرلیا کرین اور اوس مین سے اخراجات سپاہ وغیرہ ہوا کرین اس صلاح سے مراد یہ نہین ہے کہ سالانہ ادائے سرکار کمپنی مین خلل واقع ہو - بلکہ وہ بیستور ادا ہے قرضہ سابق و معاہدہ حال کمپنی ہر سال بتعداد مختلف دیا جائے گا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکھکر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کرلین ہمکو تعجب ہوگا کہ اس عہدنامہ مین ہرگز کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ انکا پوشیدہ جیسا کہ ہونے والا تھا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور مان دو بڑی بوڑھی بیگمین تہین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دورہ دورہ رہتا تھا - اور اونکی مرنے کے بعد بہی بہت بڑی جاگیر پر قابض تہین - اس جاگیر کا اہتمام اور بندوبست اونہون نے اپنے ہی ہاتھ مین رکھا تھا اور آپ ہی اوس کا کل روپیہ وصول کرتی تہین - اس کے سوا شجاع الدولہ نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تہا وہ بہی انہین کے قبضہ مین تہا یہ دونون ساس بہو دونون فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تہین - اور آصف الدولہ لکہنؤ مین رہتے تھے - گومتی کے کنارے پر اونہون نے عمارتین تعمیر کرائی تہین چونکہ اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تھے - اسلئے ہسٹنگز صاحب کو یہ سوجھی کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے - انگریزون کو دولت اپنے اخراجات ضروری کے لئے چاہیے تہی - نواب کو اپنے کنبہ سے اوڑانے کے لئے درکار تہی غرض

ان دونون جھگڑون کے آپس میں قول و قسم ٹھہر گئے کہ ہیسٹنگز صاحب نے نواب کو فوج اور افسران ملکی کے بار خرچ سے سبکدوش کر دے۔ اور نواب ان دونون عورتون سے دولت لیکر اپنا قرضہ سرکار کمپنی کا چکا دے۔ نواب کو بحیثیت والی ان بیگموں کی جاگیر پر اختیار تھا اور اونکی دولت کے وہ وارث موافق شرع کے بیٹے کے ہوتے۔ مان کا حق آٹھوین حصے کا ہوتا ہے اور ماں کے ہوتے دادی کا کچھ حق نہیں ہوتا۔ نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی سے یا فیاضی تھی کہ اونکی مان اور دادی یہ خزانہ دبا بیٹھی تھین۔ آصف الدولہ نے ماں کو بہت تنگ کرکے بہت سا روپیہ لیکر ادا کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہیں گذرے تھے اونکی بیوی نے گورنمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکھی تھی کہ میں اپنے بیٹے کے ہاتھ سے تنگ ہون ایک دفعہ ۲۶ لاکھ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہے اگر وہ نہ ادا کیا جائیگا تو میں تباہ ہو جاونگا اسپر انگریزوں نے بیچ میں پڑکر ایک عہد موثق بیگم کے ساتھ کیا کہ اب آیندہ آصف الدولہ اون کو روپیہ کے لئے نہیں دق کرینگے۔ اور وہ اپنی جاگیر و مال پر قابض رہینگی۔ اور اونکو اختیار ہے کہ جہان چاہیں وہان رہیں۔ بالفعل یہ تیس لاکھ روپئے دیدیں۔ مگر اب زمانہ بدل گیا۔ خود ضامن و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسنے ضمانت دی تھی اوس کو کچھ شرم و لحاظ اس کا نتھا کہ وہ آصف الدولہ سے وہ بدتر بیگمون کے اسے تنگ کرتے ہوئے وہ چھیکتے تھے۔ اب ضرور تھا کہ ان بیگمون کی جاگیر و مال و دولت ضبط کرلینے کے واسطے کوئی وجہ بھی نکالی جائے۔ اور وجہ بھی ایسی ہو کہ جو رسم و رواج اور دین و ایمان اور آئین و انصاف کے موافق اور آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو۔ اور ادب فرزندی کے بھی خلاف نہو ماں کا ادب اور پاس عزت تو وحشیون میں بھی ہوتا ہے اسلئے سب سے سوچتے یہ سوجھی کہ چیت سنگھ زمیندار بنارس کی بغاوت کا الزام لگاتے ہیں کہ اونہوں نے چیت سنگھ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بھی اور روپیہ بھی بھیجا جسکی مفصل کیفیت یہ ہے۔

چیت سنگھ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تھا۔ اب انگریزون کے تابعین میں قرار پایا تھا اس راجہ کا نام چیت سنگھ تھا اس کا خاندان تو پہلا

نہ تہا جس وقت سلطنت مغلیہ کو نادرشاہ کے حملہ کا صدمہ پہنچا تو اس افراتفری مین گنگا پور کے
زمیندار بہت منسار ہوئے کچھہ ملک دباکر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا [illegible] ہوا جو
کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہان سے اوسی شخص کو ملتا تہا جو صاحب ملک حقیقت ہوتا تہا
آجکل سا راجگی کا خطاب تہوڑے فائدہ دیا جاتا بعد ازان بلونت سنگھہ اوس کا جانشین ہوا
اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملگیا - عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودہ سے
شامل ہو گیا تہا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تہا اوس نے جو حمایت سرکار کمپنی
کی شجاع الدولہ اور انگریزونکی لڑائی مین بکسر مین کین اور اوسکی عوض مین جو سلوک انگریزون
نے اوسکی ساتھہ کیا وہ بیان ہو چکا ہے وہ انگریزون کی عطوفت و عنایت سے اپنے ملک مین
چین و عافیت کے ساتھہ راج کرتا تہا - جب وہ سنہ ۱۷۷۰ع مین مر گیا تو اوس کا بیٹا جو بیاہتا
رانی سے نہ تہا اوس کا وارث ہوا اوسنے یہ مناسب سمجھا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا
اور کچھہ خراج سے زیادہ دینے کا وعدہ کیا - کچھہ انگریزون کا سہارا ڈہونڈا اونہون نے
شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونے کی اوسی خراج کے ساتھہ جو اوسکے
ساتھہ تعین ہوا دلوا دی سنہ ۱۷۷۳ع مین جب ہستنگز کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو نواب
نے یہ کہا کہ مجھے وہ ملک دیدیجئے اور اس راجہ کو معطل کر دو مگر گورنر جنرل نے
کہا کہ ہم اون عہد و پیمان کو جو بلونت سنگھہ کے ساتھہ ہوئے ہین چیت سنگھہ کے ساتھہ نہین
توڑ سکتے - اور گورنر جنرل نے چیت سنگھہ کو بھی کہلا بھیجا کہ تمہاری حرمت و دولت و حکومت
و ثروت کی جب ہی تک خیریت ہے کہ تم سرکار کمپنی کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہو اور یہ
بھی تمہاری حرمت کا خیال ہے کہ تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا ہماری
پشت و پناہ ہے - مجکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھہ ہمیشہ وفادار رہوگے اور جب ہم کو کسی
کام پڑیگا تو اوس کو پورا کرو گے اور تمسے وعدہ کیا جاتا ہے کہ خراج زیادہ نہین لیا جائیگا
جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھہ عہد و پیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام
کیا گیا تو جس ملک پر چیت سنگھہ حکومت کرتا تہا وہ سنہ ۱۷۷۵ع مین سرکار کمپنی کے حوالے کر دیا گیا
سرکار کمپنی نے چیت سنگھہ کو بدستور اپنی حالت پر بحال رکھا اور بائیس لاکھہ چہیاسٹھہ ہزار
ایک سو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹہیرا لیا - اور اقرار کیا کہ اس سے اور زیادہ خراج نہین
مانگا جائیگا - سنہ [illegible] مین اسوقت انگریزون سے کئی جگہہ لڑائیان ہو رہی تہین - اور اونکی

معارف کے لئے روپیہ بہم پہنچانا گورنر جنرل کا کام تہا اوسی وجہ سے ہیسٹنگز کے سر پر اسوقت اسقدر بوجھ پڑا کہ شاید ہی کبہی کسی ایک شخص پر گو کیسا ہی عالی حوصلہ کیوں نہو اوس سے زیادہ پڑا ہو۔ حیدر والی میسور۔ فرانسیس۔ ولندیز۔ مرہٹے۔ یہ سب کے سب ایک ہی وقت انگریزوں کی مخالفت پر اوٹھ کہڑے ہوئے تھے۔ اور سب سے بڑا ہنگامہ کارزار گرم تہا مگر لڑائی روپیہ بغیر کب ہوسکتی ہے اسلئے ہیسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تھی اس لئے اوس نے راجہ چیت سنگھ والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگریزی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت روپئے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلو تہی کی اس لئے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا اس سے اوس کا خاص منشا یہ تہا کہ چیت سنگھ کو دبا کر اپنا کام نکالے۔ پر گورنر جنرل نے اوسکی احسان فراموشی سے جہلا کر اوس کو نظر بند کر دیا راجہ کا نظر بند ہونا تہا کہ اوسکی رعیت طیش میں آکر اوٹھ کہڑی ہوئی۔ اور جن سپاہیوں نے راجہ پر ہاتھ ڈالا تہا اونکو قتل کر ڈالا پھر جس جگہ گورنر ٹہرا ہوا تہا اوس کو آگھیر لیا۔ راجہ شہر سے بہاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے پڑے مگر اوسان و استقلال کو اوس نے اب بھی ہاتھ سے نہ دیا آخر کار وہ بہاگ کر چنار گڑھ کو چلا گیا۔ اور ہر طرف سے فوجیں منگا کر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دیکر بجے گڑھ کو جہاں وہ چھپا ہوا تہا فتح کر لیا۔ مگر جو خزانہ قلعہ میں موجود تہا اوسکو فوج نے ہاتہوں ہاتھ سلگوا لیا اور گورنر جنرل منہ تکتا اور ہاتھ ملتا رہ گیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتھ لگا جسکی بڑی ضرورت تھی اور نہ راجہ قابو میں آیا کیونکہ وہ بہاگ کر گوالیار پہنچا اور وہاں ۲۹ برس رہکر رہگرای ملک عدم ہوا۔ اوس کے بعد اوس کے بہانجے کو گدی پر بٹھایا۔

آصف الدولہ کی ماں اور دادی سے نہایت قسائی پن کے ساتھ روپیہ لیا جانا

اودہ کی رعایا نے جو چیت سنگھ کے ہنگامے میں فساد برپا کیا تہا گورنر جنرل نے اوسکو آصف الدولہ کی ماں اور دادی پر ڈالنا چاہا۔ اس فساد کو بیگموں کے ذمہ لگا دینا آسان تہا مگر اس الزام کے لئے کوئی شہادت موجود نہ تھی۔ مگر زبان خلق اس امر کی شہادت بڑی ہی تھی۔ کرنیل امپی بیگموں پر جرم بغاوت ثابت کرنے کو بڑے سرگرم تھے۔ کرنیل صاحب ہی غضب کے چلتے

اونہون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے ذہنون مین بٹیرد سے رکہا تہا نواب نے گورنر جنرل کو کہا کہ خدا کی واسطے اوسکو یہانسے بلوائیے اور میری جان کے پیچہے سے جنجال چھڑائیے نہین مین نوابی سے ایسی درگذرا اب بیگمون کے پیچہے پیچہے جہاڑ کے چہٹے غرض اس اولٹ پہیر کیا لکہنؤ جب آئے تہے تو قرضدار نہی یا اب اونکی پاس نتیس لاکہ روپئے تہے اس ملک مین انگریزون کے بوپارے تہے۔ ہیس ٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس بغاوت کا مقدمہ کوئی نہین بنایا۔ کیونکہ وہ جانتے تہے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم ہوسکیگی اسلیئے بیگمین لوٹ سے بچ جائینگی اونہون نے نواب کو سمجہایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر ضبط کرکے اپنا نفع اوٹہاؤ اور خزانہ ضبط کرکے سرکار کمپنی کا قرض چکاؤ اور خرچ اوٹہاؤ جس سے پہر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اودہ پر مواخذہ نرہے۔ نواب آصف الدولہ جب تک چنار گڑہ مین رہے تو ہیس ٹنگز صاحب کی دالافراقی اور قوت عقل کے آگے کچہہ نکرسکے۔ مگر جب وہ لکہنؤ آئے اور راہ مین اپنی مان اور دادی کے پاس گئے تو اون کا کہرام دیکہہ کردل اونکا بہر آیا۔ گو دل و دماغ اونکا کبہاہی اوباشی اور شراب نوشی نے خراب کردیا تہا۔ مگر اسوقت اون کا دل نرہ سکا اور اونہون نے ارادہ کیا کہ اقرار سے پہرجائین یہ معاملہ ایسا سنگدلی کا تہا کہ رزیڈنٹ مڈلٹن صاحب جو ہیس ٹنگز صاحب کی ناک کے بال تہے وہ بہی ایسے کاموکے کرنے سے جہجکتے تہے مگر گورنر جنرل کا دل اس معاملے مین پتہر تہا اوس پر کچہہ اثر نہین ہوتا تہا۔ نواب کے پیچہے ہی پیچہے اونہون نے رزیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکہا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین تم ڈہیل کروگے تو مین خود ہی لکہنؤ مین آونگا اور وہ کام جو تو دے نہین ہوسکتی خود کرونگا رزیڈنٹ کی اس دہمکی سے چہکے چہوٹ گئے۔ اوس نے گورنر کو لکہا کہ چنار گڑہ کے عہدنامہ کی پوری تعمیل ابہی حضور ہوئی جاتی ہے۔ آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ مجہسے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر جنرل نے لکہالیا ہے۔ غرض جہتین ہوہوا کر جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتہ نہ آیا اس لیئے جبر و ظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج فیض آباد مین بہیجی گئی۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۷۸۲ء کو اوس نے جاتے ہی دونون بیگمون کو اونکی محلون مین نظربند کرلیا۔ مگر روپیہ دینے سے اونہون نے اسپر بہی انکار کیا۔ اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا تشدد کیا اونکا اپنا ہی گہر اونکے لئے کربلا بنادیا اونکی مصیبتون کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور بدن مین سارا لہو خشک ہوجاتا ہے۔ ان بیچاری بیگمون کے مختار اور سربراہ کار بہار علی اور جواہر علیخان دو خواجہ سرا تہے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکی پیرونمین بیڑیان ڈالی گئین - کہانا پینا اونکا بند کیا گیا - غرض اونپر کیا کیا جبر و قہر
بیان کئے جاوین کہ اونپر اسبات پر ہوئے کہ وہ بیگمون سے خزانہ دلاوین جب وہ مہینون ان سختیون کو
جہیلتے ہو گئے وہ بیچارے بیمار زار و نزار ہو گئے اسلئے اونہون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم
باغمین کچہہ ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا
کہ وہ کہین بہاگ نہ جاوین لوہے کی زنجیرین اونکی پابند رکہنے کے واسطے کافی نہین تہین یہ تشدد
تو ہو رہے تہے پہر اور زیادہ شکنجہ فرسائی کے لئے لکہنو بہیجے گئے یہان جو کچہہ اونکا برا حال کیا گیا وہ
بیان نہین ہوسکتا پارلیمینٹ کے کاغذات مین وہ چٹہی موجود ہے جو رزیڈنٹ نے ان قیدیون کے
افسر کو لکہی تہی کہ صاحب من نواب نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید مین ہین
انکو سزاے جسمانی دیجاے اسلئے جو افسر نواب کے آوین اونہین قیدیون کے پاس جانے دو
اور جو اونکا جی چاہے وہ قیدیون کے ساتہہ کرنے دو لکہنو مین خواجہ سراؤن پر یہ ظلم ٹوٹ رہا تہا
بیگمین اپنے گہر مین قید تہین - کہانے کو اونکے پاس اتنا پہونچتا تہا کہ اونکی ملازم عورتون کا پیٹ نہ بہرتا
تہا - اور وہ بہوک کے مارے مرنے کے قریب ہو گئین تہین - غرض ان کمبخت بیبیون پر محرم کے
دہے گذر گئے - جب ان بیگمون نے ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلادون سے
چہوڑایا - ہیس ٹنگز صاحب نے خیال کیا کہ اب اور زیادہ سختی سے روپیہ ہاتہہ نہین آئے گا -
اسلئے اونہون نے اون دونون کمبختی کے مارے خواجہ سراؤن کو بہی چہوڑ دیا - جسوقت دروازہ قید خانہ
کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کٹی ہین تو اونکی رخسارون پر آنکہون سے آنسوؤن کا دریا رواں تہا اور لرزتے
ہوئے ہونٹون پر کبہی آواز شکر الہی معمور زبان تہا - یہ حال دیکہہ دیکہہ کر جن سنگدلون کا دل
بہر آتا وہ بہی پانی ہوا جاتا تہا - ہیس ٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونہون نے بیگمات پردہ پر بے رحمی
اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بہی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تہی - دوست اونکے اس
الزام کو یون ٹالتے ہین کہ مال آصف الدولہ کے باوا کا تہا - اوسکو بیگمون نے ناحق غصب کیا تہا
اونہون نے شرع اسلام کے موافق دلادیا - منصف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہیس ٹنگز
صاحب بہت الی بار لینے کے لئے مفتی شرع اسلام بنگئے - جسوقت اونہون نے بیگمون سے عہد
استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو روپئے کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دین گے اوسوقت مفتی
صاحب کا فتوے معلوم نہین کہان گیا تہا - مگر اسوقت ہم کو سر ایلیجہ ایمپی کے انصاف کی داد دینی
چاہئے اسوقت وہ مجبور تہی کہ اس معاملے مین اپنا دخل نہین دے سکتے تہے - اونکی تمام حکومت

یعنی ہوا سالانہ خرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھہ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکھہ روپیہ تک نکا جاتا تہا اور رزیڈنٹ اس روپیہ مین سے ساٹھہ لاکھہ روپیہ سے لیکر اسی لاکھہ روپیہ تک وصول کرکے بہیجا کرتا تہا اسلیئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت چنارگڑہہ مین نواب اور گورنر کی ملاقات ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکھہ روپیہ کا تہا ۔ رزیڈنٹ نے بجاے اسی لاکھہ روپیہ کے جو سب سے زیادہ روپیہ وصول ہونیکی امید تہی ایک کروڑ چالیس لاکھہ روپیہ وصول کیا تھا ۔ مگر نواب پر اس سال کے حساب ہونیکے پیچ پاچ نکاکر ڈہائی کرور روپیہ باندہا گیا ۔ جو ملک کی سالانہ آمدنی سے پورا دو چند تہا ۔

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی و انگریزی کے ساتھہ سعبر دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کو ساتھہ اون دونون فوجون کا جھگڑا ہونا

جبکہ سکہونکی شورش اور تاخت و تاراج سہارنپور دریاے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھہ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے متصل متعین کردی ۔ اور فیض اللہ خان کو لکہا کہ آپ بھی کچھہ اپنی فوج وہان بہیجدین تاکہ یہ دونون فوجین ملکر سکہون کے ادہر آنے مین مزاحمت کرین ۔ نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بہیجدیا ۔ باوصف اس فوج کے وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گہاٹ پر احتیاط رکہنے کے بہی سکہون نے ایک یلغار کرکے دریاے گنگا کو عبور کیا اور سنبہل کو لوٹ لیا اور شرفا کی ننگ و ناموس کو برباد کیا ۔ اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارانگر مین مقیم رہین ۔ ماہ رمضان سنہ ١١٩١ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھہ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی ۔ انگریزی و آصفی سپاہ کو ہزیمت ہوئی پٹھانون نے اُن پلٹنون کا اسباب اور سامان لوٹ لیا ۔ اس فساد کے بعد سے سپاہ کی تعیناتی دارانگر کے مقام سے موقوف ہوگئی ۔ مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جھگڑے کا حال سنکر ناراض ہوے ۔ اور لکھنؤ سے پامر صاحب اور تفضل حسین خان کشمیری تہوڑی سی جمعیت کے ساتھہ تاوان وصول کرنے کے لیئے رامپور آئے اور نواب فیض اللہ خان سے بات چیت ہوئی نواب صاحب چونکہ نہایت دوراندیش تھے اسلیئے پندرہ لاکھہ روپیہ دیکر راضی کردیا ۔ یہ

بیان جام جہان نما مؤلفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہی - مگر انگریزی کتب تواریخ مین ان پندرہ لاکھہ روپیو نکے دیئے جانے کی حقیقت دوسرے طور پر لکھی ہی کہ یہ واقعہ بہی ضمناً اوس مین شامل ہو -

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کرلین اور اس حیلہ سی پندرہ لاکھہ روپئے اور بقول بعض تیس لاکھہ روپئے نواب فیض اللہ خان سی وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے بموجب جو سنہ ۱۷۷۴ء مین انگریزی حکومت کی ضمانت لیگئی تھی نواب فیض اللہ خان سی یہ شرط قرار پائی تھی کہ پانچہزار سی زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکہین اور نواب اودہ کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے بنگام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کرین - جب انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار بہیجنے کی درخواست انگریزون سے کی جسپر لارڈ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا - لیکن پہر سنہ ۱۷۸۱ء مین گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اونہون نے حسب الحکم انگریزی تین ہزار سپاہ بہیجی مگر وہ اسقدر نتھی جو اونسے مانگی گئی تہی اسلئے وہ فوج نامنظور کی گئی اور گورنر جنرل نے مقام چنار گڈہ مین آصف الدولہ سے ملاقات کرکے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر چہین لینے کی اجازت دیدی تہی - چنانچہ ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ وہان لکہا گیا تہا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تہی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان بسبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت وحمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرادتے اور اپنی خودسری سی نواب آصف الدولہ کو بہت دقت اور تکلیف دیتے ہین اسلئے آصف الدولہ کو اجازت ہی کہ جب مناسب وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کرکے اونکو نقد روپیہ مشروطہ عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکہنؤ کے دیا کرین - مگر جسقدر روپیہ اوس فوج کا ہوسکتا جو اونہون نے

عہدنامے کی روسی سرانجام کرنے کی شرط کی تہی وہ روپیہ اونکی نقدی مین سے منہا ہوکر حساب کمپنی
مین تاقایم رہنے ملک حال کے محسوب ہوگا یہ اجازت لارڈ مذکور کی سوانح عمری مین ایک مشہور
یادگار باقی ہی یہ تدبیر صرف نواب فیض اللہ خان کے ڈرانے کے واسطے کی گئی ہی کیونکہ آصف الدولہ کو
کو اون جاگیر سے نفع حاصل کرنے کی اجازت نہ تہی جب مدراس اور بمبئی کے حاطوں مین لڑائی کی
آگ بہڑک رہی تہی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سی کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار
سوار اپنی خدمت کے لیے مانگو تاکہ انگریزی سپاہ مدراس جانے کے لیے کافی ہو اور گورنر جنرل نے
نواب فیض اللہ خان کو بہی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس کے جواب
پر نواب فیض اللہ خان نے لکہا کہ مجھے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکھنے کی اجازت ہے
جس مین دو ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے
ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین۔ اونکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے۔ مین
سپاہ کہان سی لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکہنو کے رزیڈنٹ
کو لکہا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سی تین ہزار سوار مانگے اسپر پہر اونہون نے عذر کیا۔ مگر دو ہزار
سوار اور ایکہزار پیدل بہیجدیے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا کہ وہ رامپور
ہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ جبارگڑھ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان
کی ریاست ضبط کرلین کیونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تہی کہ کوئی نقض عہد نواب
فیض اللہ خان کی طرف سی نہو۔ اب یہ بڑی سہٹ دہرمی تہی کہ انگریز اس بہانے سے عہدنامہ لال
ڈانگ سے پہرتے تہے اوس مین یہ کہان لکہا ہوا تہا کہ پانچہزار سوارون سی نواب اودہ کی اعانت
کی جائیگی۔ اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا حسب قابلیت وعدہ تہا وہ بہی سوارون کا نہتہا غرض
کہان یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکہو کہان یہ معنی اوس کے کہ پانچہزار سوار نواب اودہ
کی خدمت کے لیے بہیجو زمین آسمان کا فرق تہا مگر زبردستون کو اختیار تہا کہ جو چاہین سو کرین
اس وقت تو فقط اس اصول پر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تہا کہ جس رئیس امرا سے جو کچہ اینٹہا جا
وہ اینٹہے جو مرضی مولیٰ ہو اوسے فرح کیجئے۔ سنہ ۱۷۸۱ء مین آصف الدولہ کو از حد اصرار ہوا کہ
گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان اس خدمت کے عوض ہرجہ کا روپیہ
دینے پر راضی ہوے چونکہ وہ ایک غنی مقدرت رئیس خیال کیے جاتے تہے اسواسطے پندرہ لاکہہ
روپیے ہرجے کی بابت طلب کیے گئے۔ اس روپیے کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہوگئے اور میجر پامر صاحب انگریزوں کی طرف سے گئے اور وہان ایک مہینہ رہے اور نواب فیض اللہ خان سے پندرہ لاکھ روپئے لئے اسطرح کہ پانچ لاکھ روپئے فوراً دے لے اور پانچ لاکھ فصل خریف مین اور دو لاکھ ربیع سنہ ۱۱۹۰ فصلی مین اور باقی تین لاکھ روپئے شروع خریف سنہ ۱۱۹۱ فصلی مین ادا کرنے کا وعدہ کیا اور ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۸ ہجری مطابق ۱۷ فروری سنہ ۱۷۸۴ء کو پامر صاحب نے نواب وزیر کی طرف سے اوس شرط کو جس سے اونپر فرض تہا کہ بوقت ضرورت وہ تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر کی مدد کرین عہدنامہ سابق سے منسوخ کر دیا - اور اس تاریخ سے نواب فیض اللہ خان فرض مدد ہی سپاہ سے بری کئے گئے

اس کی علاوہ پندرہ لاکھ روپئے اور اس بہانے سے وصول کئے کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے حین حیات تھی اب یہ اُنسے عہد کیا گیا کہ نسلاً بعد نسل یہ ملک قائم رہیگا مگر مِل کی انگریزی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس دوسری رقم کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کر دیا - گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو رپورٹ بہیجی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سواروں کی بیجا تہی - موافق عہدنامے کے وہ تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکے ذمے واجب تھی - اور جو افواہین کہ اونکی بغاوت کی نسبت مشہور ہوئی تہین وہ محض بے اصل تہین - مِل کی تاریخ مین لکہا ہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی نے صرف اپنا اختیار ثابت کرنا چاہا - مگر اوس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور رہا کہ آصف الدولہ نے اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچھ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تہا -

جنرل ہیسٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی مان اور دادی کی جاگیر پھر اون پر بحال کرا دینا

تاریخ سلطانی مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو ہیسٹنگز صاحب کے پاس بہیجا جس کام کے لئے وہ بہیجے گئے تہے اوس کو اچھی طرح انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوئے - گورنر جنرل ہیسٹنگز صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہو گئے تھے جیسے وہ ڈلش صاحب کے کام سے ہوئے تھے اس لئے اونکو چند مہینے کے بعد ہی معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے۔ مگر گورنر جس کام کے پیچھے پڑتے تھے اسے کر کے چھوڑتے تھے اب اونھون نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ مین رزیڈنٹ ہی نرہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہی وہ ہندوستانیون ہی لیا جائے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹون کے ہاتھ سے رہی ہے ہمیشہ نواب کے خط اونکی شکایت مین آتے رہتے ہین۔ اس پر کونسل مین کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخر کار ۱۷۸۴ء مین گورنر جنرل کو اپنی رائے مین کامیابی ہوئی۔ اور اونھون نے اب خود لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا اور ۲۷ مارچ ۱۷۸۴ء مطابق ۱۱۹۸ ہجری کو وہ لکھنؤ مین آئے اون کا بڑا مطلب یہان آنے سے یہ تھا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کرین۔ اونھون نے آصف الدولہ کے نائب سے روپیہ وصول کیا معلوم نہین اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگمون پر کیا دلمین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی فروگذاشت کرایا ان بیگمون کے ظلم و ستم پر انگلستان مین بڑی بات ہو رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی گورنر نے وزیر سے یہ کہدیا کہ اونکو جاگیر دینے مین تمھارا اور تمھارے ملک کا بھلا ہے۔ اسلئے تمھین انتظام مین بڑی مدد پہنچیگی ۲۷ اگست ۱۷۸۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا سکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ مین ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت مین دہلی مین رہ چکے تھے[۱] ۱۱۹۶ ہجری مین قلعہ سے نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوئے تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہیسٹنگز کے لکھنے کے موجب شاہزادے کو کمال آبرو کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات و پوشاک نفیسہ کی اور دو ہاتھی اور ۲۰ گھوڑے کرم قلی خان بسر منیر الدولہ کی معرفت براے استقبال روانہ کئے القصہ کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی پلٹنین تلنگون کی اور کئی سو سوار اونکے القصہ ذکر لیکر روانہ ہوا جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا۔ اور اعزاز و اکرام سے اپنے ساتھ لائے

---

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور ۵ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ اور کارخانجات وغیرہ کیلئے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل مین ٹھیرایا۔
گو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی پتنگ بازی و آتشبازی و خورد و نوش مین دمبدم گھٹی
جاتی تھی۔ مگر کوئی مہینے کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اعلا فطرت تھا
ایک لکھنوی طوائف کرم بخش نامی سے جو عشق مین آنکھیں لڑ گئین اور اوس کو شمع کاشانہ محل بنایا بیگم
صاحبہ کی پاسداری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازون
وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی۔ آخرکار شاہزادے نے بنارس مین جا کر قیام کیا۔ جبکہ ارل ہسٹنگز اپنے
عہدہ گورنری سے مستعفی ہو کر کلکتے سے چلے گئے اور لارڈ کارنوالس انکی جگہ مقرر ہو کر آئے اور سنہ ۱۲۰۱
ہجری مین لکھنؤ کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ مین بنارس کے اندر شاہزادے سے
ملاقات ہوئی شاہزادے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے دن نواب سعادت علیخان گورنر جنرل کی
ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کر کے اپنے مقام کو لوٹ آئے۔ گورنر جنرل نے دوسرے دن
سعادت علی خان کے قیام گاہ پر جا کر رسم بازدید ادا کی نواب نے اونکی ضیافت کی جب شاہزادہ جوانبخت
گورنر جنرل سے ملنے کے لئے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور اپنی خواہش سے ناحق پر نواب سعادت علی خان کو تو
نہ بٹھایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی مین کچھ باتین کرنا تھین
جب یہ حال نواب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل
سے کہا کہ الہ آباد اور کورہ کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے مین دئے گئے تھے
اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہئے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنؤ کا قصد رکھتے ہین اور مین بھی وہان جاتا
ہون وہان یہ کل بات نواب وزیر الممالک سے کہی جائے گی غرضکہ گورنر جنرل لکھنؤ کو گئے اونکے پیچھے
شاہزادے بھی لکھنؤ کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ
نے بدلالت الجیل کے ساتھ اون اضلاع کے دینے سے انکار کر دیا اور شاہزادے سے وہ بظاہر باطن
مین ایسے کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری مین رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلئے گورنر جنرل کے
مشورے سے اکبر آباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری
کہ مرزا جوان بخت اکبر آباد کی طرف جا رہے ہین تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد مین بلا لیا۔ کچھ دنون
یہان رہکر شاہزادے رخصت حاصل کر کے ۲۲ ربیع الثانی سنہ [illegible] ہجری کو اکبر آباد پہنچے مگر یہان
اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو مکتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنؤ کا عزم کیا۔ اور ۵ رجب سنہ [illegible]
کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنؤ مین آئے۔ اور وہان سے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکے ساتھ تین

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپین اور پندرہ میں ہاتھی تھے۔ بنارس مین آپنچکر باغ مہوا اس کے باغ مین قیام کیا۔ گورنر نے سولہ ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کی حسابات ملکی سے جدا کر کے مقرر کر دیا آخر شاہزادے نے ۲۰ شعبان سنہ ۱۲۱۸ ہجری کو عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہو کر انتقال کیا۔ نواب سعادت علیخان اور ریزیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوئے

شاہزادہ سلیمان شکوہ

وقایع عالم شاہی مین لکہا ہے کہ سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین مخفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکہنؤ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ۳ جمادی الاخرے روز سہ شنبہ کو مقام بریلی مین راجہ صورت سنگہ اور راجہ ٹکیتا نتھ اوسکے داماد نے ملازمت شاہزادے سے مشرف ہو کر ایک ہاتھی اور پانچہزار روپئے نذر کئے شاہزادے نے صورت سنگہ کو اپنا خاص دو پٹہ اور اوسکے داماد کو دوشالہ عطا کیا۔ اتفاق سے اوس زمانے مین گورنر جنرل خود لکہنؤ مین آئے ہوئے تھے ۷ جمادی الاخرے کو شاہجہانپور کی منزل مین آصف الدولہ و عماد الدولہ جیمس شنگ صاحب بہادر رجلادت جنگ گورنر جنرل کی عرضداشتین پہنچین اوسکے ساتھ شاہ عالم کے ۔۔۔ کی نقل بھی تھی جو مشعر ان دونون رئیسون کے نام تھا اور مضمون اوس کا یہ تھا کہ فرزند زادہ بے استرضائے اقدس چلا آیا ہو شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکہا دیا جس سے اونکی تشویش رفع ہوئی ۱۰ جمادی الاخرے کو راجہ گوبند رام وزیر کی طرف سے اور کپتان اسکاٹ گورنر جنرل کی طرف سے اپنے اپنے موکلون کی عرائض لیکر شاہزادے کے حضور مین پہنچے کپتان نے تین ہاتھی مع عماری ہائے سلطانی دار او نقرئی جو ہمراہ لائے تھے اور نشان وہان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کئے اور جبکہ منزل جہان مین شاہزادے نے یہ سنا کہ وہ دونون رئیس خود استقبال کو آتے ہین تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون کے لانیکے لئے روانہ کیا ہوا۔ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ اور پانچ گہوڑے اور ماہی مراتب و نشان وہان شاہزادے کے حضور مین نذر گذرانے اور اوس دن دونون سردارون نے عطائے خلعت سے عز افتخار حاصل کیا ۱۸ جمادی الاخرے کو شاہزادے لکہنؤ مین داخل ہوئے اور وزیر الدولت خانہ پر تشریف لے گئے وزیر نے دو ہاتھی اور دو گہوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جو اسباب اور کہ ۔۔۔ دن کے خوان اور ہتہیار پیش کئے شاہزادے نے قبول کرکے اور ۔۔۔ بیٹہ گئے جو اونکے ٹہرنے کے لئے تجویز ہوا تہا۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکہا ہے کہ آصف الدولہ نے شاہزادے کے مصارف کے لئے چہ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا اسکندر شکوہ

بہی لکہنؤ مین آئے تھے۔ اس زمانے مین نواب آصف الدولہ

مرض الموت مین مبتلا تھے کچھ دنون مراتب خدمت گزاری ادا ہوتے لیکن جیسا کہ مدنظر تھا ویسی مدارات ظہور مین نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سولہا ہزار روپیہ بنارس مین اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے شاہ عالم بادشاہ کے باورچیخانہ خرد کے مصارف کے لئے بھیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئے چھ ہزار روپیہ اور سکندر شکوہ کے لئے دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادت علیخان کی مسند نشینی کے وقت جو عہدنامہ ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان بنارس کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارنوالس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست کے سر سے ٹالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ اور انگریزوں کا نواب کے ذمہ سے گھٹا دینا

جبکہ مسٹر ہسٹنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوئے تو آصف الدولہ نے اپنے وزیر حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان آخر محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۷۸۶ عیسوی براہ خشکی لکھنؤ سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے ۹ ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے مین پہونچے ایک دن وہان ٹھیر کر آگے کو روانہ ہوا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے ملے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تھا کہ سپاہ انگریزی کا بوجھ اپنی گردن سے ٹالین۔ اور فتح گڈھ کے برگیڈ کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہسٹنگز صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالین۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب برس سے چوہتر لاکھ روپیہ سالانہ انگریزون کو دیتے تھے سنہ ۱۷۸۱ء کے عہدنامے کے مطابق اونکو ۳۱۲۰۰۰۰ روپیہ اور سنہ ۱۷۷۵ء کے صلحنامے کے موافق ۲۴۳۰۰۰۰ روپیہ دینا چاہتے تھا۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان کمپنی نواب ۱۰۰۰ کا روپیہ پاتے کہا رہے تھے اوس کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گھٹا کر ایک پورے برگیڈ کا خرچ اونکے ذمے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکھون کا خوف اودھ کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اوسی قدر سپاہ اونکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ پامر صاحب کو جو

گورنر جنرل کے اجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے
کے پاس پہنچا دین موقوف کردیا اس اجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط اجنٹ کی تنخواہ
۲۲۸۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی مسٹر ٹنگز صاحب جب لکھنؤ مین آئے تھے تو اون کا باڈی گارڈ مقرر ہوا تھا
وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ نولس نے روپیہ کو گھٹا کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خرچ نواب کے ذمے
رکھا مگر بباعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہدنامہ سنہ ۱۷۸۱ء مناسب تصور نہین
ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۵ اپریل سنہ ۱۷۹۷ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ
کے درمیان ہوا تھا اوس مین طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور
اتفاق مین ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا
چاہیئے اس سبب سے کہ میری تقرری یہان امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ
اسپر متوجہ رہی ہے کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ مین کمپنی کے اور آپکے ملکون کو یکسان
تصور کرتا ہون تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور
اوراوس مین غیر کا حملہ ممکن ہے اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہین ہوسکتی اسلئے
مین آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہون جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب
ہین - فوج مقیم فتحگڈہ کے باب مین جسکی برخاستگی عہدنامہ چنارگڈھ سنہ ۱۷۸۱ء کے مطابق ہوتی ہے
مین صلاح دیتا ہون کہ وہ برخاست نکی جاوے بلکہ وہان مقیم رہے مین یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہون
کہ آپ کا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہان مقیم ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کارآمد
ہوگی - اگرچہ بالفعل کوئی فوجکشی آپکے ملک پر خیال مین نہین ہے مگر آخر کار آپکے ملک کی حفاظت
فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی - اور جبتک فوج آپکے ملک مین رہیگی اوسوقت تک کوئی
خیال فوجکشی بھی آپکے اوپر نہ کریگا - اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت
اکثر جنگ کا ہون مین آزمائی گئی ہے یہانتک کہ جب اوسکے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی
زیادہ تھی تاہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہے - اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر
زور آور رہیگی اور فتحیاب ہوگی - مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین ہمیشہ شبہہ رہا کرتا ہے تو عقل
و احتیاط مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن الوقوع عمل مین آوے تاکہ یقین فتح ہماری طرف
عائد ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ بہ نسبت کمپنی کی فوجون اور آپکی فوجین نہین ہین اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی فوجکی
آپکی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہین رہسکتا - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کرینگے

تو آپ کو راستی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور کرینگے جسکی دلاوری اور وفا
پر اعتبار کلی ہو اور انکے مقابلے میں جو قواعد جنگ کچھ نہیں جانتے اور مجھے شک نہیں کہ آپ خرچ زائد
اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہے اس واسطے میں بلا تامل صلاح دیتا ہوں
کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برطرف کرینگے جسقدر اس زائد کارآمد فوج کے قیام کے واسطے کافی
ہوگا - اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لیے ضروری ہے وہ آپکے ملک میں صرف
ہوتا ہے - اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہے کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو اور آپ کو اس امر کا
یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ تمام ملک ہندوستان میں دیکھو فساد اور خرابی ہو رہی ہے
مگر آپ کے ملک میں امن و امان جاری ہے اس صلاح کی تائید میں اور بہت سے دلائل قوی تر
بیان ہو سکتے ہیں - مگر میری رائے میں جس قدر میں نے بیان کیا ہے اوس کا نتیجہ بھی کم نہیں اور اوس سے
آپکی رائے میں بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی - اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہیں رکھتا
میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زیادہ جو کمپنی کا آپکی دوستی اور آپکے ملک کی
حفاظت کے باعث ہی ہوتا ہے نہ دی جائے اور جو حساب میرے پاس ہے اوس سے ظاہر ہے کہ
پچاس لاکھ روپیہ سالانہ سکہ سولہ سنہ کا خرچ ہوتا ہے - اسی روپیہ میں نواب سعادت علی خان بہادر کی
اور انکے اہلکاروں کی تنخواہ اور رزیڈنٹ منجانب گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہیں - القصہ میری
تجویز اور نیت یہ ہے کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے آپ سے زیادہ اوس پچاس لاکھ روپیہ کے
نہ لیا جائے گا - اور کسی طرح کا مطالبہ نہ ہوگا - اگر آپ ابتدا میں کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرینگے تو اوسکی
تنخواہ آپ اسکے سوا آپ کو دینا ہوگا اور اگر کوئی ہر دو برگیڈ یا رسالہ سواروں میں سے واپس طلب کیا جائیگا
یا فوج میں زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب وضع کر کے آپ کو دلاؤنگا - اس نظر سے کہ اس عہدنامہ
کے مطالب میں کوئی وجہ اختلاف رائے کی باقی نہ رہے - میں آپ کو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہوں
کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج میں واقع ہو خواہ زیادتی یا کمی رسالہ و پیادگان کی تو یہ
شرائط مانع اوسکی نہ ہوگی - اگر کل فوج میں زیادہ کمی واقع ہو اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عوض
کچھ زیادہ نہ ایسے مطالبہ نہ ہوگا ایک رزیڈنٹ جیسا اب ہے آپ کے دربار میں رہیگا - مگر چونکہ ہماری
مرضی کی اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کی حکومت میں کسی طرح کی مداخلت نہ کی جاوے - اس لئے احکام
تاکیدی رزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت ہرگز نہ کرے - اور نہ کسی رعایا سے انگریزی
کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرح کا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے منظور

کرایسے گا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ کے ملک کا آپکے اور آپکے اہلکارون کے سپرد
رکھونگا مین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکہ یہ امر بلا حجت وقوع مین آئے مین صلاح دیتا ہون
کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دین - اور اگر مین کسی کو ایسی
اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جائے گی - اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری
کے آپکے ملک مین جا کر رہے تو آپ اوسکو زبردستی اوٹھا دین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب ریذیڈنٹ
کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیج دین - مینے جو حالات گذشتہ ملاحظہ کیے اور آپ کی دوستی
کا حال جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین ہے مشہور عام ہے دیکھا تو مجھے حال ذیل کا لکھنا مناسب
مقصود ہوا کہ چند سال گذشتہ مین آپکے [illegible] لوگ اون سے جو خودغرضی سے اکثر استغاثے گورنمنٹ
انگریزی مین کئے ہین جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ اسکا انسداد ہو
اور ہمیشہ کچھ توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے - مگر چونکہ دوستی باہم منظور ہے - اس لئے اگر آپ التفات
کو کار فرمائین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہے - فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ قرار گرفتہ
کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی ریذیڈنٹ وہانسے اب خواہ بعد اختتام سنہ ۱۹۴ فصلی کے
طلب کرلیا جائیگا - اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نہ رہیگا اور نہ دوسرا مامور ہوگا اس بارے مین
بسبب اسکے کہ اب تک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین تھی مین آپ کی اطلاع دینی
مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکھینگے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو
فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقہ کی آمدنی سے کافی
روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گذارے کے لائق علیحدہ کردینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی مان اور
بھائی دلیر خان اور دیگر چند دیوان سابق سے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجوہ دوستی ظاہر کی
ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بواسطہ مظفر جنگ تجویز ہو - مشہور ہے کہ دلیر خان
کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دلیر خان پر اس گورنمنٹ کا ہے اوسکی وجہ سے
اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہو گی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھائیگا
اسلئے مجھے امید ہے کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگو کی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو
علیحدہ صاحب ریذیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین - اوس حساب کی رو سے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان
مین ہے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہے - مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ
آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو - مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا ضرور ہے مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پاوےگا آپ اوس تاریخ کو تمام تقاضاے
تنخواہ فوج جو آپکے ملک مین موجود ہی۔ اور رزیڈنسی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا
خرچ اور خیر رزقہا پانے سے اندرسین اور آلکوڈین اور باقی جو کچھ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے
واضح ہوگا۔ اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے طور پر آپکے ذمے اضافہ کیا جاوےگا۔ جو مطالب کہ اون
کے لکھے گئے ہین اونکی بابت مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سے ہوئی وہ آپکا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون
سرکارون کا دوست ہی اور چونکہ وہ آپکے کل احوال سے واقف ہے اور آپکا معتبر ملازم اور وزیر اعظم
ہے اسلیے مین اوسکو امور فوائد باہمی کا مجاز مطلق کرکے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری راے مین
فوائد سلطنت کی ترقی کے لیے مناسب اور مفید متصور ہوا کہا ہے اور میری راے مین اوس سے کہنا بمنزلہ
آپکے سامنے کہنے کے ہے۔ مگر چونکہ آپکی منظوری بھی شرائط معقولہ حیدر بیگ خان کے لیے ضروری اسلیے
مین مناسب متصور کیا کہ بالتفصیل فاقی اوسکی اس تحریر مین درج کرون باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے
بیان کریگا۔ آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرائط کی تعمیل الی الابد بلا کمی بیشی
کرونگا۔ طلسم ہندوستان مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کئی کرور روپیہ کا جواہرات گورنر جنرل کی نذر کیا تھا
اونھون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کوئی نایاب تحفہ نواب وزیر کے پاس اپنی طرف سے
روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کا ہماری طرف سے بھیجا دو۔ تاریخ مظفری مین بیان
کیا ہے کہ گورنر جنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سے نہین قبول کیے کہ وہ ولایت مین اپیل
اوٹھا کر آئے تھے کہ ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لونگا۔ اور اونھون نے صراحت کے ساتھ
حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کردیا حیدر بیگ خان تھوڑے دنون کلکتے مین رہکر
گورنر جنرل سے رخصت ہوے اور راستے سے لوٹے عظیم آباد مین باقی پور کے پاس ہنڈیر وزیر وقف
کرکے لکھنؤ بھیجے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ اونھون نے اوس کا میزان
ایک لاکھ روپیے صرف کیے بعض اس سے بھی زیادہ بتاتے ہین۔ اس کارروائی کے ظہور سے نواب
آصف الدولہ حیدر بیگ خان سے بہت خوش ہوے اور اونکو سب سے زیادہ دولت خواہ سمجھنے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنر جنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنر جنرل کی تحریر کے جواب مین ایک خط جولائی ۱۷۸۶ء مین اونکو لکھا کہ آپکی دوستانہ
تحریر پہونچی مضمون اوس کا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپکا مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انتظام ملک

مداخلت ہوگی اور رزیڈنٹ لکھنؤ کو حکم تاکید کی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کوئی اور شخص آپ کا یا کسی اور کی مداخلت کرنے پائے گا۔ اور میرے ملک کی حکومت میرے اور میرے اہلکارون کی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی۔ نواب حیدر بیگ خان نے اون سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کامون کے بندوبست کرنے کا باعث ہوئے تھے نہایت خوشی ہوئی مین ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور مین خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھکر خوش ہوتا ہون اور اسقدر شکر گذار ہون کہ اوس کا ایک شمہ بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہیے مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی مین اور اون کے انتقال کے وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے مین انگریزون کی دوستی کامل و مستحکم اور بے ریا رہی ہے اور اللہ کی عنایت سے آیندہ کو بھی ترقی پر ہوگی۔ اس وقت مین ایسا سردار رئیس صاحب علم و خبر مختار کل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا مین سمجھتا ہون کہ ایسے رئیس کا ورود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھے امید قوی اور اطمینان کامل ہے کہ میرے تمام کام میری مرضی کے موافق سرانجام پائینگے فوج متعین فتحگڈھ کے قایم رکھنے اور جاری رہنے کے باب مین جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ مثل سابق قایم رہے مینے بخوبی غور کیا اور سمجھا باوجودیکہ میرے ملک کا بڑا صرف اوس فوج کے سبب سال بسال ہوتا ہے سابق مین جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ اس بارے مین ہوئے ہین اور جس طرح پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سے آپ بخوبی واقف ہین۔ بہرحال مجھکو آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ اوس کا اصل و مفصل حال بیان کرون۔ مگر چونکہ سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہین یہ میری کمال خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسواسطے اس مطلب کو اوس وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہربانی حاصل کرون بعد اوس کے آپ مہربانی و الطاف سے جو مشہور عام ہے وہ تحریر فرمائین جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپکو بھی منظور ہو اس لیے آپکی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لیے مین منظور کرتا ہون کہ جو فوج اب فتحگڈھ اور شاہجہانپور مین ہے وہ بدستور قایم رہے اور اسی طرح سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کی تنخواہین اور رزیڈنسی اور دوسرے انگریزون اور صاحب رزیڈنٹ کے ہمراہی ملازمین کے اخراجات اور ڈاک کا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھ روپیہ مقرر کردیا ہے کہ مین ادا کرون یہ مجھکو منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھ سے

زیادہ ہوگا اور اگر کسی طرح سے مطالبہ اسکے سوا ہوگا اور یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی
ان دو بریگیڈ مین سے یا رسالہ سواران مین سے واپس طلب کئے جاینگے یا زیادہ کمی وقوع مین
ہوگی تو کمی خرچ کے مطابق روپیہ کی کا اس پچاس لاکھ مین سے مجرا ہوگا مین یہ بھی منظور کر کے
قسط بندی ارسال کرتا ہون۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرما میرے
حال پر رہینگے جس مین میری بہبودی اور آسایش کا باعث ہوگا۔ آپکے مہربانی نامے کے امر
کا جواب مینے نہین دیا ہے اسوجہ سے کہ مینے سنا ہے کہ آپ ضرور اس طرف مین تشریف لاوینگے
پس بروقت ملاقات ہر امر مین دوستانہ گفتگو کی جاوے گی اب یہ خیال کرکے کہ آپکے حکم کی تعمیل
اور آپکی رضاجوئی اہم مراتب دوستی سے ہے مینے اپنی منظوری تحریر کی۔ فرخ آباد کے بارے مین
آپ تحریر فرماتے ہین کہ وہ ملک مطابق میرے ماتحت رہیگا اور ریذیڈنٹ جو وہان مقیم ہے وہ خواہ اور وقت
خواہ سنہ ۱۱۹۹ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخاست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ وہان نرہیگا۔
اور نہ کوئی اور اوسکی جگہہ مامور ہوگا۔ اور آپ حکم دیتے ہین کہ مین مظفر جنگ کے ساتھ مہربانی سے پیش
آؤن اور اونکے حقوق کا لحاظ رکھون اور جبکہ انتظام امور ملک مذکور کا مناسب منظور ہو تو معقول پنشن
نواب مظفر جنگ کے لئے مقرر کرون۔ اور نواب مظفر جنگ کی مان اور اونکے بھائی دل دلیر خان اور
رایسنگھ دیپ چند دیوان سابق نے جو خواہش دلی گورنمنٹ انگریزی کمپنی کی نسبت ظاہر کی ہے یہ ضرور ہے
کہ کچھ گذارہ اون کا بلا واسطہ نواب مظفر جنگ کے مقرر ہو چونکہ نواب کی دشمنی اونکے ساتھ ظاہر ہے
اور دل دلیر خان پر گورنمنٹ انگریزی کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اوسکی
حفاظت نہوگی تو مظفر جنگ کی وجہ سے اوسکو تکلیف ہوگی مین اوس کے واسطے کچھ گذارہ مظفر جنگ کی
پنشن مین سے مقرر کرکے لکھنؤ کے ریذیڈنٹ کی معرفت اوسکو دلایا کرون مین ان سب امور مین
آپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور مظفر جنگ کی مان اور دل دلیر خان اور رائے دیپ چند کو ریذیڈنٹ کی
معرفت گذارہ دلوایا کرونگا۔ اور اونکو حفاظت مین رکھونگا۔ امید کہ ملاقات حاصل ہونے تک
تحریرات سے معزز اور مسرور ہوتا رہون۔ اس خط کے ساتھ پچاس لاکھ روپیہ کی قسط بندی بھی
بھیجی گئی تھی۔

حیدر بیگ خان نے (اپنی طرف سے بھی) ایک عریضہ گورنر جنرل کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہے۔ سابق مین
ایک عرضی اپنے لکھنؤ مین پہنچ جانے کی حال کی حضور کی خدمت مین بھیجی ہے یقین ہے کہ ملاحظہ مین
گذری ہوگی اب حضور کی تحریر دوستانہ کا جواب نواب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اوس سے

حضور کی رضا جوئی کا خیال نواب وزیر کی طرف سے واضح رائے عالی ہوگا حضور نے اونکے امور میں
از حد مہربانی ظاہر فرمائی ہے - اور یقین ہے کہ آیندہ بھی ویسی ہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی
کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے - ایک فرد قسط بندی زر اخراجات فوج وغیرہ کی
نواب صاحب کے خط کے ساتھ مرسل خدمت ہے اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی جسقدر
دونوں صاحب نے فرمایا تھا کہ ماہ فروری سنہ ١٧٨٧ء تک تو ملکو چاہئے بھیجتا ہوں اور وہ ہنڈیات
اوس روپیہ کی بابت بھی جو شاہزادوں اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری سنہ ١٧٨٧ء
تک سے بھیجتا ہوں یہ سب حضور کی ملاحظہ میں گذرینگی - چونکہ مجھے سفر میں بہت عرصہ ہوگیا اسلئے
اکثر طریق کارروائی میں بد انتظامی واقع ہوئی ہے اور توقف اور تساہل بھی زر سرکار کمپنی کی ادائی
مین ہوگیا اور اب کہ مین یہان آگیا ہون اور فصل کے تردد وغیرہ کا وقت ہے مین سرکار کے کام مین مصروف
ہون اور اونکی مدد اور حضور کی عنایات سے سب کام کا انتظام ہو جائیگا اور جو زر باقی قسط ذیل
دار پر صاحب اور دوسرے صاحبان انگریز کا ہے وہ حسب رسید تحقیقات آخر ماہ فروری سنہ ١٧٨٧ء
تک بلا عذر تمام و کمال ادا ہو جائیگا - روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتدائی تاریخ
سے پانچ مہینے ١٧٨٩ء تک سرکاری خزانے مین داخل ہوگیا اور آیندہ اونکی عنایت سے ماہ بماہ
قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امید کہ تحریرات عالی سے سرفراز ہوتا ہون -

گورنر جنرل کی لکھنؤ میں تشریف آوری - عہد نامہ تجارت

کارن والس صاحب آپ بھی لکھنؤ مین آئے - سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت
بڑی قدر اہتمام و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف
الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کئے اونھون نے کچھ نہ لیا اور یہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ
خان سے کیا تھا یعنی آصف الدولہ گورنر جنرل سے مانگ گئے تو وہ بولے کہ ولایت فرنگ
اور ہندوستان کے تحفے نواب کو دو نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی
واپس چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوئے -
سنہ ١٢٠٢ ہجری میں ایک عہد نامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا جسکی رو سے
ایک محصول فیصدی قیمت اجناس پر لیا تجویز ہوا - اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ
کسی قسم کا محصول گذارات کا نہ لیا کرین -

لانے کے واسطے بھیجا اس کام میں مدد کے لیے مرزا حسن رضا خان اور خواجہ عین الدین انصاری نے بھی نے بھی روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ رکھا اور اس نہر کے جاری ہونے سے پانی کا قحط رفع ہو گیا۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد میں تھا اوس نے ایک علم دریاے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگوں سے یہ بات ظاہر کی کہ مجھکو خواب میں یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم معرکہ کربلا میں تھا وہ فلاں مقام پر دفن ہے تو وہ علم نکالے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کر کے اوس مقام پر گیا اور جگہ کو کھود کر وہ علم نکالا اور گھر میں کہ رستم نگر کے اندر واقع تھا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شہداے کربلا کے جان نثار تھے اوس علم کی زیارت کے لیے فقیر بیگ کے گھر گئے اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق آنے لگے شیعیان اور نیاز مند حاجتمندان نے حاضری شروع کیں جب فقیر نے قضا کی تو اسکے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ جاری رکھا اور اوسکی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تھا مشہور ہے جس میں زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چھت کی عوض کھپریل تھی۔ عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد میں تیار ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے اوسکی آمدنی کچھ خادموں کے حصے میں آتی تھی اور کچھ سرکار میں داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ اوسکی آمدنی لاکھوں روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصاً نوچندی جمعرات کے دن اوس درگاہ میں بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والوں کے سوا ہزاروں تماشائی اور شہر کی پری پیکر طوائفیں بن ٹھن کے جمع ہوتی ہیں سلطنت کے قائم تک یہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے رہا اب بقول شخصے ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ارباب نشاط اتنا اکٹھا بیٹھتے ہیں نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرایش و زینت

مرزا حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت راے کا کلکتہ کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کو کلکتہ
کو گورنر جنرل کے پاس بھیجا چنانچہ یہ دونوں اوائل شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری میں عید الفطر کی نماز کے
بعد آصف الدولہ سے رخصت ہو کر پندرہ سو یا ہزار سوار اور دو توپوں کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر پہلے
متصل ٹھیرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیاں بھی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہوئیں
اسی مہینے میں یہ دونوں صاحب اس لاو لشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے غازیپور
اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہاں صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان
حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا۔ سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی
جانب سے خلعت شیشے ساتھ مالا سے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تھا علی ابراہیم خان
کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دنوں علیل تھا۔ اس لئے وہ خود نہ ملا وہاں سے کوچ
کر کے سلخ ذیقعدہ کو دانا پور کے متصل پہنچے یہاں کے حکام انگریزی سول و فوجی نے ملاقات کی
وہاں سے ۴ ذیحجہ روز چہار شنبہ کو آگے کو کوچ کیا عظیم آباد میں باغ جعفر خان الملقب بہ مرشد
قلی خان میں ٹھیرے پھر وہاں سے چلکر آخر ذیحجہ میں مرشد آباد پہنچے اور عشرہ محرم کے دن یہاں
کئے اس مقام میں سرفراز الدولہ نے مسافروں محتاجوں اور سیدوں کو بہت کچھ دیا یہاں انگریزوں
سے بھی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہیں خلعت عطا کئے۔
پھر یہاں سے روانہ ہو کر کلکتہ پہنچے۔ اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارن والس صاحب گورنر جنرل سے
کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ گورنر جنرل نے دونوں کو کمپنی کی طرف سے خلعت مکلف دئے۔ گورنر
تو وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر ولایت کیطرف روانہ ہوئے یہ دونوں جدید گورنر جنرل سے
ملنے کے انتظار میں ٹھیرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینے تک وہاں رہنا ہوا۔ جبکہ
جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے میں پہنچے تو اون سے ملکر سنہ ۱۲۰۸ ہجری میں بلنے
معاودت کی ۷ جمادی الاولے کو عظیم آباد میں پہنچے یہاں تین چار مقام کئے اور غیر معمولی
اپنی سخاوت سے فیضیاب کر کے لکھنؤ کیطرف چلے۔ اوائل ماہ جمادی الآخرے میں بمقام
بہرائچ میں آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ آصف الدولہ سیر و شکار کی بعد لکھنؤ کو روانہ ہو
یہ دونوں ہمراہ تھے ۲۰ جمادی الآخرے روز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکھنؤ میں داخل ہو گئے
اور دونوں کو خلعت فاخرہ دئے یہ سفر تو مہینے کے عرصے میں ابتدائے شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری
سے اوائل جمادی الآخرے سنہ ۱۲۰۸ ہجری تک پورا ہوا۔ دونوں کا گذارہ پندرہ لاکھ روپیہ

سخن را بہ آورده ام از پوست مغز ؛ دہی ہمت یارب این عقد را ؛ کہ کردازدل خلق واعقد را
زروے وفاق ورزه ہی دواد ؛ کہ کمتر چنین اتفاق اوفتاد ؛ دگر سال تاریخ آمد بکبت ؛
قران دو کوکب بہ برج شرف ؛ اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر علیخان
سے چھوٹا اور متبنی تہا مرزا جھنگی کی بیٹی سے شادی کی۔ اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سیر ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نتھا۔ ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور پر چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اون کے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان
۱۷۔ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۸ ہجری کو مسند نشین ہوے ۱۳ محرم سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو افسران فوج نے اونکی
بی نوشی ناحق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو مجروح و معزول اور قید کرکے
اونکے چھوٹے بہائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کر دیا۔ جام جہان نما مین لکہا ہے کہ جبکہ
استغاثہ قتل نواب محمد علی خان بوکالت صاحبزادہ مصطفے خان ابن اللہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا
تو وہ بہت برہم ہوے اور رامپور کے افسران فوج کو لکہا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کرکے یہان
بہیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان
مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لیے لکہنو بلایا تھا۔ اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب
مخالفون نے صلاح کرکے اونکو مروا ڈالا۔ اور اونکی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے
ایک محضر تیار کرایا جس کا مضمون تہا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے خنجہ مار کر خود کشی
کر لی ہے شب کو اونکی آرامگاہ مین ایک فیر ہوا دیکہا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک
عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بہیجا اور اپنے چھوٹے بہائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا۔ فتح علی خان لکہنو پہنچکر ایک باغ مین مقیم ہوا۔
دیوان جہاؤ لال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی
مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بہیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خطوط لکہکر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہان بلاوین تم کو ریاست دیدونگا مگر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات
قبول کی رہیلکھنڈ گزیٹیر مین ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے
انھون نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے
لیکن مسٹر جیری انگریزی ریزیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہے بلکہ اوس کا بیان ہے کہ
آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونون اس جاگیر
کے مستحق نہین ہین کیونکہ یہ جاگیر اونکے باپ کی حین حیات تھی۔ آصف نامے کے مولف نے
بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا
وہ نظم یہ ہے ؎

که ناگه بدرگاه گردون سپهر — ز نزد برادرکش آمد سفیر
که پورش گران گناهش شود — براین آستان عذرخواهش شود
ازین در شود عفو جرمش مگر — جریمانه پذرفته گوهر و زر
برین آستان سپهر اقتدار — ولے قاصدش را نشد اذن بار
پذیرا نشد عذر آن زشت خو — که سرزد چنین خون ناحق ازو
ز انگیزش آن عذر بیجا شد او — که مرضی دستور اعظم نبود
بطبق شریعت بحکم رسول — نگردید عذر گناهش قبول

مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے
مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار مولفہ منشی امیر احمد مینائی اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب
کی تاریخ ہند سے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو بیش بہا تحائف
بھیجکر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض مین جو بیس لاکھ روپیے نذرانے
کے بھیجے نواب آصف الدولہ تو کچھ نیم راضی سے ہوگئے۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ بغیر انگریزی
گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا جب اوس سے کہا گیا تو اوس نے نواب غلام محمد خان کی
جانشینی سے انکار کردیا۔ مگر یہ اور تماشا کیا کہ یہ تجویز ٹھیری کہ نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک
لیکر نواب اودھ کو دیدیجئے۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ سزا گنہگار اور بے گناہ دونون کو دیجاتی ہے۔
نواب غلام محمد خان قصوروار تھے۔ مگر جو خاندان اونکے ہاتھ سے [illegible]
ظلم توڑنے کا کیون ارادہ کیا۔ سوا اس کے نواب فیض اللہ خان کے [illegible] انتظام [illegible]

ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ایسے ملک کو ایک ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تہا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت اور ضمانت سے تہا اسلیئے اوسپر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کرکے نواب غلام محمد خان سے ملک نکال لے اسلیئے گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ابرکرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج لیکر ان لوگون کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور مظفر جنگ نامہ وہ جو شامین کہتا ہے کہ اوس کے ساتھ سائیور کا کمپو بھی تہا۔ عماد السعادت مین لکہا ہے کہ انگریزی فوجین وہ پلٹنین گورون کی اور بارہ پلٹنین تلنگون کی اور دو رجمنٹ ترک سوارون کی تہی اور مظفر نے انگریزی فوج کی تعداد چودہ ہزار بتائی تہی جن مین سے سات سو گورے تھے اور تاریخ مظفری مین انگریزی سپاہ کی تعداد پندرہ سو لہا ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کرکے اوائل ماہ ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری مین الہ آباد سے لکہنو کو آئے اور یہان تین مقام کرکے رام گھاٹ کوچ کیا اونکی توپون کے عجیب و غریب نام ہین جو بعض شاعرون نے نقل کیے ہین مین اونکو یہان لطف کے لیئے بیان کرتا ہون۔ دہوردہانی۔ فتح بیکر۔ نہنگ۔ شیر بیکر۔ جم ڈکار۔ ملک میدان فتح باب۔ اژدر۔ فولاد بند۔ کہنڈ وہاتی۔ کڑک بجلی۔ سرجیو۔ گہن گرج۔ شگار دل۔ فتح لشکر صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیری۔ حیدری سلیمانی۔ بہلہری۔ فتحیاب۔ جباری۔ انگریز بان شتر نال۔ کرنال۔ ہتنال۔ انمین سے سرجیو بہت بڑی توپ تھی الماس خان خواجہ سرا بھی اناوہ سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر مین بہت سے امرا اور افسر تھے ہنومان سنگہہ کپتان ہربار سنگہہ دولم سنگہہ۔ بہوانی سنگہہ اور سالار جنگ کے دونون بیٹے اکبر علیخان و قاسم علیخان اور عبد الرحمن خان قندہاری اور مرزا اشرف الدین اور مرزا حسن رضا خان اور مرزا داروغہ حبیب خان اور راو بہولا اور راجہ ملا سراے اور راجہ تکیت راے اور راجہ وسنیت راے یہ سب امرا اور افسر ساتھ تھے سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد مین لکہا ہے کہ مظفر جنگ بیس فرخ آباد بھی ہمراہ تہا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ چیری صاحب بھی نواب وزیر کے ساتھ تھا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج مین دوسری الماس گنج مین تیسری سلطان گنج مین چوتھی باون مین۔ پانچوین سری نگر مین۔ چھٹی شاہ آباد مین۔ ساتوین شاہجہانپور مین آٹھوین قریب نلہر کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزلین کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی تہی اور وہان قیام کیا۔ لکہنو کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ مگر اوس نے اس فتح مین شریک ہونے

کی سرفرازی کی کوشش کی جب نواب غلام محمد خان کو اس چڑھائی کی خبر پہونچی تو اونہون نے
بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کرکے بریلی کی جانب کوچ کیا اور صید خان کو
ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چھوڑا۔ نواب صاحب کی فوج کی تعداد
عماد السعادت مین ۲۵ ہزار سے ۳۰ ہزار تک بتائی ہے اور لکھا ہے کہ توپون کے علاوہ بانون کے
بھی کئی چھکڑے تھے اور منتخب العلوم مین پچاس ہزار لکھی ہے اور رسالہ ہنڈ گزیٹر مین چھبیس ہزار
بیان کی ہے۔ اور جام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہے۔ اور بعضون نے صحیح تعداد بتائی ہے۔ اوسکی
روایت کے موافق ستر ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہے کہ تیرہ توپین
بڑی بڑی تھین اور چالیس شتر نال تھین۔ نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک
متاونڈیا مین ہوا اور یہان اونہون نے سپاہ کو تنخواہ مین اشرفیان تقسیم کین۔ نواب صاحب نے
اس مقام سے جنرل ابرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرا دیجیے
جنرل صاحب نے جواب لکھا کہ آپ لکھنؤ پہنچے جب نواب آصف الدولہ یہان آ جائینگے۔
تو مین صلح کرا دونگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ خزانہ نواب فیض اللہ خان کا جو ہے وہ میرے پاس بھیجا دیا جاوے
اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑہائین۔ جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس پہونچا
تو افسران سپاہ کو جمع کرکے کہا کہ اپنے ملک کے ڈیرے سے آگے کو قدم نہ بڑہانا چاہیے
خدا چاہیگا تو سب کام یہین درست ہو جاویگا۔ مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون
کی بات کا اعتبار نہین جنرل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکہی ہے کہ اونکی فوج سے
وزیر اودہ کی فوج بھی آکر مل جاوے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب نے یہی راے دی
کہ جمع ہو آگے بڑہنا چاہیے۔ نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔ نواب صاحب کے چچا
بھائی اور بہی جن مین نظام علیخان فتح علیخان حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس
پہنچ گئے تھے کیونکہ انمین سے ہرایک ریاست کا امیدوار تھا اور انگریزون سے خفیہ عہد و پیمان
کر چکا تھا۔ اور اوسکے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان۔ کریم اللہ خان۔ اور قاسم علیخان اوسکے
ہمراہ تھے۔ ملکر ایکدن ایک انگریز نے کہا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک شخص کو
پکڑ لایا ہے اس شخص کی بابت کی تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض
سردارون کی طرف سے جنرل ابرکرمبی کے نام سے تھے۔ اون کا مضمون یہ تھا کہ آپ آکر جنگ کیجیے
ہم جلد جمع ... رہینگے اوسوقت اون افسران تک جام کے ذریعہ خبر نکلے۔ مگر یہ

افسر پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے۔
روہیلون نے اونکے ڈیرے لوٹ لیے۔ نواب صاحب بہت متحیر ہوتے اور اون کا دل ٹوٹ گیا
اور اب وہ ہر ایک کو نصیحتین دیکر کہنے لگے کہ جسکو خوشی اس جنگ مین شریک ہونے کی نہو وہ
چلا جاتے میری طرف سے اسکو اجازت ہے۔ اور جسکو رہنا ہو رہجاتے میری طرف سے کسی پر جبر نہین
پٹھانونکی فوج تین روز مین میرگنج پہونچی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دوجوڑہ کو عبور کرنے لگی
انگریزی فوجنے بھی بریلی سے آگے بڑھکر اوس سے سات میل پٹھان کی طرف سنکھا کے پل کے
پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ شنبھو ناتھ بھی پانچہزار سپاہ کے ساتھ انگریزی فوجکے ہمراہ تھا
جنرل ابر کرمبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کرکے دوجوڑہ کو عبور کرآئے
تو اوس نے ناخوش ہوکر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کیمپ مین موجود تھا بلاکر کہا کہ
نواب صاحب نے یہ اچھا نہین کیا جو آگے کو بڑھ آتے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست
ہو گیا۔ اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کر دیا۔ اب
نواب صاحب کو صلح کی امید باقی رہی۔ اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگے کو بڑھے
اور موضع بھتورہ کے کھیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے
دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اب فتح گنج (یا فتح گنج غربی) کہلاتا ہے۔

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخرکار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۲۴ - اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۴ - ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری روز جمعہ کو سنکھا کے مغربی کنارے
پر دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمربندی ہوئی۔ فوجی جنرل نے گرد پیش سے جمع ہو
کر نواب غلام محمد خان کی فوج کا ناکہ بھانپ لیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بھتورہ کے سامنے
میدان مین پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان مین تھوڑا تھوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی
تعداد کو چھپاتے ہوئے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تھا۔۔۔

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی فوجنے اپنا کام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلے کے لئے تیار کیا۔ اور اونکی فوجنے آگے بڑھکر جنگل پر قبضہ کرلیا اور دونون طرف سے توپین چلنے لگین اور نواب کی فوجین بہی ان بھی جھپٹنے لگے اتنے مین انگریزی فوجون سے کپتان رامزی کو ہندوستانی رجمنٹ (گھسواروان) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دھاوا کرنے کا حکم ملا۔ مگر کپتان مذکور یا تو اوس حکم کو بھول گیا۔ یا گھبرا گیا۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدہی نواب صاحب کی جانب پھیر دیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ مذکور انگریزی فوجکے محاذ میں ہوکر گذرا اس حالت کو دیکھکر نجو خان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سواروں کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کرکے کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کمپ تک تعاقب کرتے ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست یافتہ جماعت انگریزی کمپ کی داہنی طرف بھاگ کر آئی پہ لوگ توپون کے سامنے بھاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے انگریزی بھاگے ہوئے رسالون اور باقیماندہ بائین بازو کی فوج کو لفٹنٹ گاہین اور رچیاڑ سن نے دوبارہ درست کرکے صف آرا کیا۔ لیکن روہیلے غول باندھکر انگریزی کمپ مین گھس آئے اور تلوار نیزہ اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازمون نے بھی سیدھے ہاتھ مین تلوار اور بائین مین سنگین لیکر ان لوگون کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت مین لکھا ہی کہ روہیلون نے تلنگون کے سر اوڑانا شروع کئے اونکے زور دست و بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اوس کے ککڑی کی طرح دو ٹکڑے کردیے اور اگر بندوق کی نال پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہوگئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی فوجین اس سرے سے اوس سر تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگون پر بھی آفرین ہے کہ جہان کھڑے تھے وہین کھڑے کے کھڑے کٹ گئے قدم نہین ہٹایا اڑائی سو کے قریب گورے اور پچاس سردار کام آئے اور ستر سو کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور بعض کہتے ہے کہ گورے ڈیڑھ سو یا کچھ اس سے زیادہ مارے گئے جن کی لاشون کو ایک خندق مین ڈالکر پاٹ دیا تھا اور مقتول تلنگون کی تعداد دو ہزار بتاتا ہے جو بڑے بڑے یورپین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل مین درج کئے جاتے ہین یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل جارج برنگٹن کی یادگار مین ایک پتھر پر کندہ کرکے وہان نصب کئے گئے ہین (۱) کرنل جارج برنگٹن (۲) میجر تھامس بالفئن (۳)

کپتان جان موبی (۴) کپتان نارسکلیند (۵) کپتان جان مرڈنٹ (۶) لفٹنٹ
انڈریو کمنگ (۷) لفٹنٹ ایڈمنڈ ویلز (۸) لفٹنٹ ولیم سنکسمن (۹) لفٹنٹ جان
ریچارڈسن (۱۰) لفٹنٹ جان بلرڈ (۱۱) لفٹنٹ ٹرنچ (۱۲) لفٹنٹ ولیم آڈیل۔
(۱۳) لفٹنٹ ایڈورڈ بکنز (۱۴) لفٹنٹ فائر ورکر (۱۵) لفٹنٹ جمیس ملفر۔ اسکے
سوا اور بہت سے یورپین اور ہندوستانی چھوٹے سردار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے۔
نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی کشتوں کی یادگار کا پتھر نصب ہے مع اپنی بھایون
اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان
ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے
ہاتھیون پر سوار کھڑے ہوے اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے اونھون نے کپتان رامزی کی
رجمنٹ کی شکست دیکھکر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیئے تھے۔ مگر جسقدر سوار ترک سوارونکو
لوٹتے ہوے انگریزی کیمپ مین گھس گئے تھے اونکو کوئی کمک نہ پہونچی اور وہ پٹھان جو لشکر انگریزی
مین گھس گئے تھے لوٹ مین مصروف ہو گئے تھے کہ یکایک جنرل چیمپین نے گورونکی پلٹن اور
چار توپین اور بڑے دو توپین پٹھانون کی سیدھی طرف گھما کر لگا دین بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو
جمع کرکے حلقہ باندھ دیا تھا۔ شاید اوس مقام پر گنون کا کوئی کھیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گڑی ہو گی
کیونکہ منتخب العلوم مین لکھا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنونکے کھیت مین پہلے سے چھپی ہوئی
بیٹھی تھی اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ کچھ فوج انگریزی چھپی تھی وہ آگئی اور مصنف کا
قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین چھپی ہوئی تھی جسنے اوس مین سے نکلکر ان لوٹنے والے
پٹھانون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراب اور گولے مارے کہ تھوڑے
ہی عرصے مین پٹھانون کا چڑھا ہوا زور ایک دم ابلے کی مانند اوتر گیا اور بہت سے روہیلے
توپون کے منہ کا نوالہ ہوے اور پٹھان یہ سمجھے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی
ہے بخو خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹھنڈے ہوے ملبند خان کے سر مین دو گولیان
لگین اور ٹھنڈے ہو گئے۔ اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلون نے
منتشر اور متفرق ہوکر بھاگنا شروع کیا۔ اور بے سری بہادری باقاعدہ جرأت کو نہ پہونچ سکی
اس ہنگامے مین محمد عمر خان بڑے سپہی اور اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان
عرف چھنگے خان مارے گئے تو پہین کے پیچھے جھنڈون سے چھپ گئے۔ بھٹورے کی میدان کی لڑ

انگریزی فوج کے نصیب مین لکہی تہی انجام کار روہیلون کو شکست ہوئی اور کوئی پٹہان میدان مین باقی نہ رہا بڑا باعث اسکا یہ ہے کہ دلیر خان کمالزئی جو پانچہزار آدمیون کے جتہے کے ساتھ نواب کے ہمراہ کہڑا تہا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدہی تہا یہ نواب غلام محمد خان سے ظاہر مین موافق تہا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دہاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان جنگ سے بہاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹہیرے یہ سنتے ہی دفعتہ میدان مین بہاگڑ پڑگئی اور ایک دم مین میدان صاف ہو گیا۔ نواب غلام محمد خان کے ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے اصرار سے نواب صاحب نے بہی مجبور ہو کر میدان چہوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بہاگے ہوئے اور سوار ملے یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۹ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوئے اور تمام خزانون اور تجملات اور بچونکو لیکر پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ رعایا رامپور مین سے بہت سے شرفا اپنی عورتون اور بچون کو لیکر ادہر ہی کو چلے۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام مفرور پٹہان پہاڑ کے ایک گہاٹے مین جو نہایت دشوار گذار جگہ تہی مقیم ہوئے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے۔ انتخاب یادگار مین لال ڈانگ مذکور ہے۔ اور بعض عطرہی اور جام جہان نما مین انکا ٹنا چور مین پناہ گزین ہونا ذکر کیا ہے۔ عماد السعادت اور قیصر التواریخ و منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ نواب غلام محمد خان نے مہیر کی طرف پناہ لی تہی۔ در منظوم سے بہی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

رہ دامن کوہ را برگرفت ۔ بدر فتح چون آن مظفر گرفت
نخستین مقامی بہ میہر نمود ۔ کہ یکجا شود لشکر جنگ سود
پس آنگاہ با اتفاق سپاہ ۔ در آن درہ بگرفت جا یا پناہ
بہ جایی کہ دریای آن درہ بود ۔ بدم تیغ او برق کین می نمود
گرفتند آن درہ از ہر حل ۔ کہ تا تا پدار خصم سیل خلل

اور عباس خان عباس متخلص خلف زیارت خان نے اپنی سوانح مین لکہا ہے کہ بیٹے لاہور مین یہ خبر سنی تہی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ ونکیا مین پناہ لی تہی۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام چہنیا چور لکہا ہے اور یہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے۔ سر رابرٹ ابرکرمبی نے روہیلون کا دو چوتہائی تک تعاقب کیا۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی لاشین گاڑنے کے واسطے جنرل مذکور کو ایک روز وہان قیام کرنا پڑا۔ اور زخمی بریلی کو بہیجدیے گئے۔ اب لشکر آصف الدولہ کا

حال سنئے جو تلہر مین مقیم تہا کہ جسوقت میدان جنگ مین لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہون نے عبد الرحمن خان قندہاری اور الماس خان کے رسالون کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب شرف الدولہ تہا اور فوج آصفی کا سپہ سالار تہا روانہ کیا۔ اور اونکے عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوے اور جہاو لال کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہون وہ ہم کو وقت بوقت پہنچتی رہین نواب آصف الدولہ ابھی کٹرہ کمال زئی خان مین پہنچے تہے کہ آدہی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو شکست ہوئی فتح کی نوبتین بجنے لگین جہاو لال کو خلعت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے مقتولونکی لاشین دفنانے سے فارغ ہوکر میر گنج کو چلی گئی۔ اور شمبہو ناتھ حاکم بریلی کے ملازم نجو خان اور بلند خان کے سر کاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرے سے بریلی کو روانہ ہو چکے تہے لاتے کہیڑے کے پل کے پاس سواری پہنچی تھی کہ شتر سوار نجو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکہائے گئے اور ان کو واپس لاکر فتح گنج کے کہیڑے مین دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا اور جنرل ابرکرمبی کو کہلا بہیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑہئے۔ جب نواب آصف الدولہ کا گذر میدان جنگ مین ہوا اور بہادرون کی لاشین پڑی دیکہین تو راجہ جہاو لال کو حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان مین پڑے ہین اونکی لاشین دفن کرا دینا چاہیے۔ چنانچہ بہادر علی اس خدمت پر متعین کیا گیا اوس نے کشتون کو جمع کراکے دفن کر دیا[۱] اور زخمیون کو جمع کرکے مرہم پٹی کے لئے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہوگئے تو ہر ایک کو مکان تک پہنچ جانے کے لئے خرچ دیکر روانہ کیا۔

انگریزی اور آصفی فوجون کا روہیلون کے تعاقب مین فیض اللہ خان کیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہوکر اپنے آپ کو انگریزون کے حوالے کر دینا۔ اور قید ہو جانا۔ آخر کار رہا ہوکر حج کو جانا

[۱] دیکھو آصف نامہ ۱۲ و دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے میرگنج مین انگریزی فوجین آملے یہان سے دونون فوجون نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جھاؤلال نے آصف الدولہ کے حکم سے شہر کی محافظت کے لئے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ انگریزی یا آصفی مین سے رامپور مین گھسکر کسی کو لوٹنے کھسوٹنے نہین اور حکم سنا دیا گیا کہ کوئی لشکری شہر کے اندر نہ جانے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہان دو دن دو رات قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خان کے تعاقب مین کوچ کیا۔ یہ فوجین ریہر تک پہنچین اور میدان ٹپہ مین ٹھیرین۔ مولوی غلام جیلانی رفعت درمنظوم مین کہتے ہین ؎

دران جا دو اسپہ بریہر رسید   بمیدان ٹپہ کمین آرسید

مگر روہیلون نے آصف الدولہ کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر ٹپہ کو پہلے ہی لوٹ کھسوٹ کر تباہ کر دیا تھا۔ انگریزی فوج نے روہیلون پر بہت کچھ گولہ باری کی مگر انکے مورچے ایسے محفوظ تھے کہ وہان مطلق نقصان کا اثر نہوا۔ چونکہ شگفتہ فوجون سے ہٹا نکے مورچے سر نہ ہوسکے تو انگریزون نے نواب غلام محمد خان کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئیے اور صلح کر لیجئے۔ نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے صلح کا خیال تھا آپکی جانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجھکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد و پیمان کرلین تو مین آپکے پاس چلا آؤن انگریزون نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ بے کھٹکے چلے آئین یہان آنے کے بعد سب امور متنازعہ فیصل ہو جائینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کی غرض سے اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ مین روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارت پر نصر اللہ خان ابن عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور نواب آصف الدولہ کی طرف سے جھاؤ لال گفتگو کے لئے مقرر ہوا۔ نصر اللہ خان نے نواب غلام محمد خان کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جھاؤ لال نے آصف الدولہ کے پاس جاکر یہ بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ریاست پر نواب غلام محمد خان کو قایم رکھنے کا کوئی صریح وعدہ نہین کیا گیا اسلئے کہ

له دیکھو جنگنامہ صفحہ ۱۳ ۱۲ سه یہ بیان آصف نامہ اور درمنظوم سے شروع ہوتا ہے ۱۲

جنگنامہ فارسی جو سنہ ۱۲۰۹ھ مین منظوم ہے لکھا ہے کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام
محمد خان کے پاس واپس جاکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرلینے اور امن دینے کو تیار ہین - مگر یہ
نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کرینگے - لاٹ صاحب نے کہا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا - جب نواب
غلام محمد خان اس مبہم جواب کو پاکر ایسے سراسیمہ اور مایوس ہوئے تو اونہون نے مقابلہ
جاری رکھنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام
کیا کہ راجہ کماؤن کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجکر اوس سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے
کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین - راجہ نے اونکی استدعا قبول کی - اور روہیلون کے
لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کردیا - اور بہت سا غلہ پہاڑون کے سوتون مین آگیا -
آصف نامے مین لکھا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکھا کہ روہیلے قابو مین نہین آتے
اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے صلاح کرکے یہ تجویز
کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑھانا چاہیے تاکہ پٹھانون پر رعب پڑے - چنانچہ پیچھے سے فوج
آگے بڑھائی گئی - اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا - انگریزی لشکر کے پیچھے نواب آصف
الدولہ کی فوج کے آگے کھڑے ہوتے اور نواب کی فوج کی پشت پر ظفر جنگ کی سپاہ تھی - مگر
روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی - بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس
بات کا خوف رہتا تھا کہ روہیلے نواب پر کوئی حملہ نہ کربیٹھین یا شب خون مارین اور اسقدر ہراس اونکی
شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہوگیا تھا - نواب غلام محمد خان نے اول اوس مقام مستحکم کرکے
کو اپنا حصار بنایا تھا کہ انگریزی فوج سے سرہو سکا تو ناچار انگریزون نے فوج روہیلہ کے
سردارون کو خط لکھے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے - جب نواب غلام محمد خان
کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کررہے ہین - اور اونہون نے
میرے افسرون کو خط بھیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خطوط طلب کیے اہل خیرخواہ
تھے اونہون نے تو پیش کردیے - مگر منافقون نے نہ کہا اور خطوط کے آنے سے انکار
محض کیا - نواب نے دلمین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض ظاہری دوست
دغا و فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجھا کہ حتی بہ تقدیر مخالف کے لشکر مین جاکر اوسکے
رحم پر اپنی جان کو چھوڑدینا چاہیے - اور انگریزی کیمپ مین چلے جانے کا قصد کیا - [illegible]
مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین ہین

ایک تو سپاہیوں کے پاس رسد ختم ہو چکی تھی - دوسرے اپنے افسران لشکر کی خیر خواہی میں
فرق دیکھا نواب صاحب نے اول صید خان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تاکہ وہ شرائط صلح
کو طے کر لیں جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وعدہ کیا
مگر ملک دینے کی نسبت کوئی عہد پیمان نہیں کیا - اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری
صاحب نواب صاحب کو لانے کے لیے جاویں - اور ایک اقرارنامہ جرنیل صاحب کا تحریر
لکھا گیا اور وہ مہروں سے پختہ ہو کر صید خان کو دیا - جو واسطے نواب صاحب کے پاس لگیا
نواب غلام محمد خان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کر کے کہا کہ میری جگہ نصر اللہ خان کو سمجھنا
چاہیے میں انگریزی لشکر میں جاتا ہوں - خیر اندیش افسروں نے اول اس رائے کو ناپسند
کیا اور مشورہ دیا کہ آپکے وہاں جانے میں اندیشہ ہے - اس عرصے میں اسکاٹ صاحب
کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب بن سے باہر کھڑا رہا نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے
ساتھ روانگی کو طیار ہوئے عمر خان بڑھ چکے اور نواب کے چھوٹے بھائی کریم اللہ خان
ساتھ ہوئے سپاہ نے اصرار کے ساتھ روکا مگر نواب نے نہ مانا - اور کہا کہ اس معاملے میں
تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہوں - میرے والد نواب فیض اللہ خان کا معاملہ بھی
انگریزوں کے توسط سے طے ہوا تھا - اور وہ انگریزوں کے لشکر میں چلے گئے تھے اور تم
اب لڑائی کو ختم کرو ورنہ بنا ہوا کام بگڑ جائے گا - اور بغیر کسی شرط کے قرار و مدار کے اسکاٹ
صاحب کے ساتھ روانہ ہو گئے - عماد السعادت میں لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان چیری
صاحب کی سفارش سے ملک ملنے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے -
اور ان کے کیمپ میں ٹھہرے - اور اس بات سے غافل تھے کہ ملک کے مالک آصف الدولہ
اور گورنر جنرل ہیں اور یہ دونوں اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایسے شخص کو جسنے بڑے
بھائی کو مار ڈالا ہو ملک دینا آئین عدالت کے خلاف ہے - نواب غلام محمد خان
کے انگریزی کیمپ میں چلے آنے کے بعد نصر اللہ خان بہت سی جمعیت کے ساتھ پھتیا پور
کے مقام میں جو دامن کوہ میں تھا ٹھہرے رہے - اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغابازی نواب
موصوف کے ساتھ کی جاوے تو میں [illegible] کو مستعد ہو کر رہ ڈالوں - اور نواب

۱؎ دیکھو سوانح حیات [illegible] زیارت خان اسکی عماد السعادت میں یونہی لکھا ہے ۱۲

آصف الدولہ چیری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بحال کردین
آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سی صاف صاف کہدیا کہ مین
نواب غلام محمد خان کو ملک نہین دونگا - اور تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل
ابرکرمبی کو عند الملاقات چند اشرفیان نذر دکہائین جسنے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھے
معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال و جواب ہوکر جنرل صاحب نے نواب کو اونکی خیمے
مین جانے کی رخصت کیا جو امنکے ٹہیرنے کیلئے تیار رہا جب وہ اوس مین پہونچے
تو تلنگونکی تہوڑی سی فوج نے ہمکو نظر بند کرلیا - جب نواب نے اپنے باب مین کچہہ سوال کیا تو
ابرکرمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی نہین پہونچیگی - ہر طرح کا سامان آسائش کا
سامان ملیگا - مگر ملک نہین مل سکتا - اب نواب صاحب کے ہاتہ چارہ کچہہ نتہا مجبور تھے -
مخالف کے قبضے مین آگئے تھے - اونہون نے اپنی فوج مین کہلا بہیجا کہ میرے اہل و عیال
اور خزانے کو میرے پاس پہنچا دو اور تم اب مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر
پہنچی تو اوس نے عبد المجید خان پسر دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کرکے مقابلے پر کمر باندہی
اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر بندوقین مارنے لگے اور رات کو بہی ستانے لگے -
نواب غلام محمد خان نے انگریزون سی کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روہیلے تلف
کر دینگے آپ مجہکو یا عمر خان کو چہوڑدین تاکہ خزانہ بربادی سے بچا کر آپکے لشکر مین لے آئین
انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چہوڑا - عمر خان کو چہوڑدیا - جبکہ عمر خان نے لشکر روہیلہ
مین پہنچکر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل و عیال کو انگریزی
لشکر مین بہیجدو - تو روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہے ایسا نہین
کرینگے اور عمر خان کو بہی روک لیا - عمر خان کے ساتہ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے -
عمر خان نے اونکو واپس کر دیا - اور کہدیا کہ ہمکو بہی سپاہ روہیلہ نہین چہوڑتی - انگریز
یہ خبر سنکر متشوش ہوے اور رو سا سے افاغنہ کو کہلا بہیجا کہ ہمکو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور تم ہم سے جنگ کرتے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ تو نصف
ملک تمکو دیدیا جائیگا - مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کرکے ہمارے
پاس پہنچادو - اسپر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا نہین ہوسکتے - اسلئے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست ہین اونکو مسند نشین کیا جاتا ہے - البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی بہی جس کو منظور کروگے ہم اوسکو مقرر کردینگے - مگر جو لوگ غلام محمد خان کے ہوا خواہ تھے
اونہون نے اسطرح ضلع پٹنہ کی بلکہ انگریزی فوج کو تیرہ بندوق سے تنگ کرنے لگے
انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہان موجود رہینگے
روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آئینگے - اور صلح کیطرف کبہی مائل نہونگے اسلئے محمد کی شب کو
آدہی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھا کر بہت سے سوارونکی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بہیجدیا
جام جہان نما مین لکہا ہی کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد
کیا تو اونہون نے استدعا کی کہ میری جگہہ پر کسی بہائی کو مسندنشین کردیا جاتے -
انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین
چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال اطفال واعزہ واقربا کو
چہوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کرکے کہ رامپور کو نہ جاونگا حج کا عزم کیا - ٢ شوال سنہ ١٢٠٩
ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے - اور کچھ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین
بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا - اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ماہ رجب ١٢١٣ ہجری مین
کابل پہنچے اور وفادار خان کے وزیر سے زمان شاہ پسر احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف
ہوئے - خلعت فاخرہ اور ناصر الملک مخلص الدولہ ستم جنگ بہادر خطاب پایا - یہ واقعہ
٢٢ شعبان ١٢١٣ ہجری کا ہے -

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کے لئے اون کے
مورچہ کی طرف بڑہا اور ہر طرف سے پٹہان بہی مقابل ہوئے بندوقین مارنے لگے - چونکہ روہیلے
ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا تہا اسلئے
اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے - اگرچہ
بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تہی کہ جنگ جاری رکہی جاتے - مگر سپاہ برابر لڑتی
رہی کہ اثنائے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جہنڈی جنگ بند کردینے کی علامت کے لئے
ہلائی گئی - بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے
پاس گیا کہ یہ صورت اچھی نہین سب اعزہ واقارب مختار ہے رامپور مین موجود رہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلئے بہتر یہی کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ یہان بہیجدو نواب احمد علی خان کو مسند نشین ریاست کیا جاویگا اور جسکو تم نایب تجویز کرو اُسے نایب و مختار ریاست کیا جاویگا اس تحریر کو دیکھکر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے شکنجے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے سے ہم یہان محصور ہین ہر طرح کی تکلیف اوٹھا رہے ہین اور یہان کی آب و ہوا نہایت خراب ہے بہت سے روہیلے تپ و لرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین ہم تم اور طاقت کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دباتا ہوا ہمارے مورچون مین گہس آیا تو تمام عزت و ناموس برباد ہو جاویگی۔ بہتر یہی کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجائے۔ اور نواب نصر اللہ خان کی نیابت کے لئے استدعا کی جائے۔ اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو کہلا بھیجا کہ ہمکو آپ کے حکم کی تعمیل منظور ہے۔ اور ہماری خواہش یہ ہے کہ مختار و نایب ریاست نواب نصر اللہ خان مقرر کیے جائین آپنے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور دستخط اوسکی تسمے فرماکے بہیجدیجئے تو ہم سارا خزانہ بھی آپکے پاس بہیجدین اور اطاعت کو حاضر ہو جائین۔ انگریزون نے روہیلون کی درخواست کی بموجب یہ مضمون لکھ بھیجا۔ دوسرے روز نواب نصر اللہ خان عہدنامے کی تکمیل کیلئے انگریزون کے پاس چلے آئے۔ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بھی رامپور سے لشکر مین طلب کرلیا تھا۔ بیگم نے بھی یہی خواہش ظاہر کی کہ نصر اللہ خان احمد علی خان کے نایب مقرر کیے جائین۔ چنانچہ موضع ... کے کنارے ۵ جمادی الاول سنہ ١٢٠٩ ہجری کو عہدنامہ تحریر ہوا۔ میر آصف نامی نے جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افاغنہ لکہا ہے جس سے سنہ ١٢٠٨ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک عدد کی کمی ہے۔ اسلئے کہ دوجورا کی لڑائی سنہ ١٢٠٩ ہجری مطابق سنہ ١٧٩٤ء مین ہوئی تھی اس عہدنامے کی روسے یہ قرار پایا کہ جو کچھ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا فوج روہیلہ اوسکو امانتاً کمپنی کے حوالے کردیگی۔ اور بعد حوالے ہوجانے خزانے کے نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی۔ اور فوج روہیلہ منتشر اور متفرق ہوکر جہان چاہے گی چلی جاویگی۔ اور نواب احمد علی خان کے ... سال کی عمر کو پہونچنے تک نصر اللہ خان منتظم و مدبر ریاست اور محافظ احمد علی خان رہینگے۔ نواب احمد علی خان کو حسب ... جاگیر دیگئی جو لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ ... کی

اور عرض میں زیادہ سے زیادہ ۴۲،۰ میل ہے کل رقبہ اس جاگیر کا دیہی کاغذات کی رو سے
۸۹۵،۲۲ میل مربع ہے مگر پیمائش کے دفتر کی رو سے جو ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۶ء تک ہوئی ۸۹
مربع میل ہے اور ریاست رامپور کے مدبر تو نگوہری نشکر کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس
جاگیر کا رقبہ ۸۹۲ میل مربع ہے۔ اس جاگیر کی آمدنی دس لاکھ روپیہ سالانہ اوسط تخمین
قرار دیکر نواب محمد علی خان کے لئے مقرر کی تھی۔ نواب فیض اللہ خان کو نواب شجاع الدولہ نے
چودہ لاکھ چہتر ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ۱۱۸۸ ہجری میں عطا کی تھی اور انکے حسن انتظام سے
اس قدر ملک کی آمدنی بائیس لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کو پہنچ گئی تھی تو اس حساب سے
نواب وزیر نے اصل جاگیر میں سے بارہ لاکھ روپے سالانہ کی آمدنی کا ملک کاٹ لیا۔
اور اسکی تحصیل کا افسر اول عطا بیگ خان عرف مرزا کلن کو جو پہلے اعظم گڑھ کا حاکم تھا
فوج شائستہ کے ساتھ مقرر کیا۔ جب یہ عہدنامہ جدید تحریر ہو چکا تو نواب نصر اللہ خان
روہیلوں کے لشکر میں گئے اور تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیاں سکہ جیبو بارہ چھکڑوں میں
لدوا کر انگریزی لشکر میں پہنچوا دیں اور جیری صاحب رزیڈنٹ کے سپرد کر دیں جو صاحبان انگریزی
کمپنی کے عہدنامے کی تعمیل کا ضامن تھا۔ تاریخ مظفری میں غلطی سے ایک لاکھ بیس ہزار
اشرفیاں لکھی ہیں۔ نواب آصف الدولہ نے دیوان فیض اللہ خان کے دیوان لوطارام کو
رامپور سے بلوا کر نواب فیض اللہ خان کے خزانے کا حساب پوچھا اس نے جمع خرچ پورا سمجھایا
اور دیوان ملکیت سے نواب مرحوم کے ملک کی نکاسی کا حساب لیا گیا تو بائیس لاکھ روپیہ سے
زائد آمدنی پائی گئی۔ بعد اس کے آصف الدولہ مع لشکر نوابی و انگریزی دامن کوہ سے
اٹھ کے رامپور کی طرف روانہ ہوئے۔ چھ ہٹا تو تلی سپاہ اپنے مورچوں سے نکلی اور نواب
نصر اللہ خان روہیلوں کے لشکر کو حضرت نگر میں چھوڑ کر آصف الدولہ کے لشکر میں شریک
ہو گئے نواب آصف الدولہ نے رامپور کے قریب پہنچکر اجیت پور میں مقام کیا۔ جام جہان نما
میں لکھا ہے کہ دوسرے روز نواب آصف الدولہ سوار ہو کر رامپور کی سیر کو گئے کوچہ و بازار
میں پھر کے کئی ہزار روپیہ مساکین کو دیا جب نواب نصر اللہ خان کے ڈیرے کے پاس
پہنچے تو انہوں نے ایک ہزار اشرفیاں نذر کیں۔ اور وزیر انکے ڈیرے کے اندر داخل
ہوئے۔ [illegible] التواریخ میں بیان کیا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان کو بغل
میں [illegible] لیکر مسند ریاست پر بٹھایا۔ احمد علی خان جب تک زندہ رہے اس احسان کے

مرہون منت رہے اونکی تحریرین نواب سعادت علیخان کے وقت تک آتی رہین۔ بعد اسکے
آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۲۵ جمادی الاولے کو بریلی کی طرف روانہ ہو
جب دونون لشکر سرحد رامپور سے نکل گئے تو تمام سپاہیان رامپور مین آکر اپنے اپنے گھرون مین آباد
ہوگئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علی خان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ
کے ساتھ بریلی کو چلے گئے۔ وہان ۷ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۳۰ دسمبر ۱۷۹۴ء
کو تفصیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی۔ مگر ان عہدنامون مین عہدنامہ تمہیدی کی بہت مخالفت کی
گئی کیونکہ اوسمین تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب
یہ شرط لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور نذرانہ بابت جاگیر رامپور کے
اور بعوض کل حقوق کمپنی وغیرہ املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علی خان کے دیدیا۔
جب نواب فیض اللہ خان کے بیٹون نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہوگئے تو انگریزون کو
کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کردینا چاہیے۔ تاکہ نصر اللہ خان پھر غافل نہ کرین اسلئے اونکی
تنخواہین بھی عہدنامہ مین داخل کردی گئین۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ
اپنے بیٹون کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے واسطے مقرر
کئے۔ ؛

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امرا کو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف مقرر کر دینا۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودھ کو روانہ ہونا

مولف کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار مین نواب
احمد علیخان کو طلب کرکے ایک خلعت عطا کیا جسمین ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک
سرپیچ اور کلغی اور موتیون کی مالا اور سپر اور تیغ تھی۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی اور
پالکی بھی دی۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہنکر تشریف لائے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا گیا
ریاست رامپور کے باقی ارکان دولت کو خطاب کرکے اونکو بھی خلعت عطا کئے۔ اور پھر

فیض اللہ خان کے بیٹوں کو بھی خلعت مرحمت کئے نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست میں خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب محمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے لیے ایک لاکھ روپیہ نصر اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ حسن علی خان و شفیع علیخان ونظام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ بہتر ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان وقاسم علیخان وکریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ اور مصطفےٰ خان ابن اللہ یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لئے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے لئے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لئے اوستہ ہزار روپیہ سالانہ اور نواب غلام محمد خان کے بیٹوں کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ مجموعی تعداد مصارف کی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی - باقی آمدنی سپاہ کے خرچ کے لئے مقرر کی اور اس کے مطابق چند فوج تیار ہوکر نصر اللہ خان کو دربار میں دیدیا گیا - ۹ جمادی الاخری سنہ ہجری کو نواب آصف الدولہ مع فوج انگریزی کے اودھ کو چلے گئے اور نواب محمد علی خان اور اونکے اہل خاندان اور افسران فوج رامپور کو روانہ ہوگئے - ۱۴ جمادی الاخری کو نواب لکھنؤ میں داخل ہوئے - جسدن نواب کا داخلہ لکھنؤ میں ہوا تمام چوک اور دو رویہ دوکانیں کمال حسن وخوبی سے نقش ونگار کے ساتھ آراستہ کی گئی تھیں تمامی اور کمخواب کے تھان دوکانوں میں بچھائے گئے - اور بیسیوں بیکار رنڈیاں سر سے پاؤں تک زیور اور گران بہا پوشاکوں سے آراستہ ہوکر چھتوں پر بیٹھی ہوئی جلوہ گر تھیں اور تماشائیوں کا کوچہ وبازار میں ہجوم تھا نواب لٹاتے روپیہ چلے جاتے اور اشرفیاں مٹھیاں بھر بھر کر لٹاتے اور ارباب نشاط کو بخشتے تھے - ناسخ نے آصف الدولہ کی فتحیابی کی تاریخ اسطرح موزوں کی ہے

مژدہ ای تاریخ کہ با اقبال وجاہ ٭ بر عدو نواب آصف فتح یافت ٭
از پئے تاریخ این فتح مبین ٭ بانگ زد نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اسکے ساتھ سلطنت اودھ کے معاملات - نواب کی خدمت ہونا اور اسکا جانشین مقرر کئے جانیکے لئے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان
عامل اودہ نے حصہ بہ سہرہ کو ایک عمر کافی خراج پر سے لیا تھا۔ پرگنہ حافظ مو اور سوج ہمیشہ
تاراج ہوتے رہتے تھے گنگا کے قریب کے گھاٹ اوترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون
نے زبردستی سے لیا تھا۔ فرخ آباد ویران ہوگیا وہانپر کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین ہی
نواب آصف الدولہ اور اونکی نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈھ کے ملکو کے
حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے بیس ناتبون نے باری باری سے دست اندازی کی
اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی
اس نواب کا ملک طول مین ۱۵۰ میل اور عرض مین ۵۰ میل تھا۔ اور سارے ملک کی آمدنی ساتھ
دس لاکھ روپیے کی تھی۔ انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۸۰۲ء
مین یہ عہد و پیمان کرا دیئے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکھے جو ریاست کے کامون کو کرسکے
اور نواب اودہ ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے۔ جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ
و حراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے۔
اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ خراج کی تخفیف
لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایکمرتبہ وہان گیا لیکن اوسکی
کوشش سے کچھہ فائدہ نہین اوٹھایا۔ وہ اوس شخص کے ہاتھ سے بچ گیا جسکی نسبت وہ یقین کرتا تھا کہ
آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکی قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک شخص صبا کو خان نامی نے اس
مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۵۰ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت
کے بعد ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۶ء کو انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر
لمسڈن رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لیے فرخ آباد مین
گئے۔ جھاؤلال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راہ پر
لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا ہی مسند نشینی کے
لائق نہین مناسب یہ ہے کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین نصیر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے
تھا مسند نشین کیا جائے۔ اور خداوند خان نائب بنایا جائے۔ جب افاغنہ شمس آباد نے
جو شریک ولی عہد وقت فرخ آباد سے تھے یہ خبر سنی۔ اونہون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھکے
مفسدہ برپا کیا۔ آخرش وہ جماعت جو خداوند خان کی مطیع تھی راجہ جھاؤلال کی پاسداری کی وجہ

بیجا ہیں رائگان خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عوض خزانے میں جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
کام آسکے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آتش افروزی ٹکیت راے کی ہے ورنہ انگریز
کچھ ہمارے ناصح نہیں اسوجہ سے راجہ ٹکیت راے نواب کی نظروں سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول
کرنے پر آمادہ ہوے۔ ٹکیت راے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی چہتر لاکھ
روپیہ واجبات کی خزانچی سے لکھوا کر نواب کے ملاحظہ میں گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث
نقصان سرکاری ہے چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر نہایت برافروختہ ہوے
اور غضب میں آکر راجہ جھاؤ لال کیطرف مخاطب ہو کہ کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو
حساب و کتاب کی تکلیف نہیں دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہوں تو یہ کاربرداز
لوگ چولاکہوں روپیہ اپنے حقوق کا لیتے ہیں محض بیکار ہیں۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤ لال خاموش رہا
جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤ لال نے عرض کیا کہ راجہ ٹکیت راے
شہر کے مہاجنوں سے سازش رکھتا ہے۔ اور بیجا طور پر خزانے کا دارو غہ ہے وہ ٹکیت راے
کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج استقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت
تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہے۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤ لال کو حکم دیا کہ
مہاجنوں کو اپنی حویلی میں یا راجہ بچھراج کے مکان میں بلا کر بات چیت کرے اور راے بالکرام
امین محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکرام کل گیارہ لاکھ روپیہ
مہاجنوں کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تہا۔ اس جرم میں بجپا نہ خزانے کے عہدے سے علیحدہ
ہوا۔ اور یہ کام بچھراج کو دیا گیا۔ جب ٹکیت راے نظروں سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے وزیر نے
مسٹر چیری صاحب رزیڈنٹ سے میل چاہا۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سود مند نہوئی
جسوقت راجہ ٹکیت راے نے بچھر کا غذات درست کر کے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ
کی سفارش سے اسکو دوبارہ دیوانی اور سرشتہ داری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا۔ بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی صاف نہیں کدورت آگئی۔
رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد کیا
جاے اور دیوانی کا تعلق راجہ ٹکیت راے سے مناسب ہے اور جھاؤ لال مصاحبت میں
رہا اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے میں دست اندازی نہ کرے اور بچھراج خزانے کا کام
رہے۔ نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو تم کو جھاؤ لال خیرخواہ بر نظر

التفات لازم ہے اور تکیت راے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہے - مگر سرفراز الدولہ کو تکیت
راے کا عزل منظور تھا نواب وزیر نے کاغذات گذرانیدہ تکیت راے کو جعلی قرار دیا -
اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کمسنی کے سبب سے تا مکدر خاطر کی وجہ سے بخشی گری منصب
ہونی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جھاؤ لال کو مرزا جعفر اور مہاراجہ تکیت راے کا عزل منظور تھا اس
کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر جیری صاحب مین کشش پیدا ہو گئی - جیری صاحب سنہ ۱۲۰۰
ہجری سے رزیڈنسی لکھنؤ پر مقرر تھا نواب نے سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو جیری صاحب کے
تبادلے کے لئے لکھا اونھون نے اون کو اودھ سے بنارس کو بدل دیا اور وہان محکمہ اپیل کا
حاکم اعلےٰ کردیا - اور جیری صاحب کی جگہ مسٹر لمڈن جو بنارس مین مقرر تھا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۱
ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۶ء کو اودھ کا رزیڈنٹ مقرر ہو کر آیا - اور گورنر جنرل نے نواب آصف
الدولہ کو تحریر کیا کہ ہمنے آپکی خواہش کے مطابق جیری صاحب کو لکھنؤ سے علحدہ کیا اب مناسب ہے
کہ جھاؤ لال کو آپ کسی کاروبار مملکت مین مداخلت نہ دین - اوسکو معطل کر دین - مگر نواب وزیر نے
جھاؤ لال سے لطف و کرم کم نہ کیا - اور جھاؤ لال نے بہت کوشش کی اور منشی عبد القادر کی تحریر
مسٹر لمڈن رزیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی - مگر مسٹر جیری ابھی قباحتین نہ لکھ گیا تھا
جو رزیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوتی - تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ
قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوئے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور رہا تھا
موقوف ہوا -

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خان کی بیٹی تھین اونھون نے فیض آباد مین
انتقال کیا یہ بیگم بہت بھولی بھالی تھین یہانتک کہ سکھ چین نام اونکی لونڈی اونکے خزانے
کی کلید دار تھی جب سکھ چین کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روپیون کے
توڑون کو دھوپ دینے کا حکم ہو جائے اور اون سے اجازت لیکر تھیلیان دھوپ مین رکھواتی
حسب ضرورت ہوتی روپے لے لیتی اور شام کے وقت پھر تھیلیان خزانے مین رکھکر

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ وہو پایین خشک ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھ کر کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین - بیگم صاحبہ کے لئے ایک لاکھ روپئے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کے ہان سے تھی اور جو جاگیر نواب صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے اونکے لئے مقرر کی تھی وہ جدا تھی - اور اونکے خزانے مین نقد پچاس لاکھ روپے سے زیادہ جمع تھا اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھون سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے اس مال متاع کے لینے کے لئے ڈیوڑھی کے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہنا کر کمال تشدد سے ضبطی کی -

راجہ جھاؤلال کی سرکار وزیر مین خیر خواہیان اور انگریزونکی طرف سے مخالفانہ خیالات جسکی پاداش مین عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا - زمان شاہ ابدالی کی چڑھائی کے حیلے اور اودھ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد مین سپاہ فراہم کرنا

راجہ جھاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا تھوڑا سہارا پلنے پر دست تسلط سلطنت کے کامون مین دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کے پسماندون کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنون کا جو راجہ ٹکیت راے کے وقت سے سلطنت کے ذمہ قرض چلا آتا تھا ادا کیا - اور خزانے سے نقد چالیس لاکھ روپے لیکر انگریزون کا قرضہ بیباق کیا اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بالاسود چھ برس مین قسط بندی کیا - اور اس کے سوا کچھ نقد بھی خزانے مین جمع کیا اور نواب کے امور قابل کی بہت سی خیر خواہیان کین - نواب وزیر اکثر زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ٹکیت راے نے ہمارا گھر برباد کیا سگر جھاؤلال

پھر سے نو قایم کیا اونکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ تکیت رائے سے قلبی نفرت تھی اونکو وہ
اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتے تھے جھاؤلال پر مرتے تھے۔ اوسی کو اپنا وزیر بنانا
چاہتے تھے۔ اس منظور نظر کی خاطر سے اونھوں نے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتھ مین
لیا اور حقیقت مین اوسکو دیدیا جھاؤلال نے جسطرح ریاست کا اندرونی انتظام درست کیا
گورنر جنرل اور اونکی کونسل سے موافقت پیدا نکرسکا۔ بلکہ جو کچھ اوسکی لیاقت سے توقع تھی عمل مین آیا وہ اوسکے
خلاف تھا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جھاؤلال گورنر جنرل اور اونکی کونسل کے ساتھ
صفائی ہونے سے مایوس ہوا تو اوس نے دربردہ نامہ و پیام کالپی کے مرہٹون سے شروع کیا
اور جو لڑکا جھاؤلال کا کسی طوائف کے بطن سے تھا اوسکو ہمت بہادر کی بیٹی کے ساتھ منسوب
کیا۔ اور اپنی بیٹی کی شادی ہمت بہادر کے فرزند کے ساتھ کردی تاکہ سلسلہ اتحاد مضبوط ہو
اور ایک بیٹی محمد علی خان کے ساتھ منسوب کی۔ یہ شخص ایک دورانی شاہجہان آبادی تھا اور
رامپور سے عمر خان کے بیٹے کو بلا کر نواب کی سرکار مین نوکر رکھوایا اور منظور تھا کہ نصر اللہ خان کو
نواب احمد علی خان والی رامپور کے عہدہ نیابت سے موقوف کرکے عمر خان کو رامپور کا نایب بنایا
تاکہ افغانان رامپور اور دورانیان شاہجہان آباد اور مرہٹگان کالپی کی ملت ضرورت کے وقت کام
آسکے اور جبکہ زمان شاہ بن تیمور شاہ ابن احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آنے کی خبر مشہور ہوئی تو راجہ جھاؤلال
نے پوشیدہ شاہ کی خدمت مین بارسنی کے عرضی پیام بھیجے اور اوسے موافقت چاہی
اور قلعہ الہ آباد کی مرمت شروع کرائی۔ اور یہ مشہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج ادھر چڑھائی کریگی
تو قلعہ الہ آباد مین پناہ لی جاسکے گی اور جھاؤلال نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور لکھنؤ سے قدم
باہر رکھین یہ تمام خبرین کونسل کلکتہ تک پہنچین گورنر جنرل اور اونکی کونسل کو گمان ہوا کہ جھاؤلال
نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے۔ گورنر جنرل نے اس حیلے سے کہ اگر ابدالی کا لشکر
ادھر رخ کریگا تو ہم تدارک کرینگے الہ آباد مین انگریزی فوج جمع کرنا شروع کی جبکہ زمان
شاہ کو ابدالی [illegible] خاقان دولت سے [illegible] دریافت ہوا کہ اون کے [illegible] بھائی
[illegible] دیکھکر زمان شاہ کے [illegible]
[illegible] زمان شاہ قندہار کی طرف لوٹ گئے گورنر جنرل [illegible] الہ آباد [illegible]
[illegible] کی حالت کی اصلاح کرین۔ نواب [illegible] انگریزی [illegible]
[illegible] وقت مین ایک [illegible]

زمانے میں دو برگشتہ رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[1] اور بدانتظامی کے باعث سے کمی رقم
کی ہو کر پچاس لاکھ روپئے اوسکے لیئے جانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ
نواب میں نہ خود لیاقت تھی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کر سکتی اگر یہ ہو تو
یہ سودا سستا تھا کہ ملک کی حفاظت غیرونکی سپاہ سے اوس کی چوتھائی آمدنی میں ہوتی تھی
اوس سے زیادہ کیا سودا سستا ہو سکتا تھا[2] ۲۲ - اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے
گورنر جنرل کو لکھا کہ بنگال میں جو دو رجمنٹیں ہندوستانی سوارونکی ہیں گھٹا دیں اور رجمنٹوں کا
اضافہ ہو اور سرکار کمپنی کا خرچ نہ بڑہے - اسلیئے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے
نکمے سوار موقوف کر دیں - اور اونکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارونکی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کریں -
جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو اونہوں نے صاف انکار کر دیا تھا - مارچ ۱۷۹۷ء مطابق
سنہ ۱۲۱۱ ہجری میں - سرجان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھ لیکر کلکتے سے
زمان شاہ ابدالی کے تدارک کے حیلے میں کوچ کیا - اور بنارس میں آئے - اور یہاں سے بھی
انگریزی فوج اوٹھا کر لکھنو کی طرف روانہ ہوئے نواب وزیر نے استقبال کر کے ملاقات کی
دو مطلب گورنر جنرل کے تھے - ایک یہ کہ سواروں کا خرچ نواب اپنے ذمے لیں - جس سے
وہ قطعی انکار کر چکے تھے - دوسرے انتظام ملکی میں اصلاح کریں گورنر جنرل کا کہنا خالی نہ گیا - اس
شامت[3] کے بارے نواب نے مان لیا کہ اگر ضرورت ہے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو
تو ایک رجمنٹ گورونکی سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے - گورنر جنرل
اور آصف الدولہ دونوں لکھنو سے بھی آگے بڑھ گئے تھے - جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی
خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال سنہ ۱۲۱۱ ہجری میں وزیر سے رخصت ہو کر بنارس کیطرف سدہارے[4]
چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ سے درخواست کی کہ جہاؤلال کو جسکی ذات سے
مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اکثر خبریں مسموع ہوتی ہیں ہمارے حوالہ کریں - نواب نے
اسوقت میں کہ عالم مجبوری تھا بجز اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ راجہ جہاؤلال کو حوالے کیا - گورنر جنرل

---

[1] یہ الفاظ نواب کی شان میں [illegible] صفحات میں مندرج ہیں ۱۲ - [2] دیکھو تاریخ
منشی ذکاء اللہ [illegible] صاحب کا فقرہ ہے ۱۲
[4] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

سعادت علیخان نے نجف خان کے لشکر سے لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا تھا تو نواب آصف الدولہ
نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ میں آتے ہیں تو آئیں
مگر تفضل حسین خان اونکے ساتھ نہ آئیں اسلیئے تفضل حسین خان کا لکھنؤ میں آنا موقوف رہا۔
بالا بالا کلکتہ کو چلے گئے سنہ ۱۷۸۱ء میں گوہد کے رانا نے جسکا ملک کوہستانی بہت وسیع جمنا کے
کنارے پر واقع اور سیندھیا کے ملکوں کے درمیان میں آگرے سے ساٹھ میل پر جنوب و شرق
میں واقع تھا انگریزوں سے ارتباط پیدا کرنا چاہا جسکو سیندھیا بہت دق کرتا تھا۔ گورنر جنرل نے
اوس سے ان شرائط پر عہد و پیمان کیے کہ رانا جو اکثر مرہٹوں کی دست درازی سے تنگ رہتا ہے
اوسکو تو مرہٹوں کے ہاتھ سے خلاصی دلانے میں انگریز امداد کرینگے۔ اور وہ انگریزوں کی امداد اپنے
لشکر سے اوس حالت میں کریگا کہ مرہٹے [illegible] کی ریاست پر ترکتاز کریں۔ جبکہ مرہٹوں نے رانا کے
ملک پر حملہ کرنا شروع کیا تو کپتان پوپھم کی افسری میں ایک دستہ سپاہ سنہ ۱۷۸۰ء میں رانا کی مدد کو
بھیجا گیا۔ جسنے گوہد کے ملک سے مرہٹوں کو نکال دیا۔ اور مشہور قلعہ گوالیر کا بھی ۴ اگست ۱۷۸۰ء
مطابق ۳ شعبان ۱۱۹۴ ہجری کو فتح کر کے رانا کو دیدیا۔ تفضل حسین خان نے اوسوقت میں
کپتان [illegible] کے ساتھ جا کر رانا سے گوہد کی کارروائی میں مدد کی تھی۔ اور انگریزوں میں اون کا
رسوخ پیدا ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ پامر صاحب کے ساتھ لکھنؤ میں آئے۔ اور اونکے ساتھ
راستہ میں [illegible] سنہ ۱۷۸۲ء میں [illegible] نواب فیض اللہ خان سے آصف الدولہ کو دلانے کی
عوض میں نواب فیض اللہ خان کو فوجی مدد دینے سپاہ سے بری کرایا۔ بعد اس کے تفضل حسین خان پھر
کلکتہ کو چلے گئے۔ اور جبکہ وارن ہیسٹنگز سنہ ۱۷۸۴ء میں کلکتے سے لکھنؤ میں آئے تو تفضل حسین خان
اونکے ہمراہ لائے اور نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی اور بہت کچھ سفارش کی آخرکار نواب نے تفضل حسین
خان کو [illegible] کر کے عوض اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کر دیا
اور [illegible] سلطنت کا [illegible] نصیب ہوا اور اپنے علم اور حسن تدبیر سے اور معتمد سرکار انگریزی کے اور
رکن سلطنت کے تھے تفضل حسین خان نے انتظام شروع کیا۔ سلسلہ انتظام جدید میں مرزا جعفر
کو بخشی گری کا عہدہ دیا۔ اور خلعت دلایا۔ اور [illegible] خان کے بعض رفقا کو دیوانخانہ اور کوتوالی
کی خدمت پر مامور کیا۔ اور نصیر الدولہ سید معز خان کو [illegible] کا امیدوار کیا۔ مگر اونہوں نے اس
زمانہ میں [illegible] پاس کیا۔ اور دنیاداری کے تعلقات کو ترک کر دیا تھا۔ اور سن بھی زیادہ تھا اور جو
[illegible] کچھ [illegible] تفضل حسین خان نے مرزا مہدی علی خان کو جو سرکار وزیر کا ایک عامل تھا

اپنا مشیر بنایا۔ مگر جبکہ خان مذکور ریاست کے کام سے تنگ ہوئے تھے تو اکثر کہتے تھے کہ مجھکو مطالعہ کتب اور مشغلہ درس و تدریس اس نیابت سے بہتر تھا۔

نواب آصف الدولہ کی وفات

ابھی اس تغیر کو پورا ایک سال نہ گذرا تھا کہ اوائل صفر ۱۲۱۲ ہجری سے نواب کا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہونا شروع ہوا ابتداءً نواب شراب پیا کرتے تھے پھر اوسکے استعمال سے توبہ کر کے بھنگ سے مشغول رہا۔ اس کو چھوڑ کر افیون پر ٹھہرے اور پہلے حقے سے طبیعت کشیدہ تھی۔ مگر اب دمساز تھا۔ مرض نے ہاتھ پاؤن نکالے دوا اور غذا مین بے اعتدالیان واقع ہوئین اطبای حاذق جیسے شفائی خان اور حکیم صادق خان وغیرہ کہ ہر ایک صاحب تصانیف تھا معالج تھے۔ مگر نواب وزیر کہا کرتے تھے کہ اب مین زندگی کا خواستگار نہین بلکہ عوام مین مشہور تھا کہ جھاؤلال کے جانے سے نواب وزیر کو اپنی عزیز جان وبال ہی بلکہ دوا سے اجتناب تھا۔ آخر آخر مین استسقا پیدا ہو گیا۔ برف کا پانی کثرت سے پیتے رہے مرض نے طول کھینچا دوا کا استعمال بھی ترک ہوا اور علاج بھی موقوف کیا ۲۳ برس اور کچھ مہینے ریاست کی تھی کہ جمعرات کے دن ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری کو اس ششدر جہت سے کوچ کیا۔[۱] ۲۵۔ ماہ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری کو مقام فیض آباد مین مسند حکومت پر بیٹھے تھے اونہون نے اپنا دار الحکومت لکھنؤ مقرر کیا تاریخ مظفری کی روایت کی موجب اونچاس برس کی عمر پائی اور وزیر نامے سے ثابت ہے کہ وہ پچاس سال بھی زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے۔ کیونکہ اواخر ۱۱۶۱ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔

آغا محمد ندیم روضہ خان مصنف بحر البکا نے کہ روضہ خوانی و مرثیہ گوئی اور خوش بیانی مین کمال رکھتا تھا نواب وزیر کے مدفن کی تاریخ اس طرح نکالی ہے۔ ہے جا روح در ریحان و جنات نعیم۔ نواب وزیر عتبات عالیات کی زوارون کی نہایت خبرگیری کیا کرتے تھے سیکڑون کوٹھے خاک کربلا اور تبرکات کربلا و نجف اشرف سے معمور تھے۔ باوجود اس حشمت اور عظمت کے انتقال کے وقت تبرکات کے کوٹھون پر دفعتہ مہر و قفل لگ گئی۔ اس لئے مرزا حسن رضا خان کے یہان سے خاک کربلا اور اونکا خاص کفن منگا کر دیا گیا اور وہ نواب کے نصیب ہوا۔ اور نواب اپنے امام باڑے مین دفن ہوئے۔ نواب کی یادگار مین

---

[۱] دیکھو مفتاح التواریخ اور تاریخ مظفری مین ۲۷ ربیع الاول لکھی ہے اور بعض اون کو کہتے ہین جسکی شام کو انتقال ہوا یہ شاہ محمد اجمل کی نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس دن ۲۹ ربیع الاول تھی ۱۲

دریغا آن سپهر جود و حشمت　بمالک جاودانی کرد رحلت

ازین فلک فنا دل سیر گردید　بملک لایزالی کنج بگزید

دریغا این امیر پاک طینت　که ناید کس نظیرش در بصیرت

به تنگ آمد ازین دار فانی　نموده بند و بست جاودانی

بروز پنجشنبه آه صد آه　وداع این جهان بنمود ناگاه

ربیع الاول بست و نهم بود　که رحلت آن سپهر جود بنمود

مرا استفسار این غم چون رسانند　شنیدم همچو ماتم چون رسانند

چه گویم آنچه شد حال دل من　چه گویم آنچه شد غم حاصل من

در آن حالت بخود هر گه رسیدم　بچرخ هفتمین ناله رسانیدم

بغیر ناله و آه و فغان هیچ　نبوده با من سرنا توان هیچ

بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه　ز وقت شام تا وقت سحرگاه

هزاران آه کردم در آن شب　دمادم واز آهم لب بلب

از آن جمله شمردم چون دو صد آه　فزودم هم بر آن دو آه جانکاه

شمار این دو صد آه و دو آهم　بود بر سال ترحیلش گواهم

دگر تاریخ فوت او بناگاه　بهم آصف بگفتم با سر آه

دگر تاریخ گفتم جان بحق رفت　سلیمانی نمانده آصفی رفت

بطور تعمیه تاریخ دیگر　بگو بخشش تمام وجود بی سر

خدایا جای او خلد برین باد
طفیل احمد و اولاد امجاد

دیگر

آصف الدوله وزیر اعظم سپه شان　کرد رحلت گشت حال اهل عالم تباه

سال تاریخ وفات آن امیر والا کرم　گفت هاتف حیف ماتم حیف ماتم آه آه

بزبان هندی

ایک سہس آٹھ سے چون سنبت کا پرمان　بارہ سو بارہ سنہ ہجری حساب کیجیو جان

١٨٥٤　١٢ ١٢

کوار ماس بیا ہوا اسدی جمعرات دھیان　اٹھائیسیں ربیع الاول آصف تجو پران

نواب آصف الدولہ کی ازواج و اولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ مچھی بھون میں رہتی تہین لاولد تہین کبھی نواب سے موافقت نہی تھی نواب گنج کے قریب پرتاب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر مین تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپیے روز کا خاصہ (امرا کا کھانا) مقرر تہا۔ نواب سعادت علی خان نے اپنے عہد مین کچھ آمدنی بازار اور گومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہو کر اپنی جاگیر کو چلی گئیں کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ فہمایش کو گئے ممانا خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان خود منانے کو جاینگے مگر یہ خیال خام تھا۔ ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئین۔ وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا غازی الدین حیدر کے عہد مین اونکی لاش لکھنؤ مین آئی۔ ایک ضریح چاندی کی اونکی قبر پر بھی بموافق ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوائی تھی مرزا علی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی ہی جو سنا ہے بند ہو گئی ہے۔ نواب ناظر تحسین علیخان کہتا تھا کہ فقط[سلہ] دو بیٹے ہمرہان علی خان وغیرہ نطفہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی میں مر گئے۔ باقی اور بیٹے و بیٹیان نواب کی اولاد لطفی تھے نہ نطفی۔ مرزا رفیع السودا نے نواب موصوف کے اون دونوں فرزندوں کی ولادت کی تاریخیں اسطرح موزون کی ہین

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد — برای آن گل باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ از سر ہوش — گرامی گوہر درج سیادت

۸۹ ہجری ۱۱

دیگر

تہا اسی فکر و سوچ مین کچھ — ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر پہ ہے اوسکو — کہہ کہ ہے مخبر مادر ایام

۹۳ ہجری ۱۱

سلہ دکھو تاریخ منشی ذکاءاللہ ۱۲

مفتاح التواریخ مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتون سے مطلق شوق نتہا۔ بلکہ اونہین رجوعیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا مین پانسو کے قریب خوبصورت عورتین جمع تہین اونہین سے کتی ایسی بھی تہین کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت مین اپنی محل سرا مین داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتون سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے سائھ بچے اونکے پاس جمع ہو گئے تھے جن مین ۳۴ لڑکے اور ۲۶ لڑکیان تہین سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو مین شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر متخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلون مین بالکل استاد کا انداز ہے جنکی انشاپردازی کا حسن تکلفات اور صنایع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پہول ہری بھری ٹہنی پر کٹورا سا دہرا ہے اور سر سبز پتون مین اپنا اصلی جوبن دکہا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر باز آنکہین دی ہین وہ جانتے ہین کہ ایک حسن خداداد کے سامنے ہزارون بناوٹ کے بناو سنگار قربان ہوا کرتے ہین۔ وہ جیسے سیدھے سادے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحین بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قوام فقط محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت تشبیہ استعارہ۔ فارسی ترکیبین انکے کلام مین بہت کم ہین جنکے لئے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت مین زور اور فکر مین قوت غور ضرور ہی۔ تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان مین بھی شعر کہتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ مین اچھی مہارت رکہتے تھے اونکی اردو اشعار یہ ہین

ع

یون فکر دل مین گرچہ تجھے سو لگی رہے — آصف یہ شرط ہے کہ ادہر لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے — پر تجھکو چاہتے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی و معزولی

نواب آصف الدولہ کے بطن سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزومند رہی کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بارور نہوا عالم مایوسی مین ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی مین جگہ دی۔ اور وزیر علی نام رکہا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی اور شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سوا سے وزیر علی خان کے کسی نے نام او رنمود پائی وزیر علیخان نہایت ذہین خوبصورت ملیح خوشنما تہا ۔ علم و ہنر اور انشا کی تعلیم بخوبی پائی تھی خوشنویسی مین مرزا محمد علی عجا زرقم کا شاگرد تھا ۔ اور فنون سپا ہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے استادی سنفشیر و فکنی تیراندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوس سے کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے ملکہ مکان با ولی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا خلعت بخشی گری مرزا جعفر کو ملا ۔ وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علامہ تفضل حسین خان کی مختاری داخل تھی سلہ آصف الدولہ کے بھائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے ۔ اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہے ۔ اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ اونکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ٹھہرے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ کی بی بی اور ان کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو ساری دار السلطنت کے آدمی اوس کے نواب ہونے سے خوش تھے ۔ غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا ۔ اور انگریزون نے دربردہ کی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کر لیا اور وہ افواہین جو اوس کے نطفہ نا تحقیق ہونے کی نسبت مشہور تھین اونپر خیال نہین کیا ۔ وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا ناشایستہ حرکتین اس کثرت سے وقوع مین آئین کہ جو صورتین سالہاے دراز مین پیدا ہوئی تھین وہ چند روز کے عرصے مین بہم پہونچنے مصاحب بد اکثر سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب جوش پر تھا اور لکھنو حسن پری رخسارون سے رشک قاف ہو رہا تہا وزیر علی خان نے عیاشی شروع کی اور شراب و بھنگ نے رنگ جمایا ۔ مرزا وارث علی خان جو کھو خان کو توال کا معشوق تہا ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا ۔ اور میر عشرت علی جو رستم خان بھکیت کے شاگردون مین سے تہا مشیر اور ہمدم بنا ۔ اور اسیطرح اکثر کلاوت اور قوالون کو مراتب بخشے ۔ اور امیران قدیم اور

سلہ دیکھو آب حیات ۱۲

اہلکاران لایق سے مُنہ پہیا یا - اور اون بیچارون کے حق مین کلمات ناملایم کہنے لگا - نواب آصف الدولہ
نے چند طوایفین اپنے نفس کے واسطے جمع کین تھین اونپر نگاہ رغبت ڈالنا شروع کی تحسین علی خان خواجہ سرا
جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشے خانے کا داروغہ تھا اور نواب کی وفات کے بعد لباس بدلکر ویلسے
باہر آ گیا تھا کہ نواب کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلا کر خلعت سے
سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنا دیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اڑا دیا
محتشم خانی مین لکہا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت
کے لیے لے لے تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا زیبا نہین آپکی تو وہ مان ہی اوس کے ساتھ
ادب سے پیش آنا چاہیے - وزیر علی خان نے چند مصاحبون کے اغوا سے چاہا کہ اوس کو قید کر دے جب اوسنے
وزیر علی خان کی نظر پہری ہوئی دیکھی تو تفضل حسین خان نایب کے مکان پر جا کر پناہ گزین ہوا عقب سے
وزیر علی خان بہی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی - مگر تفضل حسین خان نے چاپلوسی کی باتین
کر کے بے نیل مرام واپس کیا - اس امر سے سب کی یہ راے ہوئی کہ اس کو معزول کر دینا چاہیے -
ان عادات سے جملہ بیگمات خصوصاً نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور اب وزیر علی خانکی
شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنر جنرل کو لکہا
آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت مین پہلو تہی کرنے لگے - لکہنؤ مین
ایک عجیب تلاطم مچگیا - جام جہان نما مین لکہا ہے کہ ایک محضر بہی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت
کی لیاقت بالکل نہین رکہتا - اوس سے حرکات ناشایستہ وقوع مین آتی ہین اور اوس کا حسب و نسب جیسا ہے
وہ سب پر ظاہر ہے اور حقدار حقیقی ریاست سے محروم ہین اسلیئے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچانا واجب اور لازم
اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہے جو شخص اس اتفاق سے انکار و اغماض کرے وہ اپنے کردار کو
پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور خانہ بخانہ پہرا جملہ بیگمات اور خواجہ سراؤن اور افسرون اور نواب سالار جنگ کے
بیٹون وغیرہ کی اوسپر مہرین ہوئین اور بازار کے مہاجنون اور چودہریون نے بہی اوسپر دستخط کیے - مگر عبد الرحمن خان
اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلو تہی کی کہ ہم لوگ سپاہی مسند وزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات
سے کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین - اور وجہ اسکی یہ تہی کہ مرزا وزیر خان باوجود ان بد اطواریون کے
شجاعت دوست سپاہ پرست اور با ہمت تہا اشرفیون کو کوڑیون سے بہی کم تصور کرتا تہا - پس اہل سپاہ اسکو ہی
حق کو عزیز رکہتے تہے - اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوڑاے تہے کہ گورنر جنرل کے پاس
اوسکے نابالغ ہونے کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگین اور گورنر جنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویون وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہین ہے۔ بلکہ ایک فراش کا بچہ ہے۔ نواب نے اوس کو متبنی کر لیا تھا اور انکی نقابت نام کے بہینے اسکو اپنا والی تسلیم کر لیا چونکہ قوم کا رذیل تھا اس نعمت عظمی کی شکرگزاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا۔ ایسی کج ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین ہے اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہے اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون سرکارون مین عداوت بڑھ جاوے گی۔ اسلئے گورنر جنرل کے برسر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونہون نے لکھنؤ کی طرف سفر کیا جب لکھنؤ کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستے مین کج اندیش مشہور کرتے تھے کہ وزیر علی کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہو جاوے گی اور کہتے تھے کہ گورنر لکھنؤ جا کر خان علامہ کو مع چند دوسرے آدمیون کے قید کرکے وزیر علی کے سپرد کرینگے اور وزیر علی خان بھی بادشاہ وقت بن گیا تہا راہ مین اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھتا تھا ایکدن ایک انگریز راہ مین ایک کھیت کے کنارے پیشاب کر رہا تھا ناگون نے اوس کے پاس پہنچکر بیجا باتین اوسکو کہین اور ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہوگئے۔ اور شور مچاتے تھے کہ پکڑ لو پکڑ لو۔ مگر اوس انگریز نے اور اوس کے ساتھیون نے بھی بوجہ فہمائش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنؤ کو روانہ ہوکر وہان جا پہنچے[۵۱] بڑی بیگم یعنی نواب آصف الدولہ کی مان نے وزیر علی کی بداعمالی کو روکنا چاہا تہا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بہیجی گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہو گئی تھین۔ الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے نواب کی سرکاری خدمتون سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ اپنی زمینداری مین لے رکہا تھا اور اس ریاست مین بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا۔ جب بیگم کا جھگڑا نواب سے ہو گیا تھا تو اونہون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدارالمہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی ظاہر مین صلح کرادی گورنر جنرل جسوقت لکھنؤ مین پہنچے ہین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت رائے بھی اوسکی مٹھی مین گھس گئے نواب کے مزاج مین اوس کا خسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تھا کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجئے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئی۔ گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم کر کے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجہادو کہ آپ افسران فوج کے پاس جا کر کہین کہ قرب و جوار لکھنؤ سے اوٹھ جاوین۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترک سوار

---

[۵۱] دیکھو کورسہاے کی تاریخ ۱۲

اور گورنر کی فوج اطراف و جوانب سے بلاکر بی پور کے قریب و جوار مین قایم کر دی - تھوڑے ہی دن گورنر جنرل
کو تے ہوے تھے کہ نواب کی چیچک نکلی اور وہان سازشین شروع ہوئین - سر جان شور خود لکھتے ہین کہ مجھے اپنے
ہوش سے آجتک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدکرداری اور حرامکاری کے معاملے مین وقت اور دشواری دکھائی
پڑی ہو - ۲- دسمبر ۱۷۹۷ع کو الماس علیخان جو تمام باتون کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس
گیا اور کئی روز تک اوسنے صلاح اور مشوری کرتا رہا - اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفہ نا تحقیق ہے اور وہ نہایت شریر
اور عیاش ہے - بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے بیٹون سے کوئی جانشین ہو - آصف الدولہ کے
سامنے بیٹے جو مشہور ہین نطفۂ نا تحقیق ہین - غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کلانڈر ایجنٹ کے
سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی - بیگم صاحب اور الماس علیخان دونون مرزا جنگلی کو جو سعادت علی خان سے چھوٹا بھائی
تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اسپر راضی ہو جائین تو اسکے عوض نہ
بہت کچھ نذر کیا جائے گا وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتین نہایت حکمت
اور سلیقے سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تھین کہ جس سے اونکا دل وزیر علی سے پھر جائے
لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ ساری ملک کی آمدنی اپنے گلچھرون مین اوڑا دے گا سرکار کبھی
کا روپیہ کبھی ادا کریگا - مزاج اوس کا کھرا اور ہٹیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہین اسلئے
وہ غالباً انگریزون کا محکوم نہین رہیگا - بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا - اور جہانتک اوس سے ہو سکیگا
وہ اون کے جوے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا - جب یہ باتین سر جان شور کے گوش گزار ہوئین تو اون کا دل بھی
وزیر علی کے نطفۂ نا تحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا - اور اوسکی تحقیقات کے درپے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ
وہ ایک ماما کا لڑکا ہے - تحسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے یہ افسانہ سنایا
کہ وزیر علی کی ماں یہ فاو ند حیدر جو نواب کے ہان ماما تھی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب
وزیر علی اوس کی ماں پیدا ہوا تو اسے پانسو روپے کو نواب نے مول لیا تہا - نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ
عورتون کو مول لے لیتے تھے - اور انکی ہان جب بچے پیدا ہوتے تھے تو اونکو پالا کرتے تھے - اور اونکی پرورش
بیٹون کی طرح کیا کرتے تھے - یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین - یہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی
ماں ایک فراش کے گھر مین ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے - اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو
روپے کو مول لیا تھا - اور اوس کا نام محمد امیر رکھا تھا - دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری
کیا کرتا تھا - تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تہا - اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہوئی
یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوس کے بیاہ مین شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بھیجا یا

کرین ایسے ذلیل دیکھنے کے روبرو ہوکر اپنے خاندان کی نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی - نواب آصف الدولہ
کے حقیقی وہ بیٹے تھے جو صغرسنی مین مرچکے تھے اب کوئی بیٹا نہین تھا - گورنر جنرل نے تحسین علیخان سے پوچھا
کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہ تھا کہ وزیر علی کی ماں سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفہ سے ہے اوسنے
اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی ماں کے حاملہ ہونے کی کبھی خبر نہین ہوئی - جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوس کا حال [illegible]
معلوم ہوا ہے - اب سرجان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو بیٹا نواب اودھ مان لیا تھا اور سواے سعادت علیخان کے
اور سب امراے عالی تبار نے اوس کا اقرار کر لیا تھا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو لازم ہے
کہ وہ تخت سے معزول کیا جاے - گو گورنر جنرل کے خیال مین یہ ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغرسنی مین [illegible]
ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ مین لیجئے - مگر بہت سے اعتراضات وارد ہوتے تھے - اس لئے اس
خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سرجان کے فہم نے کچھ پلٹے کہا ہے - مگر اوسکی تمام تحریرات اس معاملہ مین
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نظر دقیق رسا تھی - اور انصاف پر بھی [illegible]
ہوئی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک عدالت کا فیصلہ اوس شہادت سے تسلیم کر دیا کہ جس پر انگریزی قانون ملک
انگلستان مین چند پونڈ کا فیصلہ نکرتا - گورنر جنرل نے منشی غلام قادر خان جو [illegible] مسٹر [illegible]
کی معرفت وزیر علیخان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ مین شرعًا اور
عرفًا کسی طرح شراکت اور مداخلت نہین - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اوس منصب سے
محروم ہے - اسلئے اون مین سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کھانے اور
پہننے کے کپڑے اور سامان امارت تیار رہیگا - اور نواب سعادت علیخان مسند نشینی کے لئے
بنارس سے روانہ ہو چکے ہین - لیکن آپکو اپنے دل مین کوئی ملال نکرنا چاہئے کیونکہ [illegible]
آپکو حاصل - وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی گورنر جنرل کی ہو وہ عمل مین آوے [illegible] بیہوش
ہوگیا - جب ہوش بجا ہوے تو رویا - اشرف علی خان نے سمجھکر کہا کہ اس رونے سے کیا فائدہ
خود تیشہ اپنے پاؤن پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اخلاص کے
کس لئے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ تمنے وہ کام کیا ہے کہ جو کوئی اپنے آپکو بلا سے محفوظ رکھنا
شام کے وقت گورنر جنرل نے وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز بات چیت
اوسکے زخم پر کچھ مرہم کاری ہوئی اور اپنے خیمے مین واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان
منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ بعد عزل وزیر علی کے اخراج اوس کا اسی گناہ کی وجہ سے
ظہور مین آیا تھا اس مضمون کی پہنچی کہ جسطرح ہوسکے جناب اپنے آپکو [illegible]

دریا سے کوٹھی تک پہنچاوین ہاتھی مین لاتا ہون اور وہان سے ہاتھی پر سوار کر کے ابراہیم دارونہ توپخانہ کے پاس پہنچا دونگا - اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جمع کر کے انگریزون سے لڑینگے - غرضکہ بڑہکر کہا کہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غرق پانی کی تہ مین پہنچگیا - ایک مخبر نے یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچا دی اونہون نے وزیر علی خان کو پہر طلب کر کے کوٹھی مین بٹھا لیا - اور اوس کے خیمے کو واپسی کے لیے نہ چھوڑا - انگریزی پہرہ والون نے اوسکو حراست مین لے لیا - جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو ابراہیم بیگ سے حضور نے کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس روز بد کو پہنچایا - ورنہ ہم سب اوسکے ساتھ جان نثاری کرتے - اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کریگا تو مین قصور نہ کرونگا - رفتہ رفتہ یہ خبر میرزا جنگلی برادر علاتی سعادت خان کو پہنچی - اور ابراہیم بیگ کا قول اونکے خاطر نشین ہوا - بقصد محاربہ کے لئے کمر باندھی اور صف آرائی و مسند نشینی کی اجازت نواب آصف الدولہ سے چاہی - مگر اونہون نے کوئی جواب نہ دیا - اور رات اسی سوال و جواب مین گذری - صبح کو آزین علی خان اور اشرف علی خان گورنر جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے - اور رستے کشتی راہ لے وہ اشتہار جو نواب سعادت علی خان کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت خان علامہ کا لکھا ہوا تھا گورنر سے لیکر جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا -

عبارت اشتہار درباب معزولی وزیر علیخان

درینولا باظہار ثقات و اقرار جمیع کبیرہ بیگم صاحبہ معظمہ این معنی ثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را اصلاً و مطلقاً حقے در جانشینی جناب عالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف و در درجہ خدمتگذاری و حق پرستی معروف اند یقین کہ باستماع این معنی کہ حفاظت ناموس شجاع الدولہ بہادر و غمخواری فوج و رعیت بدست فرزند حقیقی ایشان تعلق یابد و مال و دولت و ناموس قبائل نواب برہان الملک و نواب صفدر جنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد ہمہ نوکران وفادار و ملازمان از قدیم نمک خوار خوشحال خواہند شد بنابران ریاست برائے نواب والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک وارز روے حقیقت ریاست بہتر از ہمہ اند مقرر شدہ بقلم می آید کہ ہر کس کہ از ملازمان جناب عالی مرحوم باطاعت و فرمانبرداری نواب صاحب ممدوح خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار و لہذا ہر مرتبہ و درجہ خود مورد تفضل خداوند خویش خواہد شد و ہر کہ طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد و سرکشی اختیار خواہد ساخت از جاگیری برطرف و از ملک جناب عالی

مرقوم اخراج خواہد گردید این چند سطر بنا بر اطلاع بقلم آمده تا آینده مقام عذر عدم اطلاع برای کمپنی باقی نباشد - تحریر سوم شعبان سنه ہزار و دو صد و دوازده ہجری -

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دو سو ہتھیان اور دو سو اونٹ اور رتھ اور ہاتھی اور چھکڑے آٹھ روز تک جسقدر اسباب اور سامان شوکت اور نقد و جنس جواہرات و پشمینہ و اصطبل و فیلخانہ وغیرہ نقارہ و ماہی مراتب سمیت ضروریات امارت و سواری دہلوی جنت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو اوس کے قیام گاہ تک پہنچا دین اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے معرفت صاحب رزیڈنٹ کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین مادھو داس کا باغ اوسکے قیام کے لئے تجویز ہوا چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین - مگر اس دار و گیر مین لاکھون روپیون کا مال لوگون کے تصرف مین آیا اور لاکھون روپیون کا جواہرات تلف ہوا - اس تغلب و تصرف مین بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہو گئے نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر تھے کہ اون کا حساب و شمار مشکل تھا لاکھون روپیون کا مال ضایع ہوا - اور لاکھون روپیون کا تمام اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھون روپیون کے تحایف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی کے نذر ہوتے اون تحایف مین ایک شاہنامہ اور ایک شاہجہان نامہ مطلا و مذہب تھے - یہ کتابین اعلیٰ درجہ کے خوشنویسون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین یہ دونون کتابین لندن کے کتبخانے مین ولایت کو بھیجی گئین - باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے اسقدر سامان ابھی لکھنؤ مین باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت مین دنگ ہوتی تھی شاہون کو کٹھے بھرے پڑے تھے جواہرخانہ معمور تھا - وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ مین چار مہینے اور کئی روز رہی جشن سنت کی تیاری لاکھون روپیون کی صرف سے ہو رہی تھی مگر اس نسبت کی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ روز بد دکھایا - مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا صدمہ لوگون پر بہت گذرا شعرا نے اوسکی معزولی کی تاریخین موزون کین تو اون مین اون آدمیون کی بہت مذمت کی جو اوسکی معزولی کے باعث و بانی ہوتے -

تاریخ

از سر نام ہفت کورنمک اول آن قاتل حسن الماس ۱۲۱۵ باز تخمین کہ باو نقد نشش	سال تاریخ شد عیان بے شک سر گروہ ہمہ حرام نمک ۱۲۱۵ از سعادات ہم زجن و ملک ۱۲۱۵	الماس علیخان ۱ - تخمین علیخان رست ۱۲۰۰

فتنه پرداز لعب کشمیر
آن خرد دشمن جسیم و بهیم
تا فقص العقل زنگه نادان
تا چه هم داخل بتیان شد
دادن حشم او دغا کردن
مهر کرده بهر عزل وزیر

کرسیا طین پدرش او طفلک
جهل بسیار و دانش اندک
دست بردار شد ازان کودک
کرد پاس نمک ز خاطر حک
شرف خود شناخت آن مردک
خود سیه روشد بد زیر فلک

۵ تفضل حسین خان	ت	۴۰۰
۵ حسن رضا خان	ح	۸
۵ بهو بیگم مادر آصف الدوله	ب	۲
۵ تکیت رای	ت	۴۰۰
۵ اشرف علیخان	ا	۱
		۱۲۱۲ھ

دیگر

اول بزنائب بیگمان
بیگم خرد و بزرگ هردو
پیدا شده این یزید ثانی

دویم برآنکه گشت دیوان
دیگر مردک شرف علیخان
یعنی مرزا حسن رضا خان
تاریخ اسیرشد برآمد

سویم الماس بو شناس
تحسین که بود هزار لعنت
کرد نا اسیر خود را
لعنت بر همه نمک حرامان

لعنت بروی زد برادران
از حشمت طیب حسن و تاپان
از مکر و فریب کید شیطان

ایضا درهندی

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زنانہ
بیچا کیا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ

تکیت و تحسین او تفضل اشرف سر دیوانہ
سر کے حرف ان سات او دہن ہے تاریخ شاہانہ

ایضا

سات حرفون سے کیا خانہ خراب
تین تے اور وہ الف یک حے و بے

تین تے سے مراد علامہ تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا اور تے تکیت رائے سے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان خسر وزیر علیخان اور یک حے سے مقصود حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور یک بے سے مراد بہو بیگم مادر آصف الدولہ ہیں۔

وزیر علیخان کا بنارس میں انگریزوں کو مار ڈالنا اور فرار

ہوکر جا بجا مارا مارا پھرنا آخرش مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا - اور کلکتہ کے قلعہ مین بحالت قید انتقال کرنا

مسٹر جان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک نامناسب مقام بنارس تجویز
کیا تھا - چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس مین جاکر مقیم ہوا اوس کے ساتھ پچاس ہاتھی اور دو سو گھوڑے
اور تلنگون کی دو کمپنیان اور پیادونکی کئی غول تھے اور تمام جلوس کا موجود تھا - کمال عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی
اکثر غلام بچون اور اپنے رفیقون کی شادیون مین لاکھون روپے صرف کئے عوام الناس مین اسکی سخاوت
وجود سے بڑی شہرت پائی - گو مسٹر جان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہین
مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل حرفہ کو تاسف ہوا اور بعض
نے خطوط افلاس آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکے مشیر و شعرا
نے لکھنؤ کی مخلوق اون لوگونکی ہجو کی تھی جنہون نے محضر پر دستخط کئے تھے اور اشرف علی خان اور تفضل
حسین خان کے حق مین وہ نسخے بنے اور گالیان موزون ہوئین کہ زبان قلم پر ان کا آنا باعث حجاب
ہے اور وزیر علیخان ناخوان تھے - وزیر علیخان کے نادان مصاحبون نے اوس نا سمجھ کے ذہن مین
یہ جمانا شروع کیا کہ حضور سے رشتے سردار اور امیر نزدیک و دور کے ہین آپکی معزولی پر رات دن روتے
ہین اب وزیر علی کے رفیقون نے کانپور کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف کے اور اطراف و نواح
کے زمیندارون اور مقتدر آدمیون کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت زمیندار ایسے تھے
کہ وہ وزیر علی کے [illegible] ہوتے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر
ہو گئے بعض زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے ناخوش تھے وہ بھی
اوسکے پاس آپہنچے بالا بالا ایک وکیل کو نوکر رکھکر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجا معلوم
نہین اون دو چار [illegible] ملون نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑھنے کے لئے [illegible]
رہتے تھے کیا اوس نے لکھوا کر بھجوایا - غرض قرائن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب
سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہان سے فتنہ پردازی
برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہو جائینگے یہ مفاش مصاحبون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ ایسے
ایسے شاہزادے ہین کہ جسکو چاہے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہین کرسکتا - اور آپ نے

کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا - اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپا کی - اس راز نہان کا
کسطرح پردہ کھل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا ریزیڈنٹ تھا وزیر علی کی فاسد نیت سے آگاہ ہو گیا اور
یہ خبریں گورنر جنرل تک پہنچیں - غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی
کہ وہ بنارس سے کلکتے بھیجدیا جاوے - لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجھا اور
چیری صاحب ریذیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجھاوے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار میں سکونت
اختیار کرے اوس کا اعزاز واکرام بدستور باقی رہیگا - سواے تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیلی اوسکی حالت میں
نہوگی - صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہوں نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنا دیا
جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہو گیا -- وزیر علی کو یہ حکم اچھا نہوا - صاحب ممدوح نے سمجھایا
کہ آپ کلکتے تشریف لیجانے میں دیر نہ کریں - حکم منسوخی کے واسطے اوس نے بہت ہاتھ پیر مارے
جب کچھ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی کے متعلق ٹال مٹول کرکے سپاہ کی بھرتی شروع
کی بندوقیں اور تلواریں اور برچھیاں لیکے بعض راجپوت بھی اس بات پر مستعد ہوتے اور ایک دن اور
ایک ہفتہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزوں کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع میں
ہر ایک آدمی اپنا حوصلہ باقی نرکھے جوہر شمشیر دکھاوے اور فوج انگریزی کو شکست فاش دیا جاوے - لیکن
دنیا کا کارخانہ مشیت الہی پر وابستہ ہے وہ دن جو وزیر علی نے قرار پایا تھا اوس سے پیشتر یہاں ایک نیا رنگ
فلک نیرنگ ساز نے جمایا کہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح کے وقت وزیر علیخان ریزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر
بنارس سے تین میل تھی گیا دو تین مواقف دستور کے ملاقات ہوئی - چاء پی گئی - پھر اوس حکم کی شکایت کا
دفتر کھولا - باتیں کرتا جاتا تھا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تھا - اور غصہ پر غصہ چلا آتا تھا - جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس ناملائمت سے فرمایا آپ مجھپر کیوں عتاب
فرماتے ہیں یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے - یہ سنکر یہ ظالم اونہہ لگا اور ایک تلوار لگائی
دیکھتے ہوتے اور نوکر جو اس اشارہ کے منتظر کھڑے ہوئے تھے تلواریں لیکر اوس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور ان قصائیوں نے
اوس کا قیمہ کردیا کپتان کانوی صاحب اور گریہم اونکے کمرے میں تھے اونکا بھی یہی حال کیا - وزیر علی کے ساتھ جو
سو پچاس آدمی تھے اونہوں نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال واسباب لوٹ لیا اور جو پایا
انگریز اونکو اونکی کوٹھیوں پر جا کر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دو منزلی تھی صاحب
کوٹھی کی چھت پر چڑھ گئے اور زینے کا دروازہ بند کرلیا - اور برچھا ہاتھ میں لے لیا کئی دفعہ بدمعاشوں نے
حملہ کیا - مگر اونہوں نے اپنا کام کیا اور کمینوں کو ناکام رکھا اسکے سرکش کوٹھی کو لوٹ لات کرکے چلتے ہوئے

بہرایچ کی طرف چلا گیا اور گھاگرہ کو عبور کر کے راجہ بہوٹ وال کے ہان پناہ لی - یہ راجہ نیپال کے
راجہ کا باجگذار تھا۔ نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندھاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے
تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کرلین اور پکڑ لائین - وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے
اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی اور پھر نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوٹ وال کو اپنی طرف سے
کرلیا[۱] تو راجہ بہوٹ وال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہو گیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بھاگ گیا۔
اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہو گیا تھا۔ وہ گورکھپور مین آیا۔ یہان سرکاری
کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا۔ اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا۔ اب اوسکی بے زری کی وجہ سے
ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوئی ہوتی تو ضرور پکڑا جاتا - مگر
وہ بھاگ کر ناک سے کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور کھائی کر دانے کر کے کوچ
کر کے بجنس کھیڑہ کی راہ گنگا کو عبور کر کے اور ملاح کو پانچ اشرفیان دیکر بجنور سیکری مین داخل ہوا -
اور وہان سلیم چشتی کی زیارت کر کے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر
کنارہ کرتے تھے - کلب علی نے جو سابق مین سرکار کمپنی سے نوکر تھا اور راول خان نے ساتھ دیا اور
جنگلون مین ہمراہ رہے - لیکن ہر جگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سایہ کی طرح اوسکے
پیچھے پیچھے تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھہر نہ سکتا تھا - اور کمال دلاوری کے ساتھ
ہر جگہ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا - آخر سوات مین پہنچا - مگر سیواتیون سے بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے
جیپور چلا گیا - راجہ جگت سنگھ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا مہمان کیا - دستار بدلی
اور راجہ کی ماں نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس ریذیڈنٹ مہاراجہ سیندھیا نے
راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کر دو تو تم کو بہت روپئے دین گے - راجپوتون کا
کہ جو شخص انکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو کبھی دشمن کے حوالے نہین کرتے -
مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دہرم کرم اپنی جگہ پر نہ تھے راجہ نے دیکھا کہ مفت بدنامی مین
روپیہ ہاتھ لگتے ہین اسلئے اوسنے کچھ اس کا دہیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا -
سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سنہ ۱۲۱۴ھ مین اوسکو اس شرط کے ساتھ
حوالے کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اسکے پاؤن بیڑیان پڑین - مہمان کی مہمانداری کا

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچا دی - انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف
قفل لگوائے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا - ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان مین لکھا ہے
کہ ایک امر جسنے زیادہ تر ہمارے اعتبار ہماری بیکی ہمارا چھین لینا وزیر علی کا پناہ جیپور سے تھا
جس سے ایک داغ بدنامی کا اوسکے نام کو لگا - جب کوئی مجرم یا بدنصیب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون
کے نزدیک وہ فعل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا انحراف جسنے جبراً جیپور سے کرایا گو وہ اوس زمانے مین
ہمارا مطیع نتھا یہ کوئی عذر بیجا نہین ہوسکتا کہ پناہ گیر یعنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلطت قتل تھا ہم کو یہ استحقاق
اوسکے طلب کرنے کا نہین رکھتے تھے - وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید رہا مگر
پلنگ اوسکو ملتا تھا - ساتھیون مین سے بعض کو بنارس مین پھانسی ملی بعض قید ہو کر جلا وطن ہوے
وزیر علی کو کھانا ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکا ہوا دیا جاتا تھا - آخرکار بیمار ہو گیا - یونانی حکیمون
اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سودمند نہوا اوسی قیدخانہ مین ۳۶ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۷ مطابق
شعبان ۱۲۳۲ ہجری مین ۱۷ سال ۳ ماہ ۴ دن قید رہکر انتقال کیا جنازے کے ساتھ لکھنو کے
تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر بیگار رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا جو کاشی باغان مین
ٹیپو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہے اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ	چو سوئے خلد برین رفت زین سرائے غرور
ز دیدہ غوطہ بدریاے فکر تا آریم	بہشت گو ہر تاریخ آن مغفور
بگوش آمدہ ناگہ بشور و شیون سخت	نوائے واہ دریغا ز جن و انس و طیور

وزیر علیخان گو طفل مزاج تھا مگر شجاعت و ہمت مین جوان بینظیر تھا بھاگتے وقت اگرچہ ہزارہا
سوارونکے غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا - اور جسوقت دریاے گھاگرہ پر
پہنچا تو فوج انگریزی جسکی صورت موج قدم بقدم جا پہنچی - مگر اوس نے کمال جلادت اور جرات سے
سانڈنی کو جسکی کونچین کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوترا پہاڑ اور جنگلون مین اکیلا اوترا اور ہاتھ دشمن کے
نہین آیا - ایک دن قیدخانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تھا کہ اوسکے گلے کی مالا کا دانہ ٹوٹ گیا
اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو
اونگلیون کے زور کے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا وہ کچھ بیش قیمت
دانے اسطرح مار مار کر توڑ ڈالے - اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تھا اوسنے
یہ حال دیکھکر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدیے جائین - مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپیہ کے تھے

دسے ڈالے۔

وزیر علی خان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر ابراہیم علی خان کے بیٹے مرزا چھورا کے ساتھ نکاح کر لیا اور اوس عورت کے لیے چھ سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا۔ مرزا چھورا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندان پر مقرر ہوئی۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خالص اوس کے نطفے سے تھے کچھ پاتے تھے۔ اور اوس عورت کا زیور جو ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا چھورا کے تصرف مین آیا۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا۔

چون سبزۂ زندگی اُگتے ہی پیرو نکلے تلے ہم — اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم

رہتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب — غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہو کے چمن مین — بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سائے کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار — گلشن کے چلے جاتے ہین کانٹون مین سلے ہم

پھر وہ نہ قلم تھے کسی مالی کے لگاتے — نرگس کے نہالون مین تھے آصف کے پلے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا — کوئی دن کو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم

اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہین — فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم

[illegible] — بے بس جو جہان آگ سے ہرگز نہ جلے ہم

زندان مصیبت مین پڑا کسکو ملا ہے
مرتے ہین وزیری ہی کے دن رات بلے ہم

تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب تاریخ اودھ حصہ دوم مؤلفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب ہیڈ مولوی فارسی مہاراناہائی اسکول اودیپور میواڑ [illegible] مطبع مطلع العلوم مراد آباد مین باہتمام منشی [illegible] صاحب مالک مطبع کے چھپی